شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما

تالیف

ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

راسخ اکیڈمی

بانی: مولانا حکیم عبد الرحمن راسخ

Marfat.com

سیرتِ حسن وحسین، مقامِ حسن وحسین، واقعہ کربلا، شہدائے کربلا، قاتلین حسین،

حسن وحسین اور اہل حدیث، تعارف اہل بیت سمیت کئی اہم نکات پر مشتمل ایک علمی وتحقیقی کاوش

شانِ حسن وحسین رضی اللہ عنہما

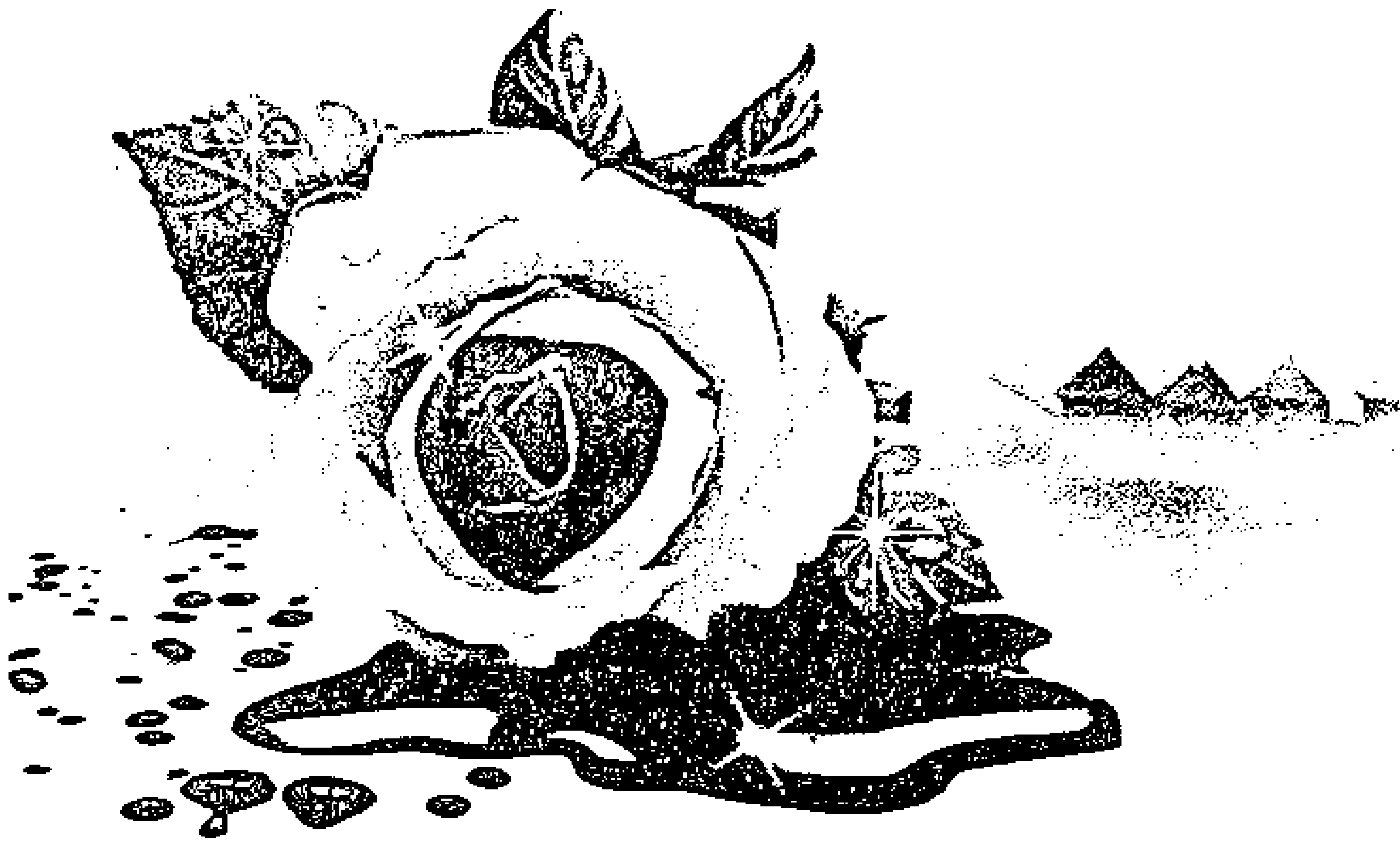

تالیف

ابوالحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

راسخ اکیڈمی

بانی: امام عبدالرحمن راسخ

Marfat.com

کتاب کے جملہ حقوق نقل و نشر و اشاعت محفوظ ہیں

شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما

تالیف

ابوالحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

1/1823

طبع

۱۴۳۶ھ ـــــــــ ۲۰۱۵ء

راسخ اکیڈمی

بانی ابو ابراہیم عبدالرحمن راسخ

www.facebook.com/Rasikhview

Mobile: 0300-6686931
0321-7675931

Marfat.com

فہرست مضامین

☼	انتساب	12
☼	ایک سیّد کے قلم سے	13
☼	گزارشاتِ راسخ	21
☼	مسلک اہل حدیث راہ اعتدال کا نام	24
☼	محمود احمد عباسی، فیض عالم صدیقی ناصبی تھے۔	25
☼	اسلام کے عمومی اسلوب سے استدلال	35
	شانِ حسنین رضی اللہ عنہما قرآن کے عمومی اسلوب سے	38
☼	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتداری اور قرآن	38
☼	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ اور طرزِ عمل	41
☼	اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا	43
☼	اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی تقاضا	45
☼	حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر عذاب	46
☼	مندرجہ آیات کی روشنی میں اسلاف کا موقف	47
	شانِ حسنین رضی اللہ عنہما احادیث کے عمومی اسلوب سے	48
☼	میری سنّت کو لازم پکڑو	48
☼	سنّت سے بے رغبتی کرنے والے کیلئے وعید	49
☼	عملِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر ذلّت	49
☼	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد گراں قیمت ہے۔	50

Marfat.com

۞	حقیقتِ حال کو سمجھنے کے لیے تین احادیث پر غور	53
	شانِ حسنین رضی اللہ عنہما مقامِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمومی اسلوب سے	56
۞	موجودہ حالات کی روشنی میں چار باتیں	57
۞	تقابلی انداز اختیار نہ کریں	58
۞	مخالفینِ صحابہ سے مرعوب نہ ہوں۔	60
۞	ظلم در ظلم	62
۞	ایک نہایت خطرناک روش	64
	سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ	67
۞	مختصر تعارف	69
۞	نواسے کا نام نانا نے رکھا۔	70
۞	دکتور عبدالکریم اور اہل علم کی نکتہ بینی	72
۞	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گڑتی	74
۞	تحنیک اور تبریک کی وضاحت	74
۞	عقیقہ کے ایام میں عقیدت کے انداز	75
۞	بچے کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔	76
۞	عقیقے میں اونٹ اور گائے کرنا درست نہیں۔	199
۞	بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ کرنا بھی مسنون ہے۔	78
۞	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ ہم شکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔	80
۞	حدیث سے تین اہم فوائد	81
۞	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ محبوبِ رسول ہی نہیں محبوبِ خدا بھی ہیں۔	85

Marfat.com

❁	اندازِ محبت کی ایک جھلک......ننھا کدھر ہے......؟	86
❁	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت کا ایک انداز	89
❁	رُخسارِ حسن رضی اللہ عنہ پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب	91
❁	لعابِ حسن رضی اللہ عنہ شانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر	94
❁	سینۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چڑھ کر	95
❁	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حاضرین نہ آنے والوں کو بتادیں	97
❁	ناطقِ وحی کی پیش گوئی نصف النہار کی طرح سچی	98
❁	اے حسن رضی اللہ عنہ تمہاری رائے کیا ہے؟	102
❁	رسالت کے سائے تلے	104
❁	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کھجور اٹھانا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت	105
❁	حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور وتر کی دعا	106
❁	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت	108
❁	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی علم سے محبّت	110
❁	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بے مثال سخاوت	111
❁	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ عبادت	114
❁	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا	118
❁	فرزندانِ حضرت حسن رضی اللہ عنہ	121
❁	جنازہ وشہادت	122
❁	حضرت حسن عالم الغیب نہیں تھے۔	125
❁	آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ میں لوگوں کا سیلاب	125

Marfat.com

✲	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقام اہل حدیث کی نظر میں	126
✲	امام ذہبی اور دکتور صلابی کا قول	126
	سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ	129
✲	مختصر تعارف	131
✲	نام حسین رضی اللہ عنہ بھی انتخابِ پیغمبر ہے۔	132
✲	عقیقہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ	132
✲	نانا علیہ السلام سے مشابہت	132
✲	محبِ حسین رضی اللہ عنہ سے اللہ بھی محبت فرمائے	134
✲	شانِ حسین رضی اللہ عنہ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین شاندار جملے	136
✲	جبریل کہہ رہے ہیں: حسین تم پکڑو......!	138
✲	دنیا میں جنت کا مہمان دیکھ لو......!	139
✲	کاندھلوی صاحب کی خیانت	140
✲	سبط کا اطلاق نواسوں پر بھی ہوتا ہے۔	141
	شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی سچی ہی تھی۔	144
✲	امام اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ اور امام زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	145
✲	حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے متعلق ہمارے اسلاف کا موقف	150
✲	امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نخعی کا قول	151
✲	امام محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	152
✲	قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا قول	152
✲	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بددعا	155
✲	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا رونا	155

Marfat.com

❁	حسین رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام	156
❁	ظالم عبیداللہ بن زیاد کا انجام	157
❁	حضرت ابورجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	159
❁	حضرت منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان	159
❁	میدانِ کربلا میں عظیم کردار	160
❁	مدینے سے کربلا تک	161
❁	پہلا مرحلہ: صبر کی تلقین	162
❁	دوسرا مرحلہ: اللہ پر توکل	163
❁	تیسرا مرحلہ: نوحہ و ماتم سے روکنا	164
❁	چوتھا مرحلہ: تڑپتے ہوئے لاشوں پر صبر کی تلقین	165
❁	پانچواں مرحلہ: اور خیر کی امید	166
❁	چھٹا مرحلہ: استقامت کی دعا	166
❁	ساتواں مرحلہ: اللہ کی قضا پر رضا کا اظہار	167
❁	شہادت کے بعد کے مراحل	168
❁	واقعہ کربلا اور سچے مسلمان کا کردار	168
❁	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل حدیث کا موقف	172
❁	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا سلوک	172
❁	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا	173
❁	عبداللہ بن عباس نے کہا: خوش آمدید......!	174
❁	امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا خراجِ عقیدت	174
❁	قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ عقیدت	175
❁	شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	175

Marfat.com

۞	امام اہل حدیث حضرت سلفی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	176
۞	امام الاولیا حضرت ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا دلنشین بیان	176
۞	مفتی محمود احمد میر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	177
۞	محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری کا شاندار جملہ	177
۞	مناظرِ اسلام مولانا عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب	178
۞	حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اہمیت	178
۞	ناصبیت کی روک تھام کے لیے	179
۞	آپ رضی اللہ عنہ عمل و کردار کے عظیم پیکر تھے	182
۞	عبادات کے شیدائی	183
۞	عاجزی وانکساری کے پیکر	184
۞	خوفِ خدا کی انتہا	185
۞	مخالفوں سے حسن سلوک	186
۞	آغوشِ رسالت میں سات سال	187
۞	فرزندانِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ	189
۞	مقامِ شہادت باسعادت	190
۞	امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مقامِ مدفن	191
	سادتنا حسنین علیہما السلام	193
۞	نام حسنین علیہما السلام، انتخاب سیّد الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	195
۞	شہزادوں کی ولادت	195
۞	عقیقہ حسنین رضی اللہ عنہما	197
۞	مسئلہ عقیقہ کی وضاحت	198
۞	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹوں جیسا پیار کرنا	199

Marfat.com

۞	یہ میرے اہل بیت ہیں۔	200
۞	اہل بیت کی تین قسمیں	200
۞	آیاتِ تطہیر اور اہل حدیث کا موقف	202
۞	آل رسول ﷺ میں کون شامل ہیں؟	205
۞	حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پشت مبارک ﷺ پر	206
۞	شہزادے کبھی گرتے کبھی اٹھتے	208
۞	ایک آگے اور ایک پیچھے	210
۞	اس چادر کی اوڑھ میں کیا ہے......؟	212
۞	بغضِ حسنین رضی اللہ عنہما بغض رسول ﷺ ہے۔	214
۞	حسنین رضی اللہ عنہما تو دنیا میں میرے پھول ہیں	215
۞	روتے دیکھا تو آپ ﷺ بے قرار ہو گئے	218
۞	فرطِ عقیدت و محبّت کا اظہار	220
۞	حسنین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے	222
۞	حسنین رضی اللہ عنہما اور ان سے محبّت رکھنے والے ایک مقام پر	223
۞	جنتی جوانوں کے سردار رضی اللہ عنہما	225
۞	بوڑھوں کے سردار شیخین کریمین رضی اللہ عنہما	228
۞	میں اب خوش ہوں۔	229
۞	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت شہزادوں کے نام	231
۞	بابائے حسنین علیہ السلام کی حکمت بھری باتیں	233
۞	قارئین وواعظین کی خدمت میں	237
۞	پہلی اور اہم بات	237
۞	دوسری نہایت اہم بات	238
۞	تعارف راسخ اکیڈمی	241
۞	جن کے چمن سے پھول چنے	242

Marfat.com

انتساب

ہر اس مسلم کی طرف
جس کا دل
حبِّ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما
سے سرشار ہے
اور
وہ ان کی محبّت میں
راہِ اعتدال کی
بلندیوں پر فائز ہے۔

عبد المنان راسخ

Marfat.com

ایک سیّد کے قلم سے

Marfat.com

Marfat.com

افراط وتفریط کی بجائے راہِ اعتدال کی دعوت تمام شرائع سماویہ کی بنیاد رہی ہے چونکہ انسانیت کی فوز وفلاح غلو سے احتراز، میانہ روی میں مضمر ہے۔ بنابریں انبیاء کرام علیہم السلام جیسی پاکباز ہستیوں نے اپنی امتوں کو اسی کی تلقین فرمائی مگر انسان اکثر وبیشتر اسی جانب راغب ہوتا ہے جدھر سے شریعت اسے منع کرتی ہے جیسا کہ ارشاد ربّ العالمین ہے:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ [1]

عقائد واخلاق اور عبادات ومعاملات کے ہر پہلو میں اور ہر سطح پر انسان کا نفس امارہ اس کو منہیات اور ممنوعات کے ارتکاب پر ہی اکساتا ہے۔ نفسِ امارہ کی خواہشات کی تکمیل نہایت مذموم حرکت اور گھٹیا عمل ہے جس کے متعلق اللہ رب العزت نے فرمایا:

اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا [2]

مگر کامیاب وکامران وہ فرد ہے جس نے اتباعِ نفس کی بجائے اپنے خالق ومالک کو مطاع جانتے ہوئے اس کی ہدایت وتعلیمات کو اپنایا اور اس کے احکامات و اوامر کے سامنے سر جھکایا۔

---

[1] یوسف:53

[2] فرقان:43

Marfat.com

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے۔

افسوس صد افسوس......!

کہ یہود و نصاریٰ نے اہل کتاب ہونے کے باوجود، منصبِ نبوت ورسالت کو تسلیم کرنے اور وحی و شریعت کی حقانیت کا اعتراف کرنے کے باوجود راہِ اعتدال کو چھوڑ کر افراط و تفریط کے راستے پر چلنا پسند کیا۔ نصاریٰ اپنے اکابرین اور بزرگانِ دین کی محبّت وعقیدت اور تعظیم و توقیر میں اس قدر آگے بڑھے کہ اعتدال کی حدود سے نکل کر غلو کی دلدل میں پھنس گئے۔ بالآخر ان کا انجام یہ ہوا کہ

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [1]

جب کہ ان کے پیشرو یہود نے گستاخی و بے ادبی کو اپنا وتیرہ بنالیا اور اپنے ہی محسنوں کے گریباں میں ہاتھ ڈالنا ان کا محبوب مشغلہ ٹھہرا حتی کہ وہ اس نوبت کو پہنچے کہ

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

چنانچہ ان کے متعلق ارشادِ الٰہی ہوا:

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ [2]

امتِ محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والسلام کو پاکیزہ دعا سکھائی گئی جو پانچوں نمازوں میں دہرائی جاتی ہے۔

---

[1] التوبہ:31

[2] بقرہ:61

Marfat.com

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ آمین

''الٰہی ہمیں سیدھی راہ پر چلا ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا
نہ ان کی جن پر غضب ہوا (یہود) اور نہ ان کی جو گمراہ ہوئے (نصاریٰ)''

آہ صد افسوس......! آج اس قدر واضح اور پاکیزہ دعا کرنے والی بہترین امت بھی راہِ اعتدال کی مالک بننے کی بجائے افراط و تفریط کی پگڈنڈیوں پر چل نکلی، شاہراہِ کتاب و سنّت کو چھوڑ کر جاہلانہ تعصّب و حمیت کے سنگلاخ راستے کو اپنانے میں لذت محسوس کرنے لگی اور یہود و نصاریٰ کی روش کو اپنا لیا۔ جس کے نتیجے میں خانوادۂ نبوت کو ایک گروہ نے محبّت و عقیدت کے نام پر درجہ معصومیت پر فائز کر دیا تو اس کے ردِ عمل میں دوسرے گروہ نے ان کی رفعت و عظمت اور بزرگی و برتری گھٹانے میں ''تحقیقی زور'' لگاتے لگاتے'' زور'' سے بھی گریز نہیں کیا۔ ان افراد پر حیرت ہوتی ہے جو فقہی مسائل میں خود کتاب و سنّت کی اتباع اور اطاعت کرنے پر زور دیتے ہیں۔ جو فرد ان کے نکتہ نظر کے مطابق معمولی سا بھی منحرف دکھائی دے وہ قابل مواخذہ و ملامت ہوتا ہے مگر ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ اہل بیت نبوت کی عظمت و جلالت اور شرف و عزت کے بیان پر مبنی واضح آیات قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ (علی صاحبھا افضل الصلاۃ والسلام) پر ان کی توجہ مبذول نہیں ہوتی......؟

حدیثِ نبوی ﷺ (قولوا آمین) '' آمین کہو'' پر عمل کرنا ایک مسلمان ''اہل حدیث یا اہل سنّت'' کے لیے نہایت ضروری ہے مگر (أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ) ''میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔''

Marfat.com

ان کی حق تلفی نہ کرنا..... ان کو ان کے مقام و مرتبے سے گرانے کی ناکام کوشش نہ کرنا.....سنّت اور حدیث کی بات کرنے والے آل رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں ثابت شدہ مندرجہ بالا صحیح روایات کو مدنظر کیوں نہیں رکھتے.....؟ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع الیدین فرماتے تھے، یعنی رفع الیدین آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت ہے، یہ عمل تو یاد رہتا ہے اور یاد رہنا چاہیے۔

مگر ''اہل حدیث'' اور ''اہل سنّت'' کو ساتھ وہ عمل بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دورانِ خطبہ سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو صحن مسجد نبوی میں گرتے دیکھا تو خطبہ منقطع کرتے ہوئے منبر سے اتر کر بے تابی کے عالم میں خود صحن میں پہنچ کر نواسوں کو اٹھایا اور منبر نبوی پر اپنے سامنے بٹھایا اور دوبارہ منبر پر تشریف فرما ہو کر سلسلہ کلام کو جاری رکھا۔

یہ امر نہایت باعثِ تشویش ہے کہ چند برسوں سے ''خارجی فتنہ'' کے جراثیم پھیل رہے ہیں اور بعض عاقبت نااندیش نام نہاد تحقیق کے عنوان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار کو تختہ مشق بنانے کی سعی نامشکور میں مصروف ہیں۔ جن کی محبّت وعقیدت اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت کا تقاضا اور مومن کے ایمان کی علامت اور دلیل ہے۔ اور جس گھرانے کی عزیمت اور استقامت، اخلاص وللّٰہیت اور زھد وورع، دعوت وتبلیغ، تعلیم وتربیت اور جدوجہد سے ہی ہم تک دین پہنچا، ہمیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی، ہمیں قرآن کریم اور حدیث شریف کا عظیم ورثہ ملا۔

Marfat.com

اس خاندان کا استحقاق ہے کہ اس کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے محبّت کی جائے۔ان کے آداب بجالائے جائیں، ان کا تذکرہ نہایت ادب واحترام اور محبت وعقیدت کے ساتھ کیا جائے۔ان کے کردار وعمل کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنایا جائے ان کی بابت گستاخانہ لب ولہجہ اختیار کرنا اور دشنام طراز قلم چلانا موجب ذلت ورسوائی ،حددرجہ جہالت وضلالت اور نہایت بددیانتی اور بے دینی ہے۔

اہل بیت سے محبّت کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لے کر تا امروز مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ رہا ہے۔محدثین عظام نے کتبِ حدیث میں اہل بیت اطہار کے مناقب و فضائل بیان کرنے کے لیے مستقل ابواب ترتیب دیئے ہیں،اس عنوان کے تحت بیسیوں مستقل کتابیں تالیف فرمائیں،ان سے اظہارِ عقیدت کے لیے پاک وہند کے اکابر علماء اہل حدیث نے اپنے ناموں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسوں کے اسماء گرامی کو مرکب کیا، ذرا غور فرمائیں......! نواب صدیق الحسن القنوجی......شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی......مولانا محمد حسین بٹالوی......

اسی طرح دامادِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شوہر فاطمہ بتول (رضی اللہ عنہا) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام بھی ان کے لیے نہایت محبوب، مقبول اور محترم تھا۔جس کا اندازہ بھی ان کے ناموں سے ہوتا ہے۔مولانا یحییٰ علی......مولانا ولایت علی......مولانا عنایت علی......مولانا محمد علی لکھوی، علی ھذا القیاس!

میرے لیے یہ امر نہایت فرح وانبساط کا باعث ہے کہ ایک نوجوان عالم دین مولانا حافظ عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ نے سیّدنا حسن وحسین علیہما السلام کے فضائل ومناقب سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ کو جمع کیا۔اصولِ تخریج کو ملحوظِ خاطر رکھا، روایات کی صحت کا اہتمام کیا اور نہایت دلآویز عنوانات ترتیب دیئے، احادیث شریفہ کا اردو ترجمہ نہایت سلیس اور عمدہ اسلوب میں کیا اور تشریحی نکات اس انداز میں مرتب کیے ہیں کہ جن

Marfat.com

کے مطالعے کے بعد ایک صاحبِ ذوق یقیناً جہاں ایمان کی چاشنی محسوس کرے گا وہاں اس کے سامنے ''خارجی ذہنیت'' کے پھیلائے ہوئے متعدد شکوک وشبہات کا پردہ بھی (ان شاء اللہ العزیز) چاک ہوگا۔ مرتب موصوف کو اللہ تعالیٰ دین ودنیا کی نعمتوں اور سعادتوں سے مزید بہرہ ور فرمائے۔ ان کی اس علمی کاوش کو بارآور فرمائے۔ بندوں کی ہدایت کا سامان بنائے اور ان کے لیے توشہ آخرت بنائے اور ان کے والد گرامی برادر حضرت مولانا حکیم عبدالرحمٰن راسخ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

جو کہ بہترین مبلغ، موثر خطیب، دین حق کے بے لوث داعی، مہمان نواز، ملنسار، خوش گفتار اور با اخلاق اور باعمل عالم دین تھے۔ کئی کئی گھنٹے تقریر کرتے تھے، جب خوش الحانی کے ساتھ تلاوت فرماتے تو سامعین پر وجد طاری ہوجاتا اور دینی اشعار مترنّم انداز میں پڑھتے تو لوگ عش عش کر اٹھتے۔ ابھی جوانی کی دہلیز سے نکل کر پختہ عمر کی حدود میں داخل ہوئے تھے کہ مالک حقیقی کا بلاوا آگیا اور وہ لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مگر عزیز مولانا حافظ عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ کی شکل وصورت میں ان کی باقیات صالحات موجود ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بہن بھائیوں سمیت ہر شر سے محفوظ رکھے اور تا زندگی دین حنیف کا خادم بنائے رکھے اور اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرے۔

کتبہ

سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری

جامعۃ البدر ساہیوال ✿

✿ ایم اے گولڈ میڈلسٹ پنجاب، فاضل مدینہ یونیورسٹی/ پرنسپل البدر اسلامک یونیورسٹی، مصنف کتب کثیرہ

Marfat.com

گزارشاتِ راسخ

Marfat.com

۱۴/۸۲۳

Marfat.com

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد...!

ہمیں اس بات پر خوشی ہے کہ الحمدللہ اہل حدیث ہی اہل بیت کے سچے وارث ہیں اور ان کے افکار وعقائد کے حامل ہیں یہ دین کے پیمانہ میں رہتے ہوئے اہل بیت سے والہانہ محبت رکھتے ہیں اور بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حد درجہ عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، کسی طرح بھی ان کے متعلق تحقیرانہ لہجہ یا گستاخانہ رویہ یا مبالغانہ انداز پسند نہیں کرتے، لیکن نہ جانے اس سب کچھ کے باوجود بعض حضرات یہ سمجھتے اور تصور پیش کرتے ہیں کہ اہل حدیث، اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی دل وجان سے عزت وتکریم اور قدر نہیں کرتے بلکہ ان کے متعلق منفی سوچ رکھتے ہیں۔ جب کہ یہ بات سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

اہل حدیث، الحمدللہ! تمام اہل بیت کی دل وجان سے عزت کرتے ہیں اور اہل بیت کی محبت اور خاندانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت کو فرض بلکہ جزوایمان سمجھتے ہیں اور بالخصوص سادتنا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہماری آنکھوں کے تارے ہیں ہم جب ان شہزادوں کا نام لیتے اور ذکر کرتے ہیں تو جہاں ہمارے دلوں کو سکون وقرار ملتا ہے وہاں ایمان میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

خلیفۂ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک ہر اہل حدیث نے خانوادۂ نبوت کو ہمیشہ شرف کی نگاہ سے دیکھا ہے اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہمارے اسلاف نے اپنی کتابوں میں جہاں ضمناً اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت سے اپنی کتب کے اوراق روشن کیے ہیں وہاں عظمتِ اہل بیت اور شان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مقدس عنوانات پر مستقل کتب مرتب فرمائی ہیں اور یقیناً یہ اہل بیت اور خاندانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی لگاؤ اور محبّت کا نتیجہ ہے۔

الحمدللہ......! ہم اس بات پر شکر کرتے ہیں کہ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو اہل بیت اور خاندانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ تھا۔ اس برحق اور سچّے ثبوت کے باوجود یہ خیال کرنا کہ اہل حدیث، اہل بیت، خاندانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے عقیدت نہیں رکھتے یہ بلاشبہ الزام اور تہمت ہے۔

مسلکِ اہل حدیث راہِ اعتدال کا نام ہے

مسلکِ اہل حدیث دین اسلام کا دوسرا نام ہے۔ ہم الحمدللہ کتاب وسنّت کو اپنے لیے باعثِ ہدایت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ ہم کسی صحابی کی شان میں کمی کرتے ہیں نہ کسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ کی توہین اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیٹی کا انکار......لیکن عجب حیرت ہے کہ جو صحابہ کا انکار کریں، ازواجِ مطہرات کا انکار کریں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنات کا بھی انکار کریں، وہ تو مومنین اور محبانِ آل رسول ہیں......اور جو سب کو ان کا درجہ دیں اور دل وجاں سے احترام کریں وہ اہل بیت کے منکر ہیں......یہ کیسی ٹیڑھی تقسیم ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

یادرکھو......! ہم اہل بیت کی محبّت میں غلو کرتے ہوئے ان کو حاجت روا، مشکل کشا اور معصوم مانتے ہیں اور نہ ہی ان کے ناموں کی نذر و نیاز دیتے ہیں، کیونکہ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بذاتِ خود ایسے عقائد و نظریات کی تردید کرتے ہوئے ہمیشہ سچی توحید کی دعوت دیتے رہے اور ہر مشکل گھڑی میں ہمیشہ اللہ ہی کو پکارتے اور اسی کے سامنے جھکتے رہے، یہی وجہ ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سمیت اہل بیت میں سے کسی نے بھی کبھی یا علی مدد یا اے علی مشکل کشا کا نعرہ نہیں لگایا۔

ہم بھی الحمدللہ اہل بیت کی طرح توحید کے معاملے میں بڑے حسّاس ہیں، عقیدت میں ڈوب کر توحید پر آنچ نہیں آنے دیتے، جس طرح ہم اہل بیت کی محبّت میں غلو نہیں کرتے اسی طرح ان کی شان میں تنقیص بھی برداشت نہیں کرتے۔ ہم ایسے ناصبی حضرات کو گمراہ سمجھتے ہیں جو حضرت حسین علیہ السلام کی صحابیت یا حضرت علی علیہ السلام کی خلافت پر طعن کریں۔

محمود احمد عباسی، فیض عالم صدیقی ناصبی تھے اہل حدیث نہیں تھے:

ان دونوں حضرات کے لٹریچر نے بہت زہر اگلا ہے، بڑے بڑے عالم فاضل حضرات کے سینوں سے بھی آل رسول اور آل بیت کی محبّت کھرچ دی ہے، وہ ہمہ وقت اپنی بغلوں میں ان کی کتابیں رکھے ہوئے آل رسول اور آل بیت کی تنقیص و توہین کے لیے تیار رہتے ہیں جب کہ کسی بھی مومن مسلمان کے لیے ایسا کردار اس کو ناقص الایمان بنا دینے کے برابر ہے۔

ہمارے مطالعے کے مطابق اہل تشیع کے رد میں محمود احمد عباسی اور فیض عالم

Marfat.com

اس قدر حد سے تجاوز کر گئے کہ اہل بیت، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات محدثین کی بھی توہین کر ڈالی، اس لیے ان کو ناصبی کہا جاتا ہے اکابر اہل حدیث کے نزدیک محمود احمد عباسی اہل حدیث تھا اور نہ ہی اہل حدیثوں کے منہج پر تھا۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس کی تصانیف پڑھنے سے ہر قاری پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایسی صحیح احادیث جو منہج محدثین کے مطابق درجۂ صحت کے بلند مرتبے پر فائز ہوتی ہیں ان کو لغو، من گھڑت اور کذب قرار دیتا ہے اور اپنے مذموم نظریے کو تقویت دینے کے لیے ہر قسم کا رطب و یابس حاطب لیل کی طرح اکٹھا کرنا اس کا ایک فن ہے جس کی قطعاً کوئی اہمیت وحیثیت نہیں۔

اسی طرح حکیم فیض عالم صدیقی صاحب اگرچہ اہل حدیث کا پلیٹ فارم استعمال کرتے رہے، مگر وہ اہل حدیث کیسے ہو سکتے ہیں وہ تو اہل حدیث بلکہ حضرات محدثین کرام پر لعن طع اور اتہام لگایا کرتے تھے، وہ ائمہ ومحدثین جو اساطین اہل السنہ ہیں، ان کے علمی کارناموں کو جہالت و خباثت کہنے والا شخص قطعاً اہل الحدیث نہیں ہو سکتا، فیض عالم صدیقی حدیث کے مدوّن، امام المحدثین حضرت امام محمد بن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقم طراز ہے:

> ''ابن شہاب منافقین وکذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں۔'' (1)

---

(1) صدیقہ کائنات: 114

Marfat.com

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ''صحیح البخاری'' پر اعتماد کرنے والے قاری پر بیجا برستے ہوئے رقمطراز ہے:

''سامنے فوراً بخاری کی روایت آگئی تو وہ بخاری شریف کے احترام میں اندھا دھند ٹامک ٹوئیاں مارتا ہوا آگے بڑھ گیا، اس کی بلا سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زبان طعن دراز ہوتی رہے، پھر پروا نہیں مگر بخاری شریف کے احترام میں فرق نہ آئے۔'' [1]

مزید مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ برحق امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے:

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی برائے نام خلافت سے امت کو کیا ملا......؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی آپ حصولِ خلافت کے خیال کو اپنے دل میں پروان چڑھانے میں مشغول تھے۔'' [2]

حضرات محدثین کرام کے متعلق اس قدر گھٹیا زبان بھی استعمال کرتا رہا اور یہاں تک لکھا:

''مجمع الزوائد وغیرہ کتب کے مؤلفین یا تو تقیہ کے مسلمان تھے اور یا قطعاً جاہل تھے۔'' [3]

---

[1] صدیقہ کائنات:95

[2] صدیقہ کائنات:237

[3] خلافتِ راشدہ:123

Marfat.com

شیخ مکرّم ومولانا ارشاد الحق اثری دامت برکاتہم اس کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ جب اس کے قتل کی خبر پہنچی تو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی مجلس میں تشریف فرما تھے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگے: کیا وہ اہل حدیث کے منہج پر تھا......؟ میں نے کہا: نہیں......! چنانچہ پھر اس کے لیے دعائے مغفرت بھی نہیں کی گئی تھی۔

اسی طرح عصر حاضر کے معروف محدث، ماہر علم الرجال، حافظ، زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

''فیض عالم صدیقی کا یہ صحیح مسلم پر بہتان ہے: میں کہتا ہوں جو شخص امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نام نہاد کہتا ہو (دیکھئے سادات بنی رقیہ: 46) اور ثقہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرتا ہو (دیکھیے سادات بنی رقیہ: 113) اسے کب شرم آتی ہے کہ صحیح مسلم پر جھوٹ نہ بولے، ان لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہی جھوٹ، مغالطہ دہی اور تاریخ کی موضوع روایات پر اندھا دھند اعتماد ہے۔''

مولانا زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حکیم فیض عالم صدیقی (ناصبی) وغیرہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں، ان سے تمام اہل حدیث بری الذمہ ہیں۔ اہل حدیث کا ناصبیوں اور رافضیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، اہل حدیث کا راستہ کتاب وسنّت والا ہے اور یہی اہل سنّت ہیں۔'' [1]

---

[1] ''محبت ہی محبت'' ص 66

Marfat.com

مندرجہ بالا حقائق کی موجودگی میں یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ اہل حدیث نہیں تھے، لہٰذا انہوں نے جیسی موشگافیاں بھی کی ہیں ان کا مسلک اہل حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان کی کتابوں پر اندھا دھند اعتماد کرتے ہوئے بغیر حوالہ دیکھے اور تحقیق کیے آگے بیان کرنا چاہیے۔ ہماری یہ کتاب اس سچائی کو خوب نمایاں کردے گی کہ ہر اہل حدیث کا سینہ ہر وقت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت سے سرشار ہے۔ محمود عباسی، فیض عالم اور ان کے ہم نوا ناصبی فکر کے حامل لوگ ہمارے نہیں ہیں اور جہاں تک قاتلانِ حسین کا معاملہ ہے تو ہر اہل حدیث شہادت سے لے کر آج تک قاتلین اور ان کے تمام مساعدین سے برات کرتے ہوئے ان کو لعنتی سمجھتا ہے، آج تک ان ظالموں کے لیے بددعا کا اور آپ کی آل وازواج کے لیے درود ودعا کا سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ...... ہمارا کوئی ثقہ ذمہ دار عالم ایسا نہیں جس نے کسی رنگ میں کبھی بھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی گستاخی کی ہو...... ناصبیت کا گند ہمارے کھاتے نہ ڈالا جائے...... بعض لوگوں میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ ہونے کے برابر جو انقباض اب پیدا ہوا، اس کی بھی ہم نے واضح الفاظ میں اصلاح کی ہے۔ جگہ جگہ کبار محدثین کے اقوال سے، اسلاف کی فکر کو اس کتاب میں شامل کیا ہے تا کہ کوئی فاضل ذی وقار عالم ناصبی فکر سے دھوکہ نہ کھائے۔ واللہ المستعان

اور اسی طرح قاتلین حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کو نامزد کرنا، پھر اس پر لعنت کرنا ہم شرعی طور پر درست نہیں سمجھتے اور ہمیں نامزد کر کے لعنت کرنے کی چنداں ضرورت بھی نہیں، کیونکہ عمومی طور پر وہ سب لعنت، پھٹکار اور غضب کے مستحق ہیں، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو کربلا میں بے دردی سے ذبح کیا۔ ہمارے دین میں تو عام مسلمان کا قاتل لعنتی جہنّمی ہے، چہ جائیکہ جن بدبختوں نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک پر تلوار چلائی۔ قبح اللہ وجوھھم فی النار

اور یاد رہے اس کتاب میں ہمارے اصل مخاطب ناصبی حضرات ہیں اور یہ کتاب ان کی ہدایت اور اصلاح کے لیے بھی لکھی گئی ہے۔

Marfat.com

ہم نے الحمدللہ! اپنے اسلاف کی روایت کو زندہ کرتے ہوئے اس کتاب میں نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول، چمنِ رسالت کے پھول سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر کیا ہے، ان سرداروں کی شان سردارِ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ رسالت تحریر کی گئی ہے، حتی الوسع تمام احادیث صحیح ذکر کی ہیں اور کوئی روایت بھی ایسی نہیں جو درجہ حسن سے کم ہو۔

اگر کسی حدیث کو بعض نے صحیح اور بعض نے ضعیف کہا ہے تو ہم نے اس کی صحت کو ترجیح دیتے ہوئے تحریر کیا ہے لیکن ایسا بہت کم ہے۔ صرف احادیثِ صحیحہ کا اہتمام اس لیے کیا گیا ہے تاکہ ان دونوں شہزادوں کی قدر، ان دونوں کی مہک اور ان پیاروں کی عظمت زبانِ رسالت سے پڑھ کر ہمارے دل ان کی محبّت میں موجزن ہو جائیں۔

اسی طرح کئی ایک مقامات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس عقیدت و محبّت کا دل نشیں نقشہ بھی کھینچا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان شہزادوں سے رکھتے تھے تاکہ اس بیجا تاثر پھیلانے والوں کی بھی نفی کر دی جائے جو یہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت سے محبّت نہیں رکھتے تھے، نیز ائمہ محدثین اور مشاہیر اہل حدیث کے اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہیں کہ اہل حدیث ہر دور میں اہل بیت اور بالخصوص حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مداح ہی رہے ہیں، کبھی بھی ان کی عزت و عظمت پر آنچ نہیں آنے دی۔

اور اس حوالے سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے عظیم کردار کو بھی نمایاں کرنے کی بہت زیادہ کوشش کی ہے، ان کی سیرت کے نادر واقعات تحریر کیے ہیں جس سے ہر مسلمان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ جنّتی شہزادے

Marfat.com

کس قدر صالح اور علم وفضل کے بحرِ بیکراں تھے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ جن احباب کی زبان سے اہل بیت کے متعلق توہین آمیز کلمات نکلتے ہیں یا جن کے قلم سے ان شہزادوں کی گستاخی و بے ادبی کی بدبوآتی ہے، اللہ رب العالمین ایسے نادانوں کو صحیح فہم اور سمجھ عطا فرمائے۔ وھوالھادی الموفق المعین۔

مَنْ أَحَبَّهُمَا فَالرَّسُوْلُ يُحِبُّهُ
وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَالرَّسُوْلُ يُبْغِضُهُ

آخر میں اپنے تمام اصدقاواحباء کا شکرگزار ہوں جودینی معاملات میں میرے ساتھ خیرخواہی کرتے ہیں، بالخصوص مشائخ ادارہ علوم اثریہ کا شکرگزار ہوں کہ جو بڑی خندہ پیشانی سے مکتبہ سے استفادے کا موقع فراہم کرتے رہے۔

اسی طرح چوہدری مصباح الدین ضیغم صاحب ہمیشہ میری قلبی دعاؤں کے مستحق رہیں گے، جنھوں نے مجھے ہر طرح کی محبّت سے نوازا اور میرے لیے دین کا کام نہایت آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کو جنّت میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی رفاقت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین!

اور اسی طرح محترم ابوبکر قدوسی اور عمر قدوسی کا شکرگزار ہوں جنہوں نے تصنیف وتالیف کی ابتدا میں میرے رسائل کو شائع فرما کر بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی، میں احباب کی محبت کا تہہ دل سے قدردان ہوں، اللہ ان کو اپنی شان کے مطابق دین ودین تمام بھلائیاں عطا فرمائے!

Marfat.com

اس وقت آپ کے پاس مفید اضافہ جات سے مزین اعلیٰ ایڈیشن ہے جس کو مکتبہ قدوسیہ شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کی حسنات کو قبول فرمائے اور اللہ رحیم و کریم میرے جدّین، والدین اور اساتذہ و رفقا کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو شخصیات کی محبّت میں راہِ اعتدال نصیب فرمائے۔ آمین!

واللہ هو الموفق المعين وهو رب العالمين
وصلى الله على النبي وآله واهل بيته وصحبه
واتباعه اجمعين الى يوم الدين

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عبدالمنان بن عبدالرحمٰن راسخ بن حاجی نیک محمد
مدرّس کلیہ دار القرآن والحدیث فیصل آباد
ایگزیکٹو ایڈیٹر "ماہنامہ نداء الاحسان" لاہور
ناظم تعلیم وتربیت اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان
ناظم طبع وتالیف مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب پاکستان
ومدیر مرکز السدیس للتعلیم والتربیۃ فیصل آباد
مسئول: ادارہ کتاب وحکمت فیصل آباد
0300-6686931

Marfat.com

عمومی استدلال

Marfat.com

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

اسلام کے عمومی اسلوب سے

یہ تو آپ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ معاملہ عقائد کا ہو یا عبادات کا، بات تجارت کی ہو یا سیاست کی، ہر مسئلہ میں اہل حدیث کا نکتہ نظر قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے یا آپ یوں کہہ لیں کہ آیاتِ قرآنیہ اور صحیح احادیثِ نبویہ کے مجموعے کا دوسرا نام مسلک اہل حدیث ہے، اس مسلک میں ہر بات کو اسی طرح جانا اور مانا جاتا ہے جس طرح اللہ کے دین میں موجود ہے۔

ہمارے ہاں مقدس مقامات اور عظیم شخصیات کے حوالے سے بھی ہر ہستی اور بستی کو بھی وہی مقام ملتا ہے جو دین نے اس کو دیا ہوتا ہے، کسی کی شان میں مبالغہ ہوتا ہے نہ ہی کمی اور یہی اس مسلک کی اصل شان ہے۔

اہل اسلام کی عظیم شخصیات نے جہاں حضرت ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، طلحہ وزبیر اور دیگر کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور فقہا ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نام شامل ہیں۔ انھیں پاکیزہ اور مبارک ناموں میں دو نام ایسے ہیں جو آج بھی آسمان کے سورج کی طرح چمکدار، چاند کی روشنی کی مانند پُرنور اور کھلے ہوئے گلاب کی طرح خوبصورت اور خوشبودار ہیں اور وہ ہیں جنابِ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور جناب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت وشان اس قدر بلند ہے کہ ان کے خلاف بکنے والے بدنصیب کی مثال بالکل اسی نامراد شخص جیسی ہے جو چاند کی طرف منہ کر کے تھوکتا ہے لیکن اس کا تھوک کبھی چاند تک نہیں پہنچتا، بلکہ اسی کے منہ کی طرف ہی لوٹتا ہے۔

اس سے قبل کہ ہم دونوں شہزادوں کی شان کے متعلق صحیح احادیث کو تحریر کریں، مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک کے عام اسلوب سے جو آل محمد، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان وشوکت اور عظمت ظاہر کرتا ہے اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے، تا کہ ان کی اونچی شان اور اعلیٰ مقام خوب واضح ہو جائے۔

عمومی اسلوب سے استدلال کیوں......؟

ہم نے اپنے اسلاف کے نقشہ قدم پر چلتے ہوئے پہلے قرآن وحدیث کے عام دلائل سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مقام ومرتبہ کو واضح کیا، عمومی دلائل سے استدلال کرتے ہوئے ہمارے پیش نظر تین باتیں ہے

(1)...... ہمارے اسلاف کسی بھی فرض یا اہم مسنون عمل کو بیان کرنے سے پہلے قرآن وحدیث کے عمومی دلائل سے فرض اور سنت کی اہمیت، حیثیت اور عظمت تحریر فرماتے ہیں مثال کے طور پر داڑھی، مسواک اور رفع الیدین سمیت دیگر مسنون اعمال کو بیان کرنے سے پہلے کتاب وسنت کے عام دلائل سے مندرجہ بالا اعمال کی حیثیت کو بیان کیا جاتا ہے۔ تا کہ تمام پہلوؤں سے مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

Marfat.com

دیگر اعمال کی طرح آل رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین سے سچی عقیدت اور محبت رکھنا بھی بہت بڑا فرض اور مسنون عمل ہے اور ہم نے اس کی اہمیت کو عمومی دلائل سے بھی واضح کر دیا ہے۔

(2)......قرآن وحدیث کے عمومی دلائل بیان کرنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام اور خطبائے عظام آل رسول کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی تحریر اور بیان کو قرآن مجید کی عمومی آیات اور احادیث سے بھی مزین کیا کریں تا کہ لوگوں کے دلوں میں آل رسول کی عزت وعظمت اور محبت اور بڑھے اور وہ عملی طور پر یہ بات ثابت کر دیں کہ ہم ہی ان کے سچے معتقد اور حقیقی وارث ہیں۔

(3)......ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بعض ناصبی حضرات کو بھی آل رسول کا مقام ومرتبہ سمجھنے میں سخت ٹھوکر لگی ہے۔ اگر وہ بھی پوری دیانت داری کے ساتھ عمومی دلائل پر غور کر لیں گے تو کافی حد تک ان کے دل میں آل رسول کے متعلق کشادگی اور فراخی پیدا ہو گی اور وہ ہلاکت کی راہ سے بچ جائیں گے کیونکہ ہمارے ہاں سب سے بڑی ہلاکت یہی ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنے کے باوجود آل رسول سے بغض رکھے اور بے بنیاد تاریخی روایات کو لے کر ان پر تنقید کرے۔

☆☆☆

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

قرآن کے عمومی اسلوب سے

1 ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابتداری اور قرآن:

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ [1]

یہی وہ (انعام ہے) جس کی خدا اپنے ان بندوں کو جو ایمان لاتے اور عمل نیک کرتے ہیں بشارت دیتا ہے۔ کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا، مگر قرابت کی محبت اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔ بے شک خدا بخشنے والا قدردان ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں واعظ ونصیحت اور تبلیغ دین کی تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، البتہ ایک چیز کا مطالبہ ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری کا تعلق ہے

[1] الشوریٰ:23

Marfat.com

اس کا لحاظ کرو، مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو اور مجھے رسالت کا فریضہ احسن طریقے سے ادا کرنے دو۔

اسی طرح ہمارے اہل سنّت اور اہل حدیث مفسرین نے اس آیت کے دوسرے مطالب بھی تحریر کیے ہیں جن میں سے ایک مطلب یہ ہے کہ میرے اہل بیت سے محبّت کرو۔ یہ معنی ومفہوم اور تفسیر بھی تقریباً تمام کبار مفسرین نے تحریر فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے صحیح البخاری میں موجود ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر پر غور فرمائیں اور پھر اس کے بعد امام المفسرین، امام اہل سنّت، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی ذکر کرتے ہیں۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ”اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى“ کے متعلق سوال کیا گیا تو ابھی آپ نے جواب نہ دیا کہ حضرت امام سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بول پڑے اور فرمانے لگے: اس سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتداری ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا:

عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِّنَ الْقَرَابَةِ [1]

”آپ نے جلدی کی ہے، بلاشبہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتداری نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابتداری کی وجہ سے

---

[1] صحیح البخاری: 4818

Marfat.com

صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمھارے درمیان موجود ہے۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت کے تحت آل محمد، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل میں کئی ایک روایات نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ تَفْسِيْرُ الْآيَةِ بِمَا فَسَّرَهَا بِهِ الْإِمَامُ حَبْرُ الْأُمَّةِ وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ، عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ رحمه الله : وَلَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ وَالْأَمْرُ بِالإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ فَإِنَّهُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَّحَسَبًا وَّنَسَبًا، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوْا مُتَّبِعِيْنَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيْحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيْهِ وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ [1]

”اور آیت کی برحق تفسیر وہی ہے جو اس امت کے بہت بڑے امام اور قرآن کے ترجمان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ جیسا کہ ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور اہل بیت کے متعلق وصیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس بات کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ ان کے ساتھ احسان، احترام اور اکرام کا معاملہ کرنے کا حکم ہے،

---

[1] تفسیر القرآن العظیم امام ابن کثیر، سورۃ الشوریٰ: 23، تحت الآیۃ

Marfat.com

کیونکہ وہ پاکیزہ ذریت میں سے ہیں اور اس زمین پر پائے جانے والے سب سے زیادہ بزرگی اور شرف والے گھرانے سے ان کا تعلق ہے اور بالخصوص جب کہ وہ روشن، واضح، صحیح، سنّتِ نبویہ کے پیروکار بھی تھے، جس پر ہمارے اسلاف تھے، جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے اور ان کی اولاد ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ "

سورت شوریٰ آیت کی مندرجہ بالا آیت کے تحت جس طرح ہمارے اسلاف نے آل محمد، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکرِ خیر کیا ہے اور مندرجہ بالا آیت کے تحت امّت کو یہ شعور دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کا بلند و بالا مرتبہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ذمہ بہت زیادہ حقوق ہیں کہ ہم ان سے محبّت کریں، ان کی عزت کا دفاع کریں...... اسلاف کی اسی فکر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس آیت کو اپنی کتاب میں سب سے پہلے تحریر کیا ہے تا کہ ہم بھی آل رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبّت سے اپنے دلوں کو سرشار کرلیں۔

2 ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ اور طرزِ عمل:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [1]

---

[1] الاحزاب:21

Marfat.com

''تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''

اس آیت نے واضح کر دیا کہ آخرت کے طالب نیک اور صالح انسان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل بہترین نمونہ ہے اور اس نمونے کو اختیار کرنا ہر ایک کے لیے کامیابی کی دلیل ہے۔

اور یاد رہے اس آیت کے تحت امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آل اور اہل بیت سے محبّت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنّت ہے۔

اور جب ہم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل دیکھتے ہیں تو حدیث کی ہر کتاب پکار پکار کر کہتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پیارے نواسوں کے ساتھ بہت زیادہ محبّت تھی، ان کو سونگھنا، چومنا اور اپنے کندھے پر سوار کرنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول مبارک تھا اور آپ کے مبارک طرزِ عمل سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی ساتھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ذرا بھر سختی بھی کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ڈانٹ دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس آنے دو، نماز کی حالت میں بھی اگر یہ میری کمر پر سوار ہوتے ہیں تو ان کو روکا نہ کرو...... اللہ اکبر!

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے اس طرزِ عمل کو آج ہمیں بھی اختیار کرنا چاہیے، جو بدنصیب ان کی شان اور ان کے مقام کے خلاف زہر اگلتے ہیں اور جوان کو قصوروار ٹھہراتے ہیں ایسے ناعاقبت اندیش لوگوں کا مکمل تعاقب کرنا چاہیے، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا دفاع کرنا چاہیے، یہی رسول اللہ ﷺ کا بہترین اسوہ ہے اور مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق اپنے دل میں ذرّہ بھر تنگی رکھنے والا شخص رسول اللہ ﷺ کے نمونہ پر نہیں ہے۔

3 ......اطاعتِ رسول ﷺ کا تقاضا:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ [1]

”اے ایمان والو......! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔“

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت زندگی کے ہر شعبے میں فرض ہے، جن لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کو نفرت تھی انکے ساتھ ہمیں نفرت ہونی چاہیے اور جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو شدید محبّت تھی ہمیں بھی ان کے ساتھ والہانہ عقیدت ہونی چاہیے......اطاعتِ رسول ﷺ کے حوالے سے جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو دیکھتے ہیں تو ہمارے سامنے درجنوں ایسی روایات آتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبّت کرنے کی ترغیب دی ہے اور صرف ترغیب ہی نہیں دی،

---

[1] محمد: 33

Marfat.com

بلکہ خود محبّت کر کے بھی دکھائی ہے، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبّت کی اداؤں کے حوالے سے آج بھی کتبِ احادیث کے صفحات روشن ہیں اور مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جو شخص حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر کیچڑ اچھالتا ہے، ان کی تذلیل کرتا ہے، ان کو سلطنت کا حریص یا باغی کہتا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے اور اپنے اعمال برباد کر رہا ہے۔

ہمارے ہاں بعض ناصبی لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حرمت و شہادت کو پامال کرنے کے لیے ذرّہ بھر ہچکچاہٹ اور حیا محسوس نہیں کرتے۔

پچھلے سال کی بات ہے کہ ایک ناصبی مولوی صاحب نے دورانِ خطاب بہت کچھ کہا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ کیچڑ اچھالا اور سارا زور اس بات پر لگا دیا کہ وہ سراسر غلطی پر تھے، کیا لینے کوفہ کی طرف گئے تھے......؟ ان کو بڑے صحابہ نے روکا تھا اور بالآخر وہ نامراد یہاں تک کہہ اٹھا کہ

کون سی شہادت......؟؟؟

کیسا شہید اعظم......؟؟؟

جو یزیدی لشکر کی منتیں کرتا تھا کہ مجھے واپس جا لینے دو...... اگر حق و باطل کا معرکہ تھا تو وہ شرطیں کیوں پیش کر رہا تھا......؟

اناللہ وانا الیہ راجعون......! اندازہ لگائیں آج کے محبّ رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو برسر منبر اور برسر محراب کس قدر گرا کر پیش کر رہے ہیں۔ [1]

---

[1] تین شرائط کے متعلق ہمارا تفصیلی موقف جاننے کے لیے ہماری کتاب ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت پانے والے'' صفحہ:94 طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور کا مطالعہ کریں۔

Marfat.com

4 ......اتباعِ رسول ﷺ کا بھی یہی تقاضا:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ [1]

"اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

مندرجہ بالا آیت ہر خطیب کی زباں اور ہر ادیب کی نوکِ قلم پہ ہوتی ہے اور جب بھی سنّت رسول ﷺ کی اہمیت اور افادیت کو بیان کیا جاتا ہے تو اس آیت کو بار بار پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں جب ہم رسول اللہ ﷺ کی سنّت کو دیکھتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر پل، ہر دم اور ہر قدم حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے سامنے اپنی چھاتی اور کندھوں کو بچھا کر رکھتے تھے، ان شہزادوں کو سینے سے لگا کر رکھتے تھے، نظر بد، نظر حسد اور نظرِ شر سے بچانے کے لیے انھیں ابراہیمی دم کیا کرتے تھے...... آج ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کی اس سنّت کو زندہ رکھنا چاہیے...... اور جب بھی ان شہزادوں کا ذکرِ خیر ہو ان پر عقیدت کے پھول نچھاور کرنے چاہئیں...... جو بھی ان کے خلاف اپنی زبان کو دراز کرے اس کے مقابلے

---

[1] آل عمران: 31

Marfat.com

میں ان کا دفاع کرنا چاہیے...... اور ہم مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں یہ بات برملا کہہ دینا چاہتے ہیں کہ جو واقعہ کربلا کی آڑ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان و شوکت اور عظمت کے خلاف ان پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہیں وہ کس کی سنّت پر ہیں......؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا...... بدبخت شمر کی......

واقعہ کربلا کی آڑ میں اپنی ساری تحقیق کا زور اس بات پر لگانا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سلطنت کے حریص تھے، باغی تھے...... یہ علمیت نہیں...... اللہ کی قسم یہ تحقیق نہیں...... یہ بدبختی ہے......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کی مخالفت ہے...... اور دنیا و آخرت کی تباہی ہے۔

5 ......حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر عذاب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [1]

"جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔"

اس آیت میں ایسے شخص کے لیے فتنے کی سخت وعید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے، احادیث کی کتابوں میں آپ کے کئی ایک حکم موجود ہیں، ان حکموں میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ میرے حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرو۔ امر کے

---

[1] النور:63

Marfat.com

صیغہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا ہے اور ساری زندگی عملی طور پر ان شہزادوں سے پیار کیا بھی ہے، لہٰذا ان سے پیار کرنا فرض ہے اور جو اس فرض کا تارک ہے وہ گنہگار ہے اور وہ ناصبیت کے مہلک فتنے میں مبتلا ہے۔ کسی بھی شخص کے لیے اس سے بڑھ کر فتنہ کیا ہوسکتا ہے کہ وہ ہمہ وقت آل رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان کے متعلق کُڑھتا رہے اور ان کے متعلق کیڑے نکالتا رہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں اسلاف کا موقف:

مندرجہ بالا تمام آیات صحابہ وتابعین اور فقہا ومحدثین کے سامنے تھیں، اسی لیے انھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح اور واقعہ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دونوں عظیم ہستیوں کے متعلق کبھی ناشائستہ انداز اور لب ولہجہ اختیار نہیں کیا۔ امت کے تمام اکابر دونوں شہزادوں کی پذیرائی اور عزت افزائی کرتے آرہے ہیں اور ان کو حق پر سمجھتے ہوئے ان کی عزت وعظمت کو خوب بیان کرتے رہے ہیں...... واقعہ کربلا کے بعد آپ تابعین اور محدثین کے اقوال پر غور فرمالیں، سب نے یہی کہا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مظلوم شہید کیا گیا اور ان پر تیر تلوار اور نیزے چلانے والے اور ان کے سب معاون لعنتی ہیں...... اور ہم سب ان ظالموں سے بری ہیں اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہیں۔

یاد رہے......! آج ہمارا بھی وہی موقف ہے جو ہمارے عظیم اسلاف کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے سینوں کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت سے سرشار فرمائے، ہمارے اسلاف کی قبروں کو جنّت کے باغیچے بنائے اور ہم کو ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

احادیث کے عمومی اسلوب سے

قرآن مجید کے عمومی اسلوب کے تقاضوں کے مطابق ہم پر حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبّت کرنا اور ان کی عزت وعظمت کا دفاع کرنا فرض ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمومی اسلوب کے لحاظ سے درجنوں احادیث ایسی ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے عقیدت رکھنا فرض ہے اور ان کے بارے میں ذرا بھر انقباض بھی گمراہی اور ضلالت ہے۔ بطورِ نمونہ چند ایک احادیث پر غور فرمالیں:

میری سنّت کو لازم پکڑو:

امام المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ [1]

”تم میری اور ہدایت یافتہ خلفا کی سنّت کو لازم پکڑو، اس کو خوب مضبوطی سے تھام لو۔

دنیا کا ہر مسلمان جانتا ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

---

[1] سنن ابی داود: 4607

Marfat.com

عمومی استدلال

Marfat.com

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

اسلام کے عمومی اسلوب سے

یہ تو آپ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ معاملہ عقائد کا ہو یا عبادات کا، بات تجارت کی ہو یا سیاست کی، ہر مسئلہ میں اہل حدیث کا نکتہ نظر قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے یا آپ یوں کہہ لیں کہ آیاتِ قرآنیہ اور صحیح احادیثِ نبویہ کے مجموعے کا دوسرا نام مسلک اہل حدیث ہے، اس مسلک میں ہر بات کو اسی طرح جانا اور مانا جاتا ہے جس طرح اللہ کے دین میں موجود ہے۔

ہمارے ہاں مقدس مقامات اور عظیم شخصیات کے حوالے سے بھی ہر ہستی اور بستی کو بھی وہی مقام ملتا ہے جو دین نے اس کو دیا ہوتا ہے، کسی کی شان میں مبالغہ ہوتا ہے نہ ہی کمی اور یہی اس مسلک کی اصل شان ہے۔

اہل اسلام کی عظیم شخصیات نے جہاں حضرت ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، طلحہ وزبیر اور دیگر کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور فقہا ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نام شامل ہیں۔ انھیں پاکیزہ اور مبارک ناموں میں دو نام ایسے ہیں جو آج بھی آسمان کے سورج کی طرح چمکدار، چاند کی روشنی کی مانند پُرنور اور کھلے ہوئے گلاب کی طرح خوبصورت اور خوشبودار ہیں اور وہ ہیں جنابِ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور جناب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت وشان اس قدر بلند ہے کہ ان کے خلاف بکنے والے بدنصیب کی مثال بالکل اسی نامراد شخص جیسی ہے جو چاند کی طرف منہ کر کے تھوکتا ہے لیکن اس کا تھوک کبھی چاند تک نہیں پہنچتا، بلکہ اسی کے منہ کی طرف ہی لوٹتا ہے۔

اس سے قبل کہ ہم دونوں شہزادوں کی شان کے متعلق صحیح احادیث کو تحریر کریں، مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک کے عام اسلوب سے جو آل محمد، اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان وشوکت اور عظمت ظاہر کرتا ہے اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے، تاکہ ان کی اونچی شان اور اعلیٰ مقام خوب واضح ہو جائے۔

عمومی اسلوب سے استدلال کیوں......؟

ہم نے اپنے اسلاف کے نقشہ قدم پر چلتے ہوئے پہلے قرآن وحدیث کے عام دلائل سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مقام ومرتبہ کو واضح کیا، عمومی دلائل سے استدلال کرتے ہوئے ہمارے پیش نظر تین باتیں ہے

(1)...... ہمارے اسلاف کسی بھی فرض یا اہم مسنون عمل کو بیان کرنے سے پہلے قرآن وحدیث کے عمومی دلائل سے فرض اور سنت کی اہمیت، حیثیت اور عظمت تحریر فرماتے ہیں مثال کے طور پر داڑھی، مسواک اور رفع الیدین سمیت دیگر مسنون اعمال کو بیان کرنے سے پہلے کتاب وسنت کے عام دلائل سے مندرجہ بالا اعمال کی حیثیت کو بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ تمام پہلوؤں سے مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

Marfat.com

دیگر اعمال کی طرح آل رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سچی عقیدت اور محبت رکھنا بھی بہت بڑا فرض اور مسنون عمل ہے اور ہم نے اس کی اہمیت کو عمومی دلائل سے بھی واضح کر دیا ہے۔

(2)......قرآن وحدیث کے عمومی دلائل بیان کرنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام اور خطبائے عظام آل رسول کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی تحریر اور بیان کو قرآن مجید کی عمومی آیات اور احادیث سے بھی مزین کیا کریں تاکہ لوگوں کے دلوں میں آل رسول کی عزت وعظمت اور محبت اور بڑھے اور وہ عملی طور پر یہ بات ثابت کر دیں کہ ہم ہی ان کے سچے معتقد اور حقیقی وارث ہیں۔

(3)......ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بعض ناصبی حضرات کو بھی آل رسول کا مقام ومرتبہ سمجھنے میں سخت ٹھوکر لگی ہے۔ اگر وہ بھی پوری دیانت داری کے ساتھ عمومی دلائل پر غور کر لیں گے تو کافی حد تک ان کے دل میں آل رسول کے متعلق کشادگی اور فراخی پیدا ہوگی اور وہ ہلاکت کی راہ سے بچ جائیں گے کیونکہ ہمارے ہاں سب سے بڑی ہلاکت یہی ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنے کے باوجود آل رسول سے بغض رکھے اور بے بنیاد تاریخی روایات کو لے کر ان پر تنقید کرے۔

☆☆☆

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

قرآن کے عمومی اسلوب سے

1 ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتداری اور قرآن:

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّـقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ [1]

یہی وہ (انعام ہے) جس کی خدا اپنے ان بندوں کو جو ایمان لاتے اور عمل نیک کرتے ہیں بشارت دیتا ہے۔ کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا، مگر قرابت کی محبت اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔ بے شک خدا بخشنے والا قدردان ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں واعظ ونصیحت اور تبلیغ دین کی تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، البتہ ایک چیز کا مطالبہ ضرور ہے کہ میرے اور تمھارے درمیان جو رشتہ داری کا تعلق ہے

[1] الشوریٰ:23

Marfat.com

اس کالحاظ کرو، مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو اور مجھے رسالت کا فریضہ احسن طریقے سے ادا کرنے دو۔

اسی طرح ہمارے اہل سنّت اور اہل حدیث مفسرین نے اس آیت کے دوسرے مطالب بھی تحریر کیے ہیں جن میں سے ایک مطلب یہ ہے کہ میرے اہل بیت سے محبّت کرو۔ یہ معنی و مفہوم اور تفسیر بھی تقریباً تمام کبار مفسرین نے تحریر فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے صحیح البخاری میں موجود ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر پر غور فرمائیں اور پھر اس کے بعد امام المفسرین، امام اہل سنّت، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی ذکر کرتے ہیں۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے '' اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى '' کے متعلق سوال کیا گیا تو ابھی آپ نے جواب نہ دیا کہ حضرت امام سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بول پڑے اور فرمانے لگے: اس سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتداری ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا:

عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِّنَ الْقَرَابَةِ [1]

'' آپ نے جلدی کی ہے، بلاشبہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتداری نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قرابتداری کی وجہ سے

[1] صحیح البخاری: 4818

Marfat.com

صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمھارے درمیان موجود ہے۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت کے تحت آل محمد، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل میں کئی ایک روایات نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ تَفْسِيْرُ الْآيَةِ بِمَا فَسَّرَهَا بِهِ الْإِمَامُ حَبْرُ الْأُمَّةِ وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ، عَبْدُاللهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ رحمه الله : وَلَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ وَالْأَمْرُ بِالإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ فَإِنَّهُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُجِدَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَّحَسَبًا وَّنَسَبًا، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوْا مُتَّبِعِيْنَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيْحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيْهِ وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ [1]

"اور آیت کی برحق تفسیر وہی ہے جو اس امت کے بہت بڑے امام اور قرآن کے ترجمان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ جیسا کہ ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور اہل بیت کے متعلق وصیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس بات کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ ان کے ساتھ احسان، احترام اور اکرام کا معاملہ کرنے کا حکم ہے،

---

[1] تفسیر القرآن العظیم امام ابن کثیر، سورۃ الشوریٰ: 23، تحت الآیۃ

Marfat.com

کیونکہ وہ پاکیزہ ذریت میں سے ہیں اور اس زمین پر پائے جانے والے سب سے زیادہ بزرگی اور شرف والے گھرانے سے ان کا تعلق ہے اور بالخصوص جب کہ وہ روشن، واضح، صحیح، سنّتِ نبویہ کے پیروکار بھی تھے، جس پر ہمارے اسلاف تھے، جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے اور ان کی اولاد ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ''

سورت شوریٰ آیت کی مندرجہ بالا آیت کے تحت جس طرح ہمارے اسلاف نے آلِ محمد، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکرِ خیر کیا ہے اور مندرجہ بالا آیت کے تحت امّت کو یہ شعور دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کا بلند و بالا مرتبہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ذمہ بہت زیادہ حقوق ہیں کہ ہم ان سے محبّت کریں، ان کی عزت کا دفاع کریں...... اسلاف کی اسی فکر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس آیت کو اپنی کتاب میں سب سے پہلے تحریر کیا ہے تا کہ ہم بھی آلِ رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبّت سے اپنے دلوں کو سرشار کرلیں۔

2 ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ اور طرزِ عمل:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [1]

---

[1] الاحزاب:21

Marfat.com

''تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''

اس آیت نے واضح کر دیا کہ آخرت کے طالب نیک اور صالح انسان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل بہترین نمونہ ہے اور اس نمونے کو اختیار کرنا ہر ایک کے لیے کامیابی کی دلیل ہے۔

اور یاد رہے اس آیت کے تحت امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی آل اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آل اور اہل بیت سے محبّت کرنا رسول اللہ ﷺ کی محبوب سنّت ہے۔

اور جب ہم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا عمل دیکھتے ہیں تو حدیث کی ہر کتاب پکار پکار کر کہتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پیارے نواسوں کے ساتھ بہت زیادہ محبّت تھی، ان کو سونگھنا، چومنا اور اپنے کندھے پر سوار کرنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول مبارک تھا اور آپ کے مبارک طرزِ عمل سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی ساتھی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ذرا بھر سختی بھی کرتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو ڈانٹ دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس آنے دو، نماز کی حالت میں بھی اگر یہ میری کمر پر سوار ہوتے ہیں تو ان کو روکا نہ کرو...... اللہ اکبر!

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے اس طرزِ عمل کو آج ہمیں بھی اختیار کرنا چاہیے، جو بدنصیب ان کی شان اور ان کے مقام کے خلاف زہر اگلتے ہیں اور جوان کو قصوروار ٹھہراتے ہیں ایسے ناعاقبت اندیش لوگوں کا مکمل تعاقب کرنا چاہیے، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا دفاع کرنا چاہیے، یہی رسول اللہ ﷺ کا بہترین اسوہ ہے اور مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق اپنے دل میں ذرّہ بھر تنگی رکھنے والا شخص رسول اللہ ﷺ کے نمونہ پر نہیں ہے۔

3 ...... اطاعتِ رسول ﷺ کا تقاضا:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ [1]

''اے ایمان والو......! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت زندگی کے ہر شعبے میں فرض ہے، جن لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کو نفرت تھی انکے ساتھ ہمیں نفرت ہونی چاہیے اور جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو شدید محبّت تھی ہمیں بھی ان کے ساتھ والہانہ عقیدت ہونی چاہیے...... اطاعتِ رسول ﷺ کے حوالے سے جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو دیکھتے ہیں تو ہمارے سامنے درجنوں ایسی روایات آتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبّت کرنے کی ترغیب دی ہے اور صرف ترغیب ہی نہیں دی،

---

[1] محمد :33

Marfat.com

بلکہ خود محبّت کر کے بھی دکھائی ہے، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبّت کی اداؤں کے حوالے سے آج بھی کتبِ احادیث کے صفحات روشن ہیں اور مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جو شخص حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر کیچڑ اچھالتا ہے، ان کی تذلیل کرتا ہے، ان کو سلطنت کا حریص یا باغی کہتا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے اور اپنے اعمال برباد کر رہا ہے۔

ہمارے ہاں بعض ناصبی لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حرمت و شہادت کو پامال کرنے کے لیے ذرّہ بھر ہچکچاہٹ اور حیا محسوس نہیں کرتے۔

پچھلے سال کی بات ہے کہ ایک ناصبی مولوی صاحب نے دورانِ خطاب بہت کچھ کہا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ کیچڑ اچھالا اور سارا زور اس بات پر لگا دیا کہ وہ سراسر غلطی پر تھے، کیا لینے کوفہ کی طرف گئے تھے......؟ ان کو بڑے صحابہ نے روکا تھا اور بالآخر وہ نامراد یہاں تک کہہ اٹھا کہ

کون سی شہادت......؟؟؟

کیسا شہید اعظم......؟؟؟

جو یزیدی لشکر کی منتیں کرتا تھا کہ مجھے واپس جا لینے دو...... اگر حق و باطل کا معرکہ تھا تو وہ شرطیں کیوں پیش کر رہا تھا......؟

انا للہ وانا الیہ راجعون......! اندازہ لگائیں آج کے محبِّ رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو برسرِ منبر اور برسرِ محراب کس قدر گرا کر پیش کر رہے ہیں۔ [1]

[1] تین شرائط کے متعلق ہمارا تفصیلی موقف جاننے کے لیے ہماری کتاب ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت پانے والے'' صفحہ:94 طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور کا مطالعہ کریں۔

Marfat.com

4 ......اتباعِ رسول ﷺ کا بھی یہی تقاضا:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ [1]

''اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

مندرجہ بالا آیت ہر خطیب کی زباں اور ہر ادیب کی نوکِ قلم پہ ہوتی ہے اور جب بھی سنّت رسول ﷺ کی اہمیت اور افادیت کو بیان کیا جاتا ہے تو اس آیت کو بار بار پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں جب ہم رسول اللہ ﷺ کی سنّت کو دیکھتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر پل، ہر دم اور ہر قدم حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے سامنے اپنی چھاتی اور کندھوں کو بچھا کر رکھتے تھے، ان شہزادوں کو سینے سے لگا کر رکھتے تھے، نظرِ بد، نظرِ حسد اور نظرِ شر سے بچانے کے لیے انھیں ابراہیمی دم کیا کرتے تھے...... آج ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کی اس سنّت کو زندہ رکھنا چاہیے...... اور جب بھی ان شہزادوں کا ذکرِ خیر ہو ان پر عقیدت کے پھول نچھاور کرنے چاہئیں...... جو بھی ان کے خلاف اپنی زبان کو دراز کرے اس کے مقابلے

---

[1] آل عمران:31

Marfat.com

میں ان کا دفاع کرنا چاہیے......اور ہم مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں یہ بات برملا لکھ دینا چاہتے ہیں کہ جو واقعہ کربلا کی آڑ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان وشوکت اور عظمت کے خلاف ان پر طعن وتشنیع کے تیر چلاتے ہیں وہ کس کی سنّت پر ہیں......؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا...... بد بخت شمر کی......

واقعہ کربلا کی آڑ میں اپنی ساری تحقیق کا زور اس بات پر لگانا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سلطنت کے حریص تھے، باغی تھے...... یہ علمیت نہیں...... اللہ کی قسم یہ تحقیق نہیں...... یہ بدبختی ہے......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کی مخالفت ہے...... اور دنیا وآخرت کی تباہی ہے۔

5 ......حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر عذاب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (1)

”جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔“

اس آیت میں ایسے شخص کے لیے فتنے کی سخت وعید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے، احادیث کی کتابوں میں آپ کے کئی ایک حکم موجود ہیں، ان حکموں میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ میرے حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے پیار کرو۔ امر کے

(1) النور:63

Marfat.com

صیغہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا ہے اور ساری زندگی عملی طور پر ان شہزادوں سے پیار کیا بھی ہے، لہٰذا ان سے پیار کرنا فرض ہے اور جو اس فرض کا تارک ہے وہ گنہگار ہے اور وہ ناصبیت کے مہلک فتنے میں مبتلا ہے۔ کسی بھی شخص کے لیے اس سے بڑھ کر فتنہ کیا ہوسکتا ہے کہ وہ ہمہ وقت آل رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان کے متعلق کُڑھتا رہے اور ان کے متعلق کیڑے نکالتا رہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں اسلاف کا موقف:

مندرجہ بالا تمام آیات صحابہ و تابعین اور فقہا و محدثین کے سامنے تھیں، اسی لیے انھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح اور واقعہ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دونوں عظیم ہستیوں کے متعلق کبھی ناشائستہ انداز اور لب ولہجہ اختیار نہیں کیا۔ امت کے تمام اکابر دونوں شہزادوں کی پذیرائی اور عزت افزائی کرتے آرہے ہیں اور ان کو حق پر سمجھتے ہوئے ان کی عزت وعظمت کو خوب بیان کرتے رہے ہیں...... واقعہ کربلا کے بعد آپ تابعین اور محدثین کے اقوال پر غور فرمالیں، سب نے یہی کہا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مظلوم شہید کیا گیا اور ان پر تیر تلوار اور نیزے چلانے والے اور ان کے سب معاون لعنتی ہیں...... اور ہم سب ان ظالموں سے بری ہیں اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہیں۔

یاد رہے......! آج ہمارا بھی وہی موقف ہے جو ہمارے عظیم اسلاف کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے سینوں کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت سے سرشار فرمائے، ہمارے اسلاف کی قبروں کو جنّت کے باغیچے بنائے اور ہم کو ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

احادیث کے عمومی اسلوب سے

قرآن مجید کے عمومی اسلوب کے تقاضوں کے مطابق ہم پر حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبّت کرنا اور ان کی عزت وعظمت کا دفاع کرنا فرض ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمومی اسلوب کے لحاظ سے درجنوں احادیث ایسی ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے عقیدت رکھنا فرض ہے اور ان کے بارے میں ذرا بھر انقباض بھی گمراہی اور ضلالت ہے۔ بطورِ نمونہ چند ایک احادیث پر غور فرمالیں:

میری سنّت کو لازم پکڑو:

امام المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بَالنَّوَاجِذِ [1]

”تم میری اور ہدایت یافتہ خلفا کی سنّت کو لازم پکڑو، اس کو خوب مضبوطی سے تھام لو۔

دنیا کا ہر مسلمان جانتا ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] سنن ابی داود: 4607

Marfat.com

کی سنّت اور اسوہ یہی ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹوں کی طرح محبّت کیا کرتے تھے، بلکہ ایک صحیح حدیث میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں میرے پیارے بیٹے ہیں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاراشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے حد درجہ کی عقیدت رکھتے تھے۔ آج جو ان پاکباز ہستیوں کی سنّت پر ہے وہ ہدایت پر ہے اور جو ان کے خلاف ہرزہ سرائی کرے وہ عبیداللہ بن زیاد اور شمر کی ذرّیت میں سے ہے اور گمراہ ہے۔

سنّت کی پرواہ نہ کرنے والے کے لیے وعید:

امام المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ [1]

''جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا وہ میری امت میں سے نہیں۔''

اس حدیث کی روشنی میں خارجی اور ناصبی لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے جو بابرکت دور کی ان پاکیزہ ہستیوں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ جن سے محبّت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت، بلکہ سنّتِ مؤکدہ متواترہ ہے۔

امرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر وعید:

امام المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح البخاری:5063، صحیح مسلم:1401

Marfat.com

جُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ أَمْرِیْ [1]

''میرے حکم کی مخالفت کرنے والے پر ذلّت ورسوائی ڈال دی گئی ہے۔''

آج سے چودہ صدیاں قبل جن ظالموں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کیا وہ بعد میں کس قدر ذلیل وخوار ہوکر اس دنیا سے گئے...... اس حقیقت کو تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی اچھی طرح جانتا ہے......

لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق انقباض رکھنے والے ناصبی حضرات دشمنانِ حسین کے عبرتناک انجام کو اپنی کتب میں بیان نہیں کرتے، بلکہ ان حقائق کو چھپاتے ہیں۔

اور یاد رہے......! آل رسول، اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق دلوں میں انقباض اور بغض رکھنے والے ذلّت ورسوائی کے ٹھپوں سے کبھی نہیں بچ سکتے...... کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر کی مخالفت کرتے ہوئے کائنات کی معزز ترین ہستیوں کو بے عزت کرنے کی کوشش کی ہے...... اس لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ذلت ورسوائی ہمیشہ ان کا مقدر بنی رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد گراں قیمت ہے:

امام المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے، اپنی وفات سے چند ماہ قبل ارشاد فرمایا:

---

[1] (صحیح) مسند احمد، بتحقیق احمد محمد شاکر: 121 / 7، صحیح بخاری تعلیقاً قبل الرقم: 2914

Marfat.com

اَیُّهَاالنَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُّوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِیْكُمْ ثَقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰی كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاَهْلُ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ)) فَقَالَ لَهٗ حُصَیْنٌ وَمَنْ اَهْلُ بَیْتِهٖ؟ یَا زَیْدُ! اَلَیْسَ نِسَآءُهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ؟ قَالَ :نِسَآءُهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَلَكِنْ اَهْلُ بَیْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ قَالَ : وَمَنْ هُمْ ؟ قَالَ: هُمْ اٰلُ عَلِیٍّ وَاٰلُ عَقِیْلٍ وَاٰلُ جَعْفَرٍ وَاٰلُ عَبَّاسٍ قَالَ : كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ ؟ قَالَ : نَعَمْ !

''اے لوگو! میں ایک بشر ہی ہوں قریب ہے کہ میرے پاس موت کا فرشتہ آئے اور میں قبول کرلوں۔ اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ پس تم اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ابھارتے ہوئے اور اس کی ترغیب دیتے ہوئے پھر آپ نے فرمایا (دوسری بھاری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی

Marfat.com

یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہے؟ انہوں نے کہا آپ کی ازواج اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر اس کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا۔ حصین نے کہا وہ کون ہے؟ حضرت زید نے کہا وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ حصین نے کہا ان تمام پر صدقہ حرام ہے؟ حضرت زید نے کہا ہاں۔" [1]

اسی طرح دوسرے الفاظ پر بھی غور فرمالیں:

إِنِّيْ تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ: كِتَابَ اللهِ عزوجل حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَوْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ وَعِتْرَتِيْ أَهْلَ بَيْتِيْ ، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوْضَ

"حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں تم میں دو نائب چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ عزوجل کی کتاب۔ یہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکی ہوئی رسی ہے۔ (دوسرا) میری عترت، میرے گھر والے اور بلاشبہ وہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک وہ دونوں حوض پہ مجھ پر وارد ہوں گے۔" [2]

[1] صحیح مسلم حدیث 6225

[2] مجمع الزوائد: حدیث 14957

Marfat.com

ہمارے ہاں علما و خطباز یادہ تر یہی حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور میری سنّت۔ حالانکہ اس حدیث کی بنسبت مندرجہ بالا حدیث زیادہ صحیح ہے، لیکن اس کو نہ ہونے کے برابر بیان کیا جاتا ہے...... اس حدیث میں قرآن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آل کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ان کے معاملے میں اللہ کی ذات کو سامنے رکھنا، ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا...... لیکن صد افسوس...... ان بدبختوں پر جو حسن سلوک کی جگہ ظالمانہ رویہ رکھتے رہے اور جن ظالم لوگوں نے میدانِ کربلا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کے گلے کاٹے، ان کو ذبح کیا اور ان پاکباز ہستیوں کو بے یار و مددگار شہید کیا...... وہ نامراد، ان کی پشت پناہی کرنے والے اور ان کا دفاع کرنے والے کل حوض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے......؟

بہر صورت ہم نے دلوں کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت سے سرشار کرنے کے لیے چند عمومی روایات بھی پیش فرمادی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آل رسول، اہل بیت اور اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سچا پیار کرنے والا بنادے۔ آمین!

حقیقتِ حال سمجھنے کے لیے تین احادیث:

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے متقی اور خوفِ خدا رکھنے والے عظیم انسان تھے۔ ساری زندگی انھوں نے دنیا کی حرص وحوس اور جاہ وجلال کو اپنے قریب تک نہ آنے دیا، زندگی بھر انھوں نے جو قدم بھی اٹھایا وہ دین کی بلندی اور اپنی آخرت کی سرخروئی کے لیے اٹھایا...... ہمارے ہاں بعض علمائے کرام بغیر سوچے سمجھے، غور اور

Marfat.com

تحقیق کیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کے اقدامات پر کڑی تنقید کرتے ہیں، جبکہ اس دور کے حالات کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں کافی حد تک حق کی راہ کو واضح کرتی ہیں۔

ہم یہاں ضمنی طور پر تین صحیح روایات تحریر کرتے ہیں، ان احادیث کی شرح کو فتح الباری، عون المعبود اور تنقیح الرواۃ میں بذاتِ خود ملاحظہ فرمالیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اقدامات کی صداقت بذاتِ خود آپ کو سمجھ آجائے گی۔

1 قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَكَةُ اُمَّتِيْ عَلَى يَدَىْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صادق و مصدوق سے سنا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ سے ہوگی۔''

حدیث شریف میں نوخیز جوانوں کی اور چھوکروں کی حکومت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان چھوکروں کی فہرست میں کون کون آتے ہیں؟ محدثین کی شرح کے مطابق امانتداری سے اپنی آخرت سامنے رکھ کر غور فرمائیں...... ساری صورتحال آپ کے سامنے واضح ہو جائے گی۔ ہمارے ہاں تو پچیس یا تیس سال کا جوان بھی بڑے عہدے پر فائز ہو تو یہی کہتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے۔ ہمارے عرف میں پچیس سال کا جوان ایس پی یا ڈی ایس پی کے عہدے پر فائز ہو جائے تو یہی کہا جاتا ہے کہ ابھی

---

[1] صحیح البخاری:7058

Marfat.com

منڈا کھنڈا ہے......

2 تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ رَّأْسِ السَّبْعِيْنَ وَإِمَارَةِ الصِّبْيَان [1]

''70 ہجری کے آغاز سے اللہ کی پناہ مانگو اور بچوں کی امارت سے''

70 ہجری کے آغاز میں مسلمانوں کی امارت کن کے ہاتھ تھی......؟ غور فرمائیں...... ہمارا ایمان ہے کہ اگر ناصبی حضرات اللہ کی عدالت کی پیشی کو سامنے رکھ کر ان احادیث پر غور فرمالیں تو وہ کبھی بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے معاملے میں اپنے دل میں گھٹن نہیں رکھ سکتے۔

3 ......حدیثِ قسطنطنیہ کے حوالے سے صحیح حدیث اور تاریخی مسلمہ حقائق کے مطابق راجح بات یہی ہے کہ اس بشارت کے حق دار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے امام زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مقالات'' جلد 1 صفحہ 305 سے مطالعہ فرمالیں۔

---

[1] تنقیح الرواۃ: 3/117۔ اس روایت کے تفصیلی حاشیے کو دیکھنے کے لیے ہماری کتاب ''فلیس منا'' صفحہ: 44-45 کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

مقام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمومی اسلوب سے

حضرات صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کائنات کے بہترین اوراعلیٰ ترین لوگ ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی شان اور جن کے مقام کواللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیات میں بیان کیاہےاورآج تک ہر مسلمان تسلسل کے ساتھ دن رات تلاوتِ قرآن کے ذریعے صحابہ کاذکرِ خیر کرتارہتاہے۔

اللہ کی شان دیکھیں......جن لوگوں کے دلوں میں صحابہ کا بغض ہے وہ بھی جب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو آیات کے ذریعے صحابہ کی عظمت ان کی زبان سے بیان ہورہی ہوتی ہے......اللہ صحابہ کی قبریں نور سے بھردے......آمین!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو...... صادقون...... فائزون...... راشدون......اور مفلحون جیسے عظیم القابات سے یاد کیا ہے اور صحیح احادیث میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی شان کوایسے چار چاند لگادیئے ہیں کہ اب جوبھی ان کی طرف منہ کر کے تھوکے گااس کاتھوک اسی کے منہ پرلوٹے گا۔

ہم محدثین کی فکروالے لوگ ہیں اورہماری تحقیق کے مطابق صحابہ کرام کوان کے مقام سے گراتے ہوئے ان پرتنقید کرنااپنی دیناوآخرت برباد کرنے کے برابر ہےاوریہ منطق ہماری سمجھ سے باہر کہ ہرمحاذ پرصحابہ کرام کادفاع کرنے والے نہ جانے واقعہ کربلا کی آڑمیں حضرت حسین کوگرانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں جب کہ صحابہ کی

Marfat.com

شان میں وارد ہونے والی عمومی آیات اور خاص احادیث میں سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہر ایک کے مصداق ہیں بلکہ ان سے ہماری محبت دوہری ہے

(1)......صحابی ہونے کی حیثیت سے

(2)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون ہونے کی حیثیت سے

اس کتاب کی وساطت سے ہماری تمام علمائے حق سے گزارش ہے کہ وہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے......صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں وارد ہونے والی عمومی آیات اور احادیث کو بھی ملحوظ خاطر رکھا کریں بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں کو عمومی دلائل سے مزین کیا کریں۔ تاکہ کسی ناعاقبت اندیش ناصبی کو حضرت حسین کے خلاف بات کرنے کی جرأت نہ ہو۔ [1]

موجودہ حالات کی روشنی میں چار باتیں:

ہمارے ہاں آل رسول اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے عجیب وغریب غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں جن کو ہم نے چار پہلوؤں سے بیان کیا ہے۔ توجہ کے ساتھ مطالعہ فرمالیں...... ہماری صرف اور صرف یہی خواہش، یہی نصیحت اور یہی وصیت ہے کہ خدارا......! مخالفین صحابہ کا مقابلہ کرتے ہوئے یا واقعہ کربلا کی آڑ میں خانوادہ نبوت کے قاتلوں اور ان کے معاونوں کی پشت پناہی نہ کرو، جب عام مومن کا قاتل لعنتی، جہنمی ہے تو جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو بے دردی سے ذبح

---

[1] شانِ صحابہ، دفاعِ صحابہ اور گستاخِ صحابہ کے انجام کے حوالے سے ہماری کتاب ''بستان الخطیب'' موضوع: سب تن پاک...... اور مصباح الخطیب'' موضوع گستاخ صحابہ کا انجام اور'' گالی ایک سنگین جرم'' (موضوع: صحابہ کو گالی دینا) کا مطالعہ فرمائیں، بہت علمی فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

کر دیا وہ بد بخت ہمارے محبوب کیسے ہو سکتے ہیں......؟

یاد رہے......! خاندانِ رسول، آل علی اور آل فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قاتلوں کا دفاع کرنے والے اور ان کی برأت کو تاریخ کے جھوٹے حوالوں سے ثابت کرنے والے قیام والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے......؟

1......تقابلی انداز اختیار نہ کریں:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ ہماری تحقیق اور ایمان کے مطابق صحابہ میں سے سب سے افضل امام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور اسی طرح درجہ بدرجہ تمام کی شان بلند وبالا ہے۔

لیکن ہمارے ہاں عمومی طور پر آل محمد، اہل بیت، آل عباس اور آل علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت وعظمت کو بیان ہی نہیں کیا جاتا اور اگر کبھی بھول کر بیان کر دیا جائے تو عجیب وغریب تقابلی انداز شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کو بیان کرتے ہوئے ان کا تقابل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرنا شروع ہو جاتے ہیں.....مثال کے طور پر ایک حضرت صاحب شانِ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر اپنا لعاب لگایا...... میرے سامعین ذرا جگر تھام کے بیٹھنا کوئی شک نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر لعاب لگایا......لیکن کیا کہنے میرے صدیق کے جو لعاب علی کی آنکھ پر لگا یا وہی غار میں صدیق اکبر کی ایڑھی پر لگایا......واہ واہ!

ہم یہاں پر یہ شعور دینا چاہتے ہیں کہ اللہ کے بندو! ایسے تقابلی لب ولہجے

Marfat.com

اورخطاب کی آخر ضرورت کیا ہے......؟ کہاں آنکھ پر لعاب لگانے والی صحاح ستہ کی صحیح ترین روایت اور کہاں اس کے مقابلے میں ایک منکر اور سخت ضعیف روایت......؟

اور پھر سب سے بڑی حیرت یہ ہے کہ ایسے انداز کی ضرورت کیا ہے......؟

اسی طرح جگر گوشۂ رسول، زہرا فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کرتے ہوئے ان کا تقابل امّ المومنین عفیفۂ کائنات سیّدہ عائشہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ شروع کر دیتے ہیں...... یا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل کو بیان کرتے ہوئے ان کا تقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے کر دیتے ہیں، حالانکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ اپنی جگہ مسلّم ہے، جس میں سوائے کسی گمراہ کے کوئی شک وشبہ نہیں کر سکتا......آج کل تقابلی انداز کا رواج ہی چل نکلا ہے، جب کہ یہ انداز ہمارے اسلاف کا نہیں......واللہ ہرگز نہیں......! ہمارے محدثین کرام اپنی کتابوں میں ایک ترتیب سے سب کے فضائل بیان کرتے ہیں اور جس کے متعلق جو وارد ہوا ہے پوری دیانتداری سے اسے نقل فرماتے ہیں......آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کرتے ہوئے ان کا دیگر اصحابِ محمد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تقابل کرنا اور پھر ایک کے مقابلے میں دوسرے کو گرانا یہ جاہلانہ لب ولہجہ ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔

یاد رہے......! اگرچہ اصحابِ رسول معصوم نہیں ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ عدول اور مغفور ضرور ہیں، ایمان وعمل کے لحاظ سے وہ مامون اور محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جنّت کے بلند درجات پر فائز ہیں۔

سلام اللہ علیہم اجمعین

Marfat.com

②......مخالفین صحابہ سے مرعوب نہ ہوں:

ہمارے ہاں ایک گروہ ہے جو آل محمد، آل عباس اور آل علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے ہوئے شرک کی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں......اور سیّدہ عائشہ، شیخین کریمین سمیت کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ان کے نظریات نہایت تکلیف دہ ہیں......لیکن......! اس سب کچھ کے باوجود......ان کے اس رویے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے آل علی کے متعلق توہین آمیز رویہ اختیار کیا جائے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آل میں ہونے والے انمول موتی......تقویٰ و للّٰہیت کے پہاڑ، خیر کی ہر خوبی سے متصف عظیم لوگوں کا کبھی ذکر تک نہ کیا جائے...... اور ہماری آل علی، آل عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بے رخی کا عالم یہ ہے کہ ہمارے سامعین یہاں تک سمجھ رہے ہیں کہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ یہ ہمارے نہیں بلکہ دوسروں کے ہیں......

اور پھر اگر کوئی ہمارے جیسا کم علم کمزور انسان ان کی شان ومقام کو بیان کرنے کی کوشش کرے تو اس کے متعلق تکلیف دہ تبصرے کیے جاتے ہیں، عجیب و غریب شوشے چھوڑے جاتے ہیں، حتیٰ کہ عزت تک بھی مباح سمجھی جاتی ہے اور کئی متعصب مزاج تو دشمنی کی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے اسلاف نے تاریخ پر کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں آل علی اور آل عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خوب تذکرہ نہ کیا ہو......اور پھر ہم اس قدر مرعوب ہو چکے ہیں کہ ایک محقق صاحب نے اپنی کتاب میں یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو امام نہیں کہنا چاہیے......ان کو امام کہنا

Marfat.com

بھی شیعیت ہے......العیاذ باللہ......! کیسا خطرناک بخل ہے......

ہم سمجھتے ہیں ایسی باتیں لکھنے سے گریز کرنا چاہیے، جب مسجد کا مولوی امام ہوسکتا ہے اور پھر ہر فقیہ اور محدث کو ہم امام کہتے ہیں تو کیا ہمارے ہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تقویٰ وطہارت کے امام نہیں، زہد ورع کے امام نہیں، شجاعت کے امام نہیں......؟ خوامخواہ اس طرح کی سطحی باتیں کر کے سادہ لوح لوگوں کو مسلکِ حقہ سے متنفر نہ کریں۔

باقی رہا مسئلہ کہ ہمارے مخالف اس کو کس معنی میں امام سمجھتے ہیں، وہ ان کا اپنا ذہن ہے ہمارا اس فکر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں......اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''مولا'' کہنا بھی ایک بہت بڑا جرم بن چکا ہے......حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مولا کہا......لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولا علی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہے اور دین کا ادنیٰ طالب بھی جانتا ہے کہ یہاں مولا سے مراد دوست ہے، یہاں مولا کا معنی مشکل کشا اور حاجت روا قطعی طور پر نہیں......

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہوتے تو وہ مقروض نہ ہوتے...... اگر وہ حاجت روا ہوتے تو بے یارومددگار شہید نہ ہوتے...... اگر وہ مشکل کشا ہوتے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسے شہزادے کو کربل کے ٹیلے پر شہید نہ کیا جاتا......

اور اسی طرح اس بات پر صفحات کالے کرنا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے......آخر اس کا مقصد کیا ہے......؟

آپ اپنے سچے مسلک سے لوگوں کو کیوں متنفر کرتے ہیں......؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر امتی کو علیہ السلام کہا جاسکتا ہے۔جیسا کہ ہمارے محدثین نے اپنی

Marfat.com

کتابوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، سیّدہ فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت کئی ایک صحابہ کرام کے ناموں کے بعد علیہ السلام لکھا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر موطا شریف کے حاشیہ ضوء السالک تک تمام محدثین نے اس فرق کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا اور اگر آج بھی کوئی اس کی پابندی نہ کرے تو محض اس وجہ سے کیچڑ اچھالنا مناسب نہیں

رحمہ اللہ، رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام صرف عرفی فرق ہے اس کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے تو بہت بہتر ہے ورنہ یہ کوئی شرعی تقسیم نہیں، اگر یہ شرعی یا واجبی تقسیم ہوتی تو ہمارے محدثین کرام بہر صورت اس کا لحاظ رکھتے۔

اللہ کے بندو......! فریق مخالف کا رد اس طرح کی سطحی باتوں سے نہیں ہوتا، بلکہ ہماری بصیرت کے مطابق ایسی بچگانہ باتیں ہماری کم ظرفی کو ظاہر کرتی ہیں۔ فریقِ مخالف سے تو ہمارا اختلاف کلمہ شہادت سے ہی شروع ہو جاتا ہے، شرکیہ عقائد، انکار قرآن اور انکارِ صحابہ سمیت بڑے بڑے مفاسد انکے ہاں موجود ہیں، اس جیسے مسائل کا رد دلائل سے کرنا چاہیے یہی ہمارے اسلاف کا منہج ہے...... خوانخواہ کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے بچگانہ حرکتیں ٹھیک نہیں۔

(3)...... ظلم در ظلم:

قرآن و حدیث اور تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کرتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت کے گمراہ ہونے کی وجہ ہٹ دھرمی، سینہ زوری، تعصّب اور ضد تھی...... اور یہی کچھ معاملہ یہاں بھی ہے، ایک تو ظلم یہ ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسے

Marfat.com

عظیم شہزادے کو معصوم بچوں اور بچیوں کے ساتھ بے یار و مددگار تشدد کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا...... اور یہ بیگانوں نے ظلم نہیں ڈھایا، بلکہ بعض اپنوں نے ہی مشق ستم کی ہے...... اور پھر ظلم در ظلم یہ ہے کہ جو عالم شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت و صداقت کو بیان کرتا ہے یا ان کی شان میں کتاب لکھتا ہے یا ان کا دفاع کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے امتی ہونے کا ثبوت دیتا ہے ایسے عالم اور خطیب پر ایسی ایسی تہمتیں جڑی جاتی ہیں کہ بازاری لوگ بھی ایسی زبان استعمال نہیں کرتے...... کوئی کہتا ہے:

جی رافضیت کو خوش کیا جا رہا ہے......

کوئی بولتا ہے: جی یہ حضرت صاحب بھی شیعیت سے متاثر ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون......

بلکہ آپ حیران ہوں گے کہ ہم نے ایک حضرت صاحب کو کہا امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کرتے ہیں دشمنانِ حسین کو "لعنتی" لکھتے ہیں، آپ ان کے منہج پر کیوں نہیں......؟ وہ حضرت صاحب فرمانے لگے: اصل میں یہ لوگ بھی شیعیت سے متاثر ہو گئے تھے...... اُفٍ لکم ولما تقولون......

یاد رہے......! اساطینِ اہل سنّت اور کبار ائمہ کے متعلق یہ تاثر دینا کہ وہ بھی رافضیت کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو چکے تھے، یہ بہت بڑی جرأت و جسارت اور ان پر خطرناک تہمت ہے...... جو نفوسِ قدسیہ ساری زندگی فرقِ باطلہ کا رد کرتی رہی ہیں، ان کو اپنی ضد اور انا کی تسکین کے لیے بھی معاف نہ کرنا کس قدر

Marfat.com

دیدہ دلیری اوران کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔

اسلاف کے متعلق ایسی باتیں کرنے والے ذرااس بات پرغور فرمائیں کہ وہ علم کے چار لفظ پڑھ کررافضیت سے متاثر نہ ہوئے اور جو علم وفضل کے پہاڑ تھے وہ متاثر ہوگئے۔ وَیلکم کیف تحکمون......!

ہم تو پوری بصیرت کے ساتھ دوٹوک الفاظ میں لکھیں گے کہ ایسے ناصبی حضرات جو اپنے اسلاف کے متعلق بھی ایسے شکوک وشبہات رکھتے ہیں، ان کا جماعت اہل حدیث کے منہج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں......!

جہاں تک محرم الحرام میں آل رسول اورآل علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت بیان کرنے کی بات ہےتو وہ آپ کھل کر بیان کریں، ان کی طرف منسوب شرکیہ عقائد کارد کریں اور صحیح کتاب وسنّت سے ان کی شان بیان کرتے ہوئے اپنے خطاب کو چار چاند لگا دیں تاکہ دنیا والے مان جائیں کہ اس زمین پر اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ساتھ آل رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دفاع کرنے والے بھی اہل حدیث ہیں۔

بعض احباب یہ سمجھتے ہیں کہ محرم الحرام میں آل علی کی شان بیان کرنا مخالفین صحابہ کوتقویت دینے کے مترادف ہے یہ بالکل فرسودہ اور گھٹیا سوچ ہے۔

(4)......نہایت خطرناک روش:

قرآن مجید کے کئی ایک مقامات پراللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کواس بات کی تعلیم دی ہے کہ وہ جب بھی کسی کے متعلق بات کریں تو پوری تحقیق کے بعد دلائل کی روشنی میں کریں خواہ مخواہ کسی کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جواس نے نہ کہی ہو یا کسی

Marfat.com

دوسرے کی بات سے ایسا مفہوم نکال لینا جس کا اس نے سوچا تک بھی نہیں ...... ہمارے دین میں یہ بہت بڑا جرم اور خطرناک گناہ ہے اور آج کل یہ خطرناک روش اپنے عروج پر ہے اپنی ہی جماعت کے کچھ لوگ حسد کی بنیاد پر دوسرے عالم کی کتاب یا اس کے بیان سے کوئی ایک جملہ یا کوئی عبارت نکال لیتے ہیں...... سیاق وسباق کا لحاظ نہیں کرتے اور پھر اس چرائے ہوئے جملے کو لے کر لوگوں میں ایسا طوفان بدتمیزی بپا کر دیتے ہیں کہ شاید شیطان بھی ان کی حرکتوں سے پناہ مانگتا ہو۔

اللہ کے بندو......!

اختلاف کے باوجود فریق مخالف کے جملے کو اس کے سیاق وسباق سے الگ کرنا...... اس کا من چاہا مفہوم بیان کرنا اور پھر مخالف کی شخصیت کو مجروح کرنا...... اس کو اس کے مقام و مرتبہ سے گرانا اور اس کی کردار کشی کرنا بہت خطرناک ناقابل معافی گناہ ہے...... اس سے توبہ کرتے ہوئے اللہ کی پناہ میں آئیں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

یاد رہے......!

اس حقیقت کو ہمارا رب خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ صرف اور صرف اللہ کے لیے لکھا ہے اور پوری دیانتداری کے ساتھ لکھا ہے اور اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر لکھا ہے۔ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھا ہے۔

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی بات کرنے اور لکھنے میں ہم سے غلطی سرزد ہوئی ہے تو ہم ہمہ وقت اپنی اصلاح کے لیے حاضر ہیں...... ہماری کسی بھی بات کو

Marfat.com

اچھالنے کی بجائے یا اس سے غلط مطلب اخذ کرنے کی بجائے ہماری ڈائریکٹ اصلاح فرمائیں، ہم آپ کا شکر ادا کرتے ہوئے ہمیشہ آپ کے لیے دعا گو رہیں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور ہماری حسنات کو قبول کرتے ہوئے ہمارا حشر آلِ رسول اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ فرمائے۔

آمین ! ثم آمین

وماذالك على الله بعزيز

☆☆☆

Marfat.com

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ

Marfat.com

Marfat.com

مختصر تعارف

مکمل نام:	حسن بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہما
کنیت:	ابو محمد
جائے پیدائش:	مدینہ طیبہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ:	پہلے بڑے نواسے
آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں کتنی عمر کے تھے:	کم وبیش 7، ساڑھے سات سال
کتنی شادیاں کیں:	تعداد معلوم نہیں کئی شادیاں کیں۔
اولاد:	گیارہ بچے ایک بچی
زیادہ عرصہ کہاں ٹھہرے:	مدینہ طیبہ
مکمل عمر:	47سال
وفات:	50ہجری
جنازہ کس نے پڑھایا:	سعید بن العاص
کہاں دفن ہوئے:	مقبرۃ البقیع مدینہ طیبہ

Marfat.com

زیر نظر کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے دو ایسے روشن ستاروں کا ذکرِ خیر کیا گیا ہے جو شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نواسے بھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے والہانہ محبّت فرماتے تھے، اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ بچپن میں جس طرح حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ کی چاہتوں کے مرکز بنے رہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی شفقت و محبّت اور تربیت میں پرورش پائی، یہ اعزاز چند صحابہ کو ہی حاصل ہوا جن میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سرفہرست ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والہانہ محبّت کے منفرد انداز اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاہتوں کی چند جھلکیاں ہی اس کتاب کا اصل موضوع ہیں۔ آغاز میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہمیں بھی ان شہزادوں سے دین کے مطابق والہانہ محبّت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نواسے کا نام نانا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے رکھا:

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا پہلا نام ''حرب'' تھا۔ عربی میں حرب جنگ کو کہتے ہیں (وَقَعَتْ بَيْنَهُمْ حَرْبٌ) ان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی، کلمہ مونث اور کبھی مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے رَجُلٌ حَرْبٌ ''جنگجو شجاع آدمی'' اس کی جمع ''حروب''، تصغیر ''حُرَيْبٌ'' آتی ہے۔ [1]

حرب نام رکھنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ شروع

---

[1] المنجد۔ مادہ حرب: 197

Marfat.com

ہی سے بڑے جنگجو، بہادر اور نڈر تھے، چنانچہ اپنے پہلے بیٹے کا نام حرب رکھ دیا۔

لیکن سید الکونین، امام الرسل، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل فرما کر ''حَسَن'' رکھ دیا۔ (سین کی زبر کے ساتھ) خوبصورت، اچھا، صفت کا صیغہ ہے۔ [1] حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أَرُوْنِيْ ابْنِيْ مَا سَمَّيْتُمُوْهُ ؟ قَالَ: قُلْتُ حَرْبًا قَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ [2]

جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرے بیٹے کا دیدار کراؤ! اس کا نام کیا رکھا ہے.....؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: حرب رکھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں وہ تو حسن ہے۔

دوسری روایت میں ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ جَعْفَرُ قَالَ: فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ اُمِرْتُ أَنْ اُغَيِّرَ اسْمَ هٰذَيْنِ فَسَمَّا هُمَا حسنًا وَحُسَيْنًا [3]

---

[1] المنجد۔ مادہ حسن:209

[2] مسند احمد:769، فضائل الصحابہ :2/971، الادب المفرد:823، صحیح ابن حبان:6958 مستدرک حاکم:3/165،

[3] مسند احمد:1/159، مستدرک حاکم:4/277، سلسلہ احادیث صحیحہ:2709

Marfat.com

''جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کا نام چچا کے نام پر جعفر رکھا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور فرمایا: مجھے یہ دونوں نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کا نام حسن و حسین رکھ دیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے......! اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حکم دینے والے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہیں تو اس طرح یہ بات خوب سے خوب تر واضح ہوگئی کہ ان دونوں شہزادوں کے نام کی سلیکشن میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کی پسند شامل ہے اور یہ بہت بڑے اعلیٰ اعزاز کی بات ہے۔

امیرالمومنین فی الحدیث حضرت امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا حدیث کو پہلی حدیث سے راجح اور صحیح قرار دیا ہے اور ہماری تحقیق کے مطابق بھی یہی بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ بہرصورت دونوں نواسوں کے پیارے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی تجویز فرمائے تھے۔ بلکہ دکتور عبدالکریم بن ابراہیم لکھتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ السِبْطَانِ وَلَدَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالب مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ الله صَلَّى الله عليه وسَلَّمَ [1]

''سب سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے

---

[1] معجم ما یخص آل البیت النبوی:72

Marfat.com

پیدا ہوئے ان کا نام رکھا گیا، یعنی ان شہزادوں سے پہلے کسی کا نام حسن وحسین رضی اللہ عنہما نہیں تھا۔"

اور بعض اہل علم نے تو یہاں تک نکتہ فرینی کی ہے:

حَجَبَ اللهُ هٰذَيْنِ الإِسْمَيْنِ عَنْ أَنْ يُسَمّٰى بِهِمَا حَتّٰى سَمَّى بِهِمَا النَّبِيُّ صَلى الله عليهِ وَسَلَّمَ ابْنَيْهِ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَمَّا حَسْن وَحسِين المَوْجُودَانِ فِي أَنْسَابِ طَيِّئٍ فَالأَوَّلُ بِسكُوْنِ السِّيْنِ وَالثَّانى بِفَتْحِ الْحَاءِ وَكَسْرِ السِّيْن [1]

"اللہ تعالیٰ نے یہ نام رکھنے سے روکے رکھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں نواسوں کا نام رکھا اور جو نام حسن اور حسین یہ طي قبیلے کے نسب میں موجود ہیں پہلا سین کے سکون کے ساتھ اور دوسرے پر زبر اور سین پر زیر کے ساتھ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تجویز کیے ہوئے ناموں پر کئی اہل علم محدثین کرام نے اپنے بیٹوں کے نام بھی یہی رکھے۔ علم اسمائے رجال پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حَسن نام کے بے شمار ائمہ، محدث فقیہ اور علما وفضلا گزرے ہیں، آج بھی ہم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس انتخاب کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے عبداللہ حسن یا حسن عبداللہ ،عبداللہ حسین یا حسین عبداللہ نام رکھ لیں تو بہت خوب ہے۔ [2]

---

[1] التصحیف والتحریف صبح الاعشٰی:11/6، اسد الغابۃ:9/2، غصن الرسول:24

[2] الحمدللہ! میرے پیارے بڑے بیٹے کا نام عبداللہ حسن ہی ہے اس وقت اس کی عمر 8 سال ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دین کا عظیم امام بنائے۔ آمین یارب العالمین!

Marfat.com

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گُڑتی

صدیقۂ کائنات اور تمام اہل اسلام کی روحانی ماں سیّدہ عائشہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب بھی اہل اسلام کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لیے برکت کی دعا کرتے اور اس کو گُڑتی دیتے۔ گُڑتی کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کو اپنے منہ میں ڈال کر چباتے اور اس کو اپنے لعابِ دہن کے ساتھ اچھی طرح نرم کرنے کے بعد بچے کے منہ میں ڈال دیتے۔ [1]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گُڑتی کس نے دی......؟ اس سلسلے میں کوئی واضح صحیح روایت موجود نہیں ہے البتہ اہل علم کا یہی موقف ہے کہ جہاں اذان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی، نام مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا، عقیقہ بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تو اس بات میں ذرّہ بھر شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ گُڑتی بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دی ہوگی۔

اس سلسلے میں عظیم محقق اور مؤرخ ڈاکٹر علی محمد صلابی لکھتے ہیں:

''یہ بات زیادہ قریب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی حسن رضی اللہ عنہ کے لیے برکت

---

[1] صحیح مسلم: امام نووی رحمہ اللہ ''تحنیک ''یعنی گڑتی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلتَّحْنِيْكُ أَنْ يُّمْضَغَ التَّمْرُ أَوْ نَحْوُهُ ثُمَّ يُدْلَكُ بِهِ حَنْكَ الصَّغِيْر

گڑتی یہ ہے کہ کھجور کو یا اس کے علاوہ کسی اور میٹھے پھل وغیرہ کو اچھی طرح منہ میں چبایا جائے اور بعد میں بچے کے تالو سے مَل دیا جائے۔ اور اہل علم نے لکھا ہے:

وَالتَّحَنُّك يَكُوْنُ عَقْبَ التَّاذِيْن إِنْ أَمْكَنَ ذَالِكَ وَيَفْضُلُ إِنْ أَمْكَنَ أَن يَّكُوْنَ بِالتَّحْنِيْكِ رَجُلٌ صَالِحٌ (موسوعة تربية الاجيال المسلمة:ص:68)

اگر ممکن ہو تو گڑتی اذان کے بعد دینی چاہیے اور فضیلت اسی میں ہے کہ نیک شخص سے دلوائی جائے۔

Marfat.com

کی دعا کی ہو اور چبائی ہوئی کھجور آپ کے تالو میں ملی ہو۔" ❶

اور ہمیں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبّت بھرے انداز سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گڑتی بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دی۔

عقیقہ کے ایام میں عقیدت کے انداز:

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رکھا اور دیگر احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ صرف نام ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے کان میں نغمہ توحید بلند کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ بھی کیا۔

یہاں ایک نکتہ نہایت قابل توجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی کبھی اذان نہیں دی بلکہ آپ کی زندگی میں مسجد نبوی میں اور دیگر مساجد میں الگ سے موذن حضرات مقرر تھے اور اسی طرح اہل اسلام کے ہاں بچے پیدا ہوتے ان کے کانوں میں ان کے اعزا واقربا ہی اذانیں دیا کرتے تھے کسی مقبول روایت میں یہ تذکرہ نہیں ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی دوسرے بچے کے کان میں اذان کہی ہو۔

یہ اعزاز صرف اور صرف حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے۔ اس سلسلے میں وارد ہونے والی روایات میں اگرچہ کچھ ضعف ہے لیکن تمام روایات کو اکٹھا کرنے سے یہی بات حقیقت کے زیادہ قریب تر معلوم ہوتی ہے کہ اذان والی روایت درجہ حسن سے کم نہیں۔

---

❶ الحسن بن علی شخصیۃ دعصرہ۔ 21

Marfat.com

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ (1)

''میں نے رسول اکرم ﷺ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں نماز والی اذان کہتے ہوئے دیکھا جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جنم دیا۔''

(1) المعجم الکبیر:3/31۔ مسند احمد بن حنبل:23869۔ مسند احمد کے کبار محققین نے اس حدیث کے معمولی ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے: قُلْنَا وَمَعَ ضُعْفِ الْحَدِيْثِ الْوَارِدِ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ قَدْ عَمِلَ بِهِ جُمْهُوْرُ الْأُمَّةِ قَدِيْمًا وَّحَدِيْثًا وَهُوَ مَا أَشَارَ إِلَيْهِ التِّرْمِذِيُّ عَقِبَهُ بِقَوْلِهِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ وَقَدْ اَوْرَدَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ كُتُبِهِمْ وَبَوَّبُوْهُ عَلَيْهِ وَاسْتَحَبُّوْهُ ''ہم کہتے ہیں اس مسئلے میں وارد ہونے والی حدیث کے ضعف کے باوجود امت کے پہلوں اور پچھلوں میں سے اکثر نے عمل کیا ہے اور اس حدیث کے بعد اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام ترمذی نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا عمل اسی پر ہے اور اس کو اہل علم نے اپنی کتابوں میں ذکر کرتے ہوئے اس پر ابواب بندی کی ہے اور بچے کے کان میں اذان کہنے والے مسئلے کو مستحب قرار دیا ہے اور اسی طرح قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین عظیم الشان فتاویٰ ''الدین الخالص'' 3/226، 232 پر مندرجہ ذیل عبارت ہے:

وَقَدْ جَاءَ الْأَذَانُ فِيْ أُذُنِ الْمَوْلُوْدِ فَقَطْ دُوْنَ الْإِقَامَةِ فَإِنَّ أَحَادِيْثَهَا غَيْرُ ثَابِتَةٍ بِخَلَافِ الْحَدِيْثِ الْأَذَانِ فَإِنَّهٗ حَدِيْثٌ حَسَنٌ إِنْ شَاءَ اللهُ .

''بچے کے کان میں صرف اذان کہنے کا آیا ہے اقامت کے علاوہ، کیونکہ اقامت کے متعلق احادیث غیر ثابت ہیں، بخلاف اذان والی حدیث کے، کیونکہ وہ حدیث حسن ہے۔ ان شاء اللہ

محدث شہیر امام ترمذی نے اس حدیث شریف کو حسن صحیح کہا ہے، امام حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے، امام مبارک پوری رحمہ اللہ، الشیخ مفتی امین اللہ بشاوری، الشیخ ایوب، الشیخ اثری سمیت کثیر مشائخ عظام کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے اور اسی طرح جلیل القدر محدث سلیم الہلالی الاثری نے بھی اس حدیث کے ضعف کو بیان کرتے ہوئے اس کے حسن ہونے کے طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔ (تعلیق تحفۃ المودود فی احکام المولود:63)

نیز یاد رہے کہ اس حدیث کی سند میں عاصم بن عبید اللہ پر اگرچہ جمہور کی جرح ہے، مگر امام عجلی رحمہ اللہ نے توثیق بھی فرمائی ہے اور امام ابن عدی فرماتے ہیں: ضعف کے باوجود اس راوی کی حدیث لکھی جاتی ہے۔

Marfat.com

اس حدیث مبارک سے جہاں سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان ثابت ہوئی وہاں یہ صراحت بھی ہوگئی کہ نومولود بچے کے کان میں اذان کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت سے ثابت ہے کہنی چاہیے، آج تک پوری امتِ مسلمہ کا تواتر سے اسی پر عمل ہے، اجماع امت بھی باعث تقویت ہے اور اسی لیے یہ حدیث اکثر محدثین ومشائخ کی رائے کے مطابق درجہ حسن سے کم نہیں ہے۔

نیز معمولی ضعف کی وجہ سے حدیث کو بالکل متروک العمل سمجھنا اور من گھڑت روایت کی طرح چھوڑ دینا قطعاً درست نہیں، ایسے معاملے وہ جذباتی احباب کرتے ہیں جو فن اصول حدیث میں نکتہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں تشدد کا شکار ہو کر اپنی تحقیق ٹھونسنے کے عادی بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حضرات محدثین کرام کے وضع کردہ اُصولوں کے مطابق حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں بالخصوص جب حسن درجے کی روایات موجود ہوں تو پھر اس پر کہ تعامل امت بھی بہت بڑی دلیل ہے حجت ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَالعَمَلُ عَلَيْهِ اور مسلمانوں کا عمل اسی پر ہے۔ اب الحمدللہ جمہور اہل علم اور مسلمانوں کا عمل اسی پر ہے۔

یاد رہے......! مسلمانوں کے متواتر عمل اور شعار کو سند کے معمولی ضعف کی بنا پر بالکل متروک قرار دینا یقیناً دین میں نیا فتنہ ڈالنے کے مترادف ہے جب کہ ایک عالم فقیہ حکمت ودانائی کا پیکر ہوتا ہے۔ ماضی قریب کے بہت بڑے محدث اور امام حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ ایک قاسم نامی سائل کو بچے کے کان میں اذان دینے

Marfat.com

کے حوالے سے جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بچے کے کان میں اذان ثابت ہے قاسم جوان! اقامت بچے کے کان میں نہیں ہے ثابت مت ہو پریشان اور قائم ہو چکی ہے دلیل و برہان کہ صدقہ سیم یا زر کریں اہل ایمان جو ہو مساوی باشعار اطفال و صبیان پڑھو رسالہ ثلاث شعائرہ از ڈاکٹر عمر سلیمان، یہ نصیحت کرتا ہے آپ کو ابو عبدالرحمن، وہ دعا بتاتا ہے آپ کو استغفار از رب منّان وحنّان، فقط والسلام علی کافۃ الاخوان وقاطبۃ الخلان 1''

بہرصورت اس موضوع پر مستقل رسائل بھی چھپ چکے ہیں قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک اہل اسلام اپنے بچوں کے دائیں کان میں نغمہ توحید بلند کرتے ہی آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

نومولود کے سر کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ بھی کرنا چاہیے، اس سلسلے میں کئی ایک روایات بھی موجود ہیں مسند احمد اور السنن الکبریٰ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ولادتِ حسن رضی اللہ عنہ پر حکم فرمایا:

إِحْلِقِيْ رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِيْ بِوَزْنِ شَعْرِهِ فِضَّةً عَلَى الْمَساكِيْنَ 2

''اس کا سر مونڈھ اور بالوں کے برابر چاندی مسکینوں پر صدقہ کر۔''

اور جامع ترمذی میں ہے:

---

1 احکام و مسائل: 121-122

2 السنن الکبریٰ امام بیہقی: 9/304، ارواء الغلیل: 4/403 والحدیث حسنہ الالبانی۔

Marfat.com

عَقَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَال: يَافاطِمَة إحْلِقِيْ رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً قَالَ: فَوَزَنْتُهُ فَكَانَ وزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بعْض دِرْهَمٍ ❶

"حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی اور فرمایا: اے فاطمہ! اس کا سر مونڈھو اور بالوں کے برابر صدقہ کرو، انہوں نے بالوں کا وزن کیا تو وہ ایک درہم کے برابر یا اس سے کچھ کم وزن کے ہوئے۔"

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مفہوم کی روایات ذکر کی ہیں جن میں بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم ہے۔ ❷

یاد رہے......! مندرجہ بالا روایت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے جو کہ راجح نہیں ہے، دیگر صحیح احادیث کے مطابق راجح یہی ہے کہ بچے کی طرف سے دو اور بچی کی طرف سے ایک بکرا یا مینڈھا وغیرہ ذبح کیا جائے۔ جلیل القدر محدث امام البانی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ سند کے دوسرے طرق میں دو کا ذکر ہے، اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے اور اسی طرح

وَإِنَّهَا تُوَافِقُ الْأَحَادِيْثَ الْأُخْرَى الْقَوْلِيَةَ ❸

❶ جامع ترمذی:1519، ارواء الغلیل۔فصل فی العقیقۃ۔402,383/4

❷ مجمع الزوائد:4/60

❸ ارواء الغلیل:384

Marfat.com

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ ہم شکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حد درجہ خوب رُو، خوبصورت اور حسین تھے، آپ کے حسن کی چمک دمک سے تاریخ کے اوراق آج بھی روشن ہیں اور نور علی نور کہ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت مشابہ تھے، شکل رسالت کی جھلک تھے جو بھی آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پُرنور کو دیکھتا تو بے ساختہ کہہ اٹھتا۔

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی پیغمبر کا ہم شکل نہیں۔'' [1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما کے تحت چند احادیث لائے ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مشابہت کا ذکر ہے۔ صحابی رسول حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَابَكْرٍ رضي الله عنه وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ: بِأَبِي شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ وَلَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ [2]

''میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں، میرے باپ ان پر فدا ہوں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی شباہت نہیں ملتی

---

[1] صحیح البخاری:3752

[2] فتح الباری بشرح البخاری:8/978

Marfat.com

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ زبانِ صدیق سے یہ کلمات سن کر ہنس رہے تھے۔"

مندرجہ بالا حدیث صحیح سے تین باتیں واضح ہوئیں:

① ...... حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہم شکل پیغمبر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ملتا جلتا تھا۔

② ...... خلیفہ اوّل، افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق، سیّدنا حضرت ابوبکر الصدیق عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کو آل بیت سے خصوصی پیار تھا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے خصوصی انس، شفقت اور محبّت فرماتے تھے۔

صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب حسن والحسین رضی اللہ عنہما کے تحت سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فرمان موجود ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔

أُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (خوشنودی) آپ کے اہل بیت کے ساتھ (محبّت وخدمت کے ذریعے) تلاش کرو۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو۔"

شارح حدیث، ماہر علم رجال علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

يُخَاطِبُ بِذَالِكَ النَّاسَ وَيُوْصِيْهِمْ بِهِ وَالْمُرَاقَبَةُ لِلشيءِ المحَافظَةُ عَلَيْهِ يَقُوْلُ: احْفَظُوْهُ فِيْهِمْ فَلَا تُؤْذُوْهُمْ وَلَا تُسِيئُوْا اِلَيْهِمْ [1]

---

[1] فتح الباری:8/80

Marfat.com

''کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو مخاطب کرتے اور وصیت فرماتے اور مراقبت بمعنی حفاظت ہے یعنی اہل بیت کی حفاظت کرو، ان کا خیال رکھو، نسب الی النبی کی وجہ سے ان کا لحاظ کرو ان سے بُرا سلوک کرو نہ ہی ان کو تکلیف دو۔''

③...... سسر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دامادِ مصطفےٰ کی آپس میں کسی قسم کی کوئی رنجش نفرت، عداوت اور ناراضگی نہ تھی۔

اور اسی حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بالفاظ دیگر کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت یوں بیان فرمایا ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: صَلَّى ابوبكرٍ رضي الله عنه العصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ: بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لا شَبِيْهٌ بِعَلِي وعليّ يَضْحَكُ

''حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ (غلمانِ مدینہ) بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور فرمایا: میرے باپ تم پر قربان ہوں، تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباہت ہے علی کی شباہت نہیں اور علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔''

Marfat.com

کتاب الشریعۃ میں قدرے تفصیل سے بیان ہے کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ أَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ من صلوۃِ الْعَصْرِ بَعْدَ وفَاۃِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِلَيَالٍ وعلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ یَمْشِیْ إِلَی جَنْبِهٖ فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَهو يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاحْتَمله أَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ عَلٰی رَقَبَتِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: بِأَبِیْ شِبْهُ النَّبِیِّ لَيْسَ شِبْهًا بِعَلِیٍّ وَ علیٌّ رضی اللہ عنہ يَضْحَكُ [1]

''میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے کچھ دن بعد، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ عصر پڑھ کر نکلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ چل رہے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھا اور کندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا نبی ﷺ کے مشابہ ہے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔''

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وکَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ علَيْهِما

[1] کتاب الشریعۃ: 5/2147 واسنادہ صحیح۔

Marfat.com

السَّلَام يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِأَبِيْ جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِي فَقَالَ: كَانَ أَبْيَض قَدْ شَمِطَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلٰى العَنْفَقَةَ [1]

''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباہت پوری طرح موجود تھی، اسماعیل بن ابی خالد نے کہا: میں نے ابو جحیفہ سے عرض کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کریں، انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ کے تھے، کچھ بال سفید ہو گئے تھے اور بروایت دیگر کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔''

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ جنہوں نے ہر لمحہ چہرہ رسالت کی زیارت کی فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبه بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيّ [2]

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ نہیں تھا۔''

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ سے واضح ہوا کہ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہم شکل پیغمبر تھے، عکس رسالت کی جھلک آپ میں نظر آتی تھی، اہل بیت، آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

---

[1] صحیح البخاری:3544

[2] صحیح البخاری:3752

Marfat.com

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ آپ کے علاوہ بھی چند اشخاص کا تذکرہ ملتا ہے جن کو شارحِ حدیث علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری

وَالَّذِیْنَ کَانُوْا یُشْبِھُوْنَ بِالنَّبِیِّ ﷺ غَیْرَ الحَسنِ

کے تحت ذکر کیا ہے۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ محبوبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں محبوبِ خدا بھی:

سرتاج رسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اَخلاق فاضلہ کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی زندگی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے اور ہر شخص کو محبّت و شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبّت و مودّت کا انداز منفرد اور نرالا تھا۔ دیکھنے والے کی زبان سے یہ کلمات بے ساختہ نکلتے:

وَاللّٰہِ إِنَّکَ لَتَفْعَلُ بِھٰذَا شَیْئًا مَا رَأَیْنَاکَ تَفْعَلُہُ بِأَحَدٍ [1]

"اللہ کی قسم......! جس طرح آپ حسن رضی اللہ عنہ سے معاملہ کرتے ہیں کسی اور سے کرتے ہوئے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَالحَسَنُ عَلٰی عَاتِقِہٖ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ

---

[1] الفتح الربانی:23/165، الامام الحسن بن علی

Marfat.com

إِنِّیْ أُحِبُّہُ فَأَحِبَّہُ [1]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے مبارک پر تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبّت ہے تو بھی اس سے محبّت فرما۔'' سبحان اللہ!

اس سے بڑھ کر اور مرتبہ کیا ہو سکتا ہے کہ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جائے محبّت ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہِ الٰہی میں دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! تو بھی اس شہزادے سے محبّت فرما اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس دعا کو قبول فرمایا ہے، چنانچہ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اور محبوبِ خدا بھی ہیں۔

میرا ننھا کدھر ہے......؟

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کی محبّت میں اس قدر موجزن تھا کہ ذرا سی جدائی بھی برداشت نہیں کرتے تھے جب بھی سفر یا بازار سے واپس آتے تو شہزادے کو بلا کر چومنا شروع کر دیتے اور یہ ایک فطری تقاضا بھی تھا اور اس کا صحیح معنوں میں اندازہ وہی نانا کر سکتا ہے جو خود نرینہ اولاد سے محروم ہو یا جس کے بیٹے بچپن ہی میں انتقال کر چکے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پھول جیسا نواسہ عطا فرمایا ہو۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ چونکہ اکیلے ہی تھے، اس لیے وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام چاہتوں اور محبتوں کا مرکز ٹھہرے۔

---

[1] صحیح البخاری:3749

Marfat.com

سیدنا وسید المحدثین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ حَسَنًا قَطُّ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنَاى دُمُوْعًا وذَالِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَوَجَدَنِيْ فِي الْمَسْجِدِ فأخَذَ بِيَدِىْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَمَا كَلَّمَنِيْ حَتَّى جِئْنَا سوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاع فَطَافَ بِهِ وَنظَرَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا الْمَسْجِدَ فَجَلَسَ فَاحْتَبٰى ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ لَكَاعُ ؟ أُدْعُ لِيْ لَكَاعَ فجاءَ حَسَنُ يَشْتَدُّ فَوَقَعَ فِيْ حِجْرِهِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِيْ لِحيتِهِ ثُمَّ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَحُ فَاهُ فَيُدْخِلُ فَاهُ فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ احِبُّهُ فَأَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ يَعنى الحسَنَ بنَ على [1]

”میں نے جب بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور یہ اس لیے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلے اور مجھے مسجد میں پایا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چلا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے ساتھ کوئی

[1] مسند احمد: 10891، الادب المفرد: 1183۔
سلسلہ احادیث صحیحہ المجلد السادس: 726۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے مکمل تخریج اور دراسہ کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ کے وہم کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ انہوں نے حسن کی جگہ حسین کا ذکر کیا ہے جب کہ شواہد و دلائل سے ثابت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ فتح الباری: 8/97

Marfat.com

بات نہ کی یہاں تک کہ ہم بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے ،تھوڑا سا گھومنے پھرنے اور دیکھنے کے بعد آپ واپس لوٹے اور میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم مسجد (نبوی) آئے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام گوٹھ مار کر بیٹھ گئے، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ننھا (چھوٹا) کدھر ہے.....؟ میرے پاس ننھے کو لاؤ، پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں بیٹھ گئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی مبارک میں ہاتھ ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پیار ومحبّت اور وجد میں آ کر) حسن کے منہ کو کھول کر اپنا منہ وہاں رکھا، پھر فرمایا: اللہ.....! میں اس سے محبّت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے محبّت فرما اور جو اس سے محبّت رکھتا ہے اس (خوش نصیب سے بھی محبّت فرما)''

اس روایت (وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ) کے الفاظ نہایت ہی قابل توجہ ہیں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے اللہ! جو میرے پیارے نواسے حسن سے پیار کرتا ہے تو بھی اس سے پیار فرما، یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والے شخص کو، ان کی شان اور ان کا مقام بیان کرنے والے شخص کو اور ان کی عزت وعظمت اور مقام ومرتبے پر کتابیں لکھنے والے خوش نصیب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم دعا نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے پیار کرتے ہیں۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبّت وشفقت بلکہ عقیدت کا یہ عالم تھا خود ہی فرماتے ہیں:

Marfat.com

انہ لَقِیَ الْحَسَنَ بْنَ عَلی فقال: رأیْتُ رَسُوْلَ اللہ ﷺ قَبَّلَ بَطْنَك فَاكْشِفِ الْمَوْضعَ الَّذِیْ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللہُ ﷺ حَتّٰی اُقَبِّلَہٗ قَالَ وَكَشَفَ لَہُ الحَسَن وَقَبَّلَہُ ❶

"ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے پیٹ پر بوسہ دیا پس تو میرے لیے اس حصے کو ظاہر کرتا کہ میں بھی اسی جگہ کو چوموں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لب مبارک لگائے تھے، چنانچہ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ ننگا کیا اور میں نے وہاں بوسہ دیا۔"

اور مسند احمد میں (فَقَبَّلَ سُرَّتہ) آپ کی ناف پر بوسہ دیا اور یہی الفاظ امام احمد نے کتاب فضائل صحابہ: 975/2 پر نقل کیے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مقبری فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْنَا فَسَلَّمَ فَرَدَدْنَا عَلَیْہِ السَّلَام ولَمْ یَعْلَم بِہِ ابُوْھُرَیْرَۃَ فَقُلْنَا لَہُ یا أَبَاھُرَیْرَۃَ الحسنُ بْنُ عَلِیٍّ قَدْ سَلَّم عَلَیْنَا

❶ مستدرک حاکم: 3/168 وضعفہ البعض ولکن صححہ الحاکم ووافقہ الذہبی وقال الالبانی اسناد الحدیث حسن ورجالہ ثقات: الثمر المستطاب: 1/282 وقال محقق المستدرک اسنادہ قوی: 4/159

Marfat.com

فَلَحِقَهُ وَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا سَيِّدِيْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّهُ سَيِّدٌ [1]

''یعنی اچانک ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں سلام کہا، پس ہم نے آپ کو سلام کا جواب دیا، لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی آمد یا سلام کا پتہ نہ چلا، ہم نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ہم پر سلام کیا ہے، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: (وعلیک السلام یا سیّدی) ''میرے سردار تجھ پر بھی سلامتی ہو'' پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا: یقیناً یہ سردار ہے۔''

اور مجمع الزوائد کے الفاظ ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہا گیا آپ حسن کو یا سیدی کہہ رہے ہیں تو جواباً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

أَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: انَّهُ سَيِّدٌ. [2]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ سردار ہے۔''

بخاری و مسلم کے الفاظ ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر واپس تشریف لائے پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ننھا کدھر ہے......؟ ننھا کدھر ہے......؟ پس تھوڑی دیر تک (حسن) نہ آئے

---

[1] مستدرک حاکم: 3/169

[2] رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات: 9/181

Marfat.com

فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُه سِخَابًا أَوْتُغَسِّلُهُ فجَاءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهُ وقَبَّلَهُ [1]

''میں نے گمان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن کو ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں، پس ننھا دوڑتا ہوا آیا اور گلے سے لپٹ گیا اور آپ نے اس کو چوما۔''

محبّت تھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن رضی اللہ عنہ سے اس قدر
نہ کر شکوہ تو سید کا خدا اپنے سے ڈر
(راسخ)

رُخسارِ حسن رضی اللہ عنہ پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب:

سیّدنا وامامنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اکثر چومتے، سونگھتے اور اپنے صدرِ اطہر سے لگاتے اور کبھی گود میں کھلاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے

أن الاقرع بن حابسٍ أبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُقبلُ الحَسَنَ فَقَال: إنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِّنْهُمْ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ [2]

''اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] اللؤلؤ والمرجان، فضائل الصحابۃ، باب فضائل الحسن۔ 2/733
[2] صحیح مسلم: 2318

Marfat.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے ہیں، پس اقرع نے کہا: میرے تو دس لڑکے ہیں میں نے کسی ایک کو بھی کبھی نہیں چوما، تو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

اور مستدرک حاکم کے واشگاف سنہرے الفاظ کچھ یوں ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَبَّلَ حَسَنًا وَضَمَّہٗ إِلَيْهِ وَجَعَلَ يَشُمُّہٗ وَعِنْدَہٗ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ إِنَّ لِيْ إِبْنًا قَدْ بَلَغَ مَا قَبَّلَہٗ قَطُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ اللهُ نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ فَمَا ذَنْبِيْ [1]

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن کو بوسہ دیا، گلے لگایا اور سونگھنا شروع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قبیلہ انصار کا ایک آدمی بیٹھا تھا (یہ منظر دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا) انصاری کہنے لگا: میرا ایک بچہ ہے جو بالغ ہے میں نے تو کبھی اس کا بوسہ تک نہیں لیا (آپ سونگھ رہے ہیں، چوم رہے ہیں، گلے سے لگا رہے ہیں) جواب میں رحمۃ للعالمین فرمانے لگے: کیا خیال ہے تیرا...... اگر اللہ نے تیرے دل سے محبّت نکال لی ہے تو اس میں میرا کیا گناہ ہے......؟“

لپٹتا ، چمٹتا کبھی گود میں گرتا
یہ تو پھول تھا جو آغوش رسالت میں نکھرتا

(راسخ)

---

[1] مستدرک حاکم: 3/170

Marfat.com

رئیس المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باب مناقب الحسن کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو معلق بیان کیا ہے کہ

عانقَ النَّبِیُّ ﷺ الحسَنَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا (یعنی گلے سے لگایا)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

كَانَ يأْخُذُه وَالْحسنَ فيقول: أللّٰهُمَّ أحِبَّهُمَا فإنِّیْ أُحِبُّهُمَا [1]

"مجھے اور حسن کو پکڑ کر یہ دعا کرتے: اے اللہ! تو ان دونوں سے محبّت کر، کیونکہ میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں۔"

اس کی شرح میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لفظ بھی نقل کیے ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ الله ﷺ يَأْخُذُنِیْ فَيُقْعِدُنِیْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ أرْحَمْهُمَا فَأنِّیْ أرْحَمُهُمَا [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پکڑتے اور پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھا لیتے اور دوسری ران پر حسن کو بٹھاتے، پھر دونوں کو پیار سے دباتے اور

---

[1] صحیح البخاری:3735

[2] صحیح البخاری:6003

Marfat.com

فرماتے: اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔''

اس حدیث مبارک میں حضرت سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے لیے دعائے محبّت فرمائی رضی اللہ عنہما۔ اور اسی طرح بخاری و مسلم میں ہے کہ جب سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر مقرر فرمایا تو یہ کچھ لوگوں پر گراں گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا آپ لوگ اس کے باپ زید کی امارت پر بھی طعن کرتے تھے، حالانکہ اللہ کی قسم وہ امارت کے حقدار تھے۔

وَإِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحِبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ [1]

''اور حضرت زید اور اس کے بعد اس کا بیٹا اسامہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔''

لعابِ حسن رضی اللہ عنہ شانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ:

کسی کا لعاب زمین پر گرا، کسی کا لعاب کسی کی گود کو لگا، مگر کیا عظمت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا لعاب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانۂ مبارک پر گرتا رہا یقیناً یہ عمل بار بار ہوا ہوگا کیونکہ بیدار ہونے کے بعد سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اکثر وقت آغوشِ رسالت میں ہی گزرتا تھا مگر اس کے باوجود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام محبّتِ حسن سے سیر نہ ہوتے تھے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے

[1] اللؤلؤ والمرجان: 2/735

Marfat.com

وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَلُعَابُهٗ يَسِيْلُ عَلَيْهِ [1]

"حسن ابن علی رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھے مبارک پہ تھے اور ان کا لعاب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھے پر بہہ رہا تھا"

سینۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر چڑھ کر:

مسجد ہو یا گھر، گلی ہو یا بازار جہاں بھی یہ ننھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائی دیتا، محبّت وعقیدت کی عجب تصویر کشی ہوتی، فرطِ محبّت کی وجہ سے کسی موقع پر، کسی حال میں بھی اس شہزادے کا آنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناگوار نہ گزرتا، عموماً پیارے سے پیارا بچہ بھی اگر پیشاب کر دے تو آدمی کراہت محسوس کرتا ہے مگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَحْبُوْ حَتّٰى صَعِدَ عَلٰى صَدْرِهٖ فَبَالَ عَلَيْهِ فَابْتَدَرْنَاهُ لِنَأْخُذَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : إِبْنِيْ إِبْنِيْ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ [2]

"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تھے اچانک حسن ابن علی آئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ پر چڑھ کر پیشاب کر دیا، صحابہ کہتے ہیں: ہم حسن کو پکڑنے کے لیے جلدی دوڑے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً فرطِ محبّت میں

---

[1] فضائل صحابہ، امام احمد:1370، ابن ماجہ:658، مسند احمد:9779،

[2] فضائل صحابہ:1385، مسند احمد:19056

Marfat.com

دو بار فرمایا: (کوئی بات نہیں......!) بیٹا ہے (کوئی بات نہیں......!) بیٹا ہے، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی منگوایا اور پیشاب والی جگہ بہا دیا۔"

اور اسی طرح کی ایک روایت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے جس میں حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ سیّدہ امّ فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میں حسین کو دودھ پلا رہی تھی......انھی دنوں اللہ تعالیٰ نے مجھے قثم بیٹا عطا فرمایا تھا، میں اس کو دودھ پلاتی تھی...... بہرصورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تشریف لائے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آتے ہوئے شہزادے حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑنا چاہا، میں نے آپ کو پکڑا دیا......لیکن ابھی آپ نے گلے سے لگایا ہی تھا کہ فَبَالَ عَلَیْہِ "اس نے آپ پر پیشاب کر دیا" امّ الفضل کہتی ہیں: میں فوراً حسین کی طرف لپکی تاکہ اس کو آپ کے جسم اور کپڑوں سے دور کروں......لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَا تَزْرِمِیْ اِبْنِیْ "میرے بیٹے کا پیشاب نہ روکو......چنانچہ جب حسین رضی اللہ عنہ نے پیشاب کر دیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑوں پر چھینٹے مارے...... اللہ اکبر!

اس حدیث سے بھی آپ بخوبی جان سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پیارے حسین رضی اللہ عنہ سے کس قدر نرمی اور محبّت فرمایا کرتے تھے۔ [1]

☆☆☆

[1] سنن ابن ماجہ: 522، المستدرک علی الصحیحین: 4/176 ح: 4882

Marfat.com

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حاضرین نہ آنے والوں کو بتلادیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے اس قدر والہانہ محبّت تھی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے محبّت کرنے والے کو حکم فرمایا کہ مجھ سے محبّت کرنے والا میرے حسن رضی اللہ عنہ سے ضرور محبّت کرے۔ زہیر بن اقمر بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ بَعْدَ مَا قُتِلَ عَلِيٌّ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ واضِعَهُ فِيْ حَبْوَتِهِ يَقُوْلُ: مَنْ أَحَبَّنِيْ فَلْيُحِبَّهُ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَا حَدَّثْتُكُمْ [1]

”جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ایک آدمی اچانک کھڑا ہوگیا جو لمبا اور گندمی رنگ کا تھا اور اس نے کہا: تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ ان کو اپنی گود میں لیے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے جس کو مجھ سے محبّت ہے، پس وہ ضرور اس سے محبّت کرے اور حاضر غائب تک پہنچادے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاکید نہ ہوتی تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا“

الحمدللہ......! ہمیں اس بات پہ خوشی ہے کہ ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل

---

[1] مسند احمد:23106

Marfat.com

کرتے ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سچّی سچّی محبّت رکھتے ہیں۔

ناطقِ وحی کی پیش گوئی نصف النہار کی طرح سچّی:

سید وُلد آدم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی پیش گوئیاں فرمائیں وہ اپنے اپنے وقت پر حق اور سچ ثابت ہوئیں اور کئی پیش گوئیاں ان شاء الرحمٰن اپنے وقت پر صحیح ثابت ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ سردار بیٹا میری امت کا مصلح ہوگا۔

اس پیش گوئی کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ جگہ نقل فرمایا۔ کتاب الصلح اور کتاب الفتن میں باقاعدہ ترجمۃ الباب باندھا اور کتاب المناقب میں باسند حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لائے کہ

أَخْرَجَ النَّبِيّ ﷺ ذاتَ يَوْمٍ الحسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ: ابْنِيْ هذا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ [1]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر ان کو لے کر چڑھ گئے، پھر فرمایا میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ملاپ کرادے گا۔ایک روایت کے الفاظ ہیں: يَنْظُرُ إِلَى

---

[1] صحیح البخاری:3629، ,3746، 2704

Marfat.com

النَّاسِ مَرَّةً والیہ مَرَّة ایک نظر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو دیکھتے تو ایک نظر حسن کو دیکھتے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ میرا بیٹا سردار ہوگا۔“

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَوَاللهِ! وَاللهِ بَعْدَ أَنْ وَلِيَ لَمْ يُهْرَقْ فِيْ خِلَافَتِهِ مِلْءُ مِحْجَمَةٍ مِنْ دَمٍ [1]

”وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ان میں صلح کروائے گا، یہ پیش گوئی پوری ہوگئی، امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہ کام کیا کہ ہزاروں ،لاکھوں مسلمانوں کی جان بچادی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا پسند نہ کیا، خلافت انہی کو دے دی باوجود کہ ستر ہزار آدمیوں نے آپ کے ساتھ جان دینے پر بیعت کی تھی، یہ عالی ظرفی اور یہ جودوکرم امام حسن رضی اللہ عنہ ہی کا کام تھا اور کسی سے نہیں ہوسکتا۔“

شارح بخاری محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”آپ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وہ کام کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جان بچ گئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا پسند نہ کیا، خلافت ہی ان کو دے دی، حالانکہ ستر ہزار آدمیوں نے آپ کے ساتھ جان دینے پر بیعت کی تھی اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔“

---

[1] مسند احمد: 20448

Marfat.com

مزید دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پوری ہوئی جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح سے جنگ کا ایک بڑا خطرہ ٹل گیا۔ اللہ والوں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ خود نقصان برداشت کر لیتے ہیں مگر فتنہ فساد نہیں چاہتے۔'' [1]

اور اسی طرح بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظیم پیش گوئی کا انداز مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی بیان کیا گیا ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَاءَ الْحَسَنُ فَرَكِبَ ظَهْرَهُ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُ فَوَضَعَهُ عَلَى الْأَرْضِ وَضْعًا رَقِيْقًا فَإِذَا سَجَدَ رَكِبَ ظَهْرَهُ فَلَمَّا صَلَّى أَخَذَهُ فَوَضَعَهُ فِيْ حَجْرِهِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَتَفْعَلُ بِهٰذَا الصَّبِيِّ هٰكَذَا ؟ فقَال: إِنَّهُ رَيْحَانَتِيْ وَعَسَى اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُّصلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے

---

[1] شرح بخاری: 1084۔ 5/107

[2] مسند احمد 20516، المعجم الکبیر: 2599 للطبرانی، مسند البزار: 3657 اور صحیح ابن حبان: 6964 الشریعہ للآجری: 1645، یاد رہے! روایات میں الفاظ قدرے مختلف ہیں۔

Marfat.com

میں جاتے حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت پر سوار ہو جاتے، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سر اٹھاتے تو پکڑ کر نرمی اور آرام سے زمین پر رکھ دیتے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھایا اور چومنا شروع ہو گئے، ایک آدمی نے جب یہ نظارہ محبّت دیکھا تو کہا آپ اس بچے سے ایسے پیار کرتے ہیں؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ میرا پھول ہے (اور اس موقع پر بھی فرمایا) کہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو مسلم جماعتوں میں صلح کرائے۔"

شارح بخاری محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اقدام سے مسلمانوں میں ایک بڑی جنگ ٹل گئی جب کہ حالات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے ساز گار تھے مگر آپ نے اس خانہ جنگی کو حسن تدبیر سے ختم کر دیا، اللہ پاک آپ کی روح پاک پر ہزار ہا ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیش گوئی سچی ہو گئی جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ [1]

ایک مشہور مؤرخ اکبر شاہ خان یوں لکھتا ہے:

"حضرت امام حسن علیہ السلام نہایت حلیم صاحبِ وقار، صاحبِ حشمت اور نہایت سخی تھے فتنہ وخون ریزی سے آپ کو بڑی نفرت تھی۔" [2]

---

[1] شرح بخاری: 8/358

[2] تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی: 1/574

Marfat.com

اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

تا نشیند آتشِ پیکار و کیں
پشتِ زد بر سرتاج و نگیں

سعودی عرب کے ممتاز عالم دین شیخ عبدالمحسن حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار کہیں، اس سے بڑا سردار کون ہوسکتا ہے......؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے بردبار، پرہیزگار اور صاحب علم وفضل تھے ان کے تقویٰ وعلم نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہوئے دنیا اور حکومت سے دست کش ہوجائیں۔'' [1]

اے حسن......! تمہاری رائے کیا ہے......؟

قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک دلچسپ واقعہ تحریر کیا ہے جو اگرچہ صحتِ حدیث کی شروط کے مطابق نہیں لیکن ہم اسے اصل کتاب سے مراجعت کر کے ضمنی طور پر ذکر کر رہے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اقبالِ جرم کرلیا اور انہوں نے قصاص کا حکم دے دیا، اتنے میں ایک اور شخص دوڑا دوڑا آیا اور اس نے خلیفہ کے سامنے اقبالِ جرم کرلیا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ملزم اوّل سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں اقبال جرم کیا تھا......؟ اس نے کہا کہ جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی میں نے سمجھا کہ

[1] اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام ومرتبہ:55

Marfat.com

ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا، پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے......؟ اس نے کہا: میں قصاب ہوں، میں نے جائے وقوعہ کے قریب ہی بکرے کو ذبح کیا تھا گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کا زور پڑا، میں جائے وقوعہ کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑگئی، میں اسے دیکھنے کے لیے اس کے قریب پہنچا، دیکھ رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کرلیا۔

فَقَالَ النَّاسُ : هٰذَا قَتَلَ هٰذَا مَالَهُ قَاتِلٌ سِوَاهُ فَأَيْقَنْتُ أَنَّكَ لَا تَتْرُكُ قَوْلَهُمْ لِقَوْلٍ فَاعْتَرَفْتُ بِمَا لَمْ أَجِنْهُ [1]

سب لوگ کہنے لگے: کہ یہی شخص اس کا قاتل ہے مجھے بھی یقین ہوگیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا، اس لیے میں نے اقبال جرم کرلینا ہی بہتر سمجھا، جرم کیا نہیں۔

اب دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا، اس نے کہا: میں ایک اعرابی ہوں، مفلس ہوں، مقتول کو میں نے طمع بہ مال قتل کیا تھا، اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی، میں ایک گوشہ میں جا چھپا اتنے میں پولیس آئی اس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا، اب جب کہ اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے جرم کا اقبال کروں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فَقَالَ لِلْحَسَنِ مَا الْحُكْمُ فِيْ هٰذَا ؟ قَالَ: يَا أَمِيْرَ

---

[1] الطرق الحکمیہ: 1/74 مطبعۃ المدنی القاہرہ

Marfat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ كَانَ قَدْ قَتَلَ نَفْسًا فَقَدْ فَأَحْيَا نَفْسًا

''امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہاری رائے کیا ہے......؟ تو انہوں نے کہا: امیر المومنین! اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک شخص کی جان بھی بچائی ہے۔''

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا [1]

''اور جس نے ایک کو بچالیا تو گویا اس نے سارے لوگوں کو بچالیا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ کو قبول فرمایا اور دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دلایا۔ [2]

رسالت کے سائے تلے:

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کم وبیش آٹھ سال کا طویل عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت وشفقت میں بسر کیا۔ آغوشِ رسالت میں پرورش پانے والے اس شہزادے نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں پیش آمدہ مسائل و واقعات کو بھی ذہن نشین رکھا، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ

مَرَّتْ جَنَازَةٌ بِإِبْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَقَامَ الْحَسَنُ وَقَعَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ:

---

[1] المائدہ:32

[2] رحمۃ للعالمین:115۔116، الطرق الحکمیہ۔ابن قیم:56

Marfat.com

أَلَيْسَ قَدْ قَامَ النَّبِيُّ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ أَوْ يَهُوْدِيَّةٍ مَرَّتْ بِهٖ ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلٰى وَجَلَسَ [1]

''حضرت ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہما کے قریب سے جنازہ گزرا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے (ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیٹھا دیکھ کر) حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ایک یہودی یا یہودیہ کا جنازہ جب گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیوں نہیں......! (یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوئے تھے) مگر بعد میں آپ نے یہ کھڑا ہونا چھوڑ دیا تھا اور بیٹھے رہتے تھے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کھجور اٹھانا:

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بالخصوص مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کا کافی موقع ملتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے، ابوالحوراء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

كُنَّا عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَسُئِلَ مَا عَقَلْتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَهٗ يَوْمًا، فَمَرَّ عَلٰى جَرِيْنٍ مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَوَجَدْتُّ تَمْرَةً فَأَلْقَيْتُهَا فِيْ فِيَّ فَأَخْرَجَهَا بِلُعَابِيْ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ مَا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ تَرَكْتَهَا قَالَ:

---

[1] المعجم الکبیر:3/87، السنن الکبریٰ:4/28

Marfat.com

إِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ [1]

''ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بات یاد ہے......؟ تو سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے ڈھیر کے پاس سے گزرے جو صدقہ کی کھجوروں کا تھا تو میں نے ایک کھجور پکڑ کر منہ میں ڈال لی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لعاب والی کھجور کو نکالا، بعض لوگ کہنے لگے: اگر آپ رہنے دیتے تو کیا حرج تھا......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صدقہ حلال نہیں۔''

اس واقعہ سے جہاں یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں ہر صحابی اور ہر امّتی شامل نہیں ہے، وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والہانہ محبّت وعقیدت کے باوجود تربیت کے مواقع ضائع نہیں کیے، بلکہ ہر مناسب موقع پر اصلاح فرماتے ہوئے سیدھی راہ دکھلائی، ہمیں بھی اپنی نگرانی میں اولادوں سے جائز، ناجائز سب کچھ نہیں کروانا بلکہ غلط، ناجائز اور حرام کے ارتکاب پر فوراً روک دینا چاہیے۔ یہی اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں درس ملتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور وتر کی عظیم دعا:

اسی طرح نمازِ وتر میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے

---

[1] مسند احمد: 1725، مجمع الزوائد: 3/93، المعجم الکبیر: 3/78

Marfat.com

اپنے نانا جان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے سیکھی تھی اور یہ دعا اس قدر جامع اور اہم ہے کہ دنیا وآخرت کی کوئی ایسی بہتری اور بھلائی نہیں جس کا ذکر اس مختصر اور جامع دعا میں بڑے ہی خوبصورت انداز میں موجود نہ ہو۔

ابوحوراء سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِيْ الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ [1]

”حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ کلمات سکھائے جو میں وتر میں پڑھتا ہوں، اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے رشد وہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی ہے اور جن لوگوں کو تو نے اپنا دوست بنایا ہے ان میں مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنا لے، جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برائی کا تو نے فیصلہ فرمایا

[1] جامع الترمذی، باب ما جاء فی القنوت: 1/317، السنن الکبریٰ: 2/209، اس کی سند صحیح ہے

Marfat.com

ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ اور بچا لے، یقیناً تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاتا اور جس سے تو محبّت کرے وہ کبھی ذلیل وخوار اور رسوا نہیں ہوسکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس کا تو دشمن ہو، ہمارے پروردگار آقا تو (بڑا) ہی برکت والا اور بلند وبالا ہے۔''

ان روایات سے واضح ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کافی سمجھدار، ہوش منداور بڑے تھے۔

اور نیز یہاں ضمنی طور پر یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ مندرجہ بالا دعا ہر قسم کی خیر وبرکات پر مشتمل ہے اس کو نماز وتر کے علاوہ بھی پڑھتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نفل ونوافل اور دعا کرنے کا موقع نصیب فرمائے تو اس دعا کو بار بار دہرانا چاہیے اور اس بات کا خوب تجربہ کیا گیا ہے کہ اس دعا کو کثرت سے پڑھنے والا شخص ہمیشہ بامراد اور خیر وبرکات سے مالا مال ہوتا ہے۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت:

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے۔ آپ کی خلافت کی مدت کم وبیش سات، آٹھ ماہ کے قریب ہے اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت ہوگئی، اہل سنّت علمائے کرام نے آپ کو پانچواں خلیفہ راشد قرار دیا

إِسْتَمَرَّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى بَعْدِ
بَيْعَتِهِ خَلِيْفَةً عَلَى الْحِجَازِ وَالْيَمَنِ وَالْعِرَاقِ وَغَيْرِ

Marfat.com

ذَالِكَ نَحْوِ سَبْعَةِ أَشْهُرٍ [1]

"امیر المومنین حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد وہ حجاز، یمن اور عراق وغیرہ میں تقریباً سات ماہ تک خلیفہ رہے۔"

تقریباً اسی بات کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے تمام اہل اسلام، اہل سنّت اور ائمہ کرام نے مندرجہ بالا موقف ہی تحریر کیا ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "البدایہ" میں بھی فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیش گوئی پوری ہوگئی کہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی اور اسی طرح ہمارے دینی مدارس کے نصاب میں شامل معروف کتاب "شرح عقیدہ طحاویہ" میں بھی مندرجہ ذیل موقف بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین ماہ تھی، حضرت عمر کی خلافت دس سال اور چھ ماہ تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال نو ماہ تھی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت تقریباً چھ ماہ تھی۔ [2]

بہرصورت آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق بہت جلد اپنی انتہا کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے تمام صالح خلفا کی محنتوں کو قبول فرمائے اور ان کو جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

---

[1] الحسن بن علی وشخصیتہ:202

[2] شرح عقیدہ طحاویہ:545

Marfat.com

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی علم سے محبت:

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ چونکہ نبوی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے امام العلم والفضل کے بڑے فرزندِ ارجمند ہیں۔اس وجہ سے آپ کو علم کے ساتھ بہت گہرا شغف تھا،قرآن پاک کی تفسیر اور آیات کے معانی و مفاہیم پر گہری نظر رکھتے تھے۔اور زندگی کے ہر شعبے میں اپنی نانا کی سیرت سے رہنمائی لیتے تھے اور آپ حیران ہوں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے علم کے سمندر،امیر المومنین ہونے کے باوجود کئی معاملات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرنے میں اور علمی معاملات سلجھانے میں مشورہ کیا کرتے تھے......سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ صرف صاحبِ علم ہی نہیں بلکہ عربی کے نہایت فصیح و بلیغ خطیب بھی تھے...... كَانَ خَطِيْبًا مُفَوَّهًا ''بڑے قادر الکلام خطیب تھے'' سیکھنے اور سمجھنے والے آپ کی گفتگو سے علم و فضل کے بڑے بڑے انمول موتی چنا کرتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی علمی لگن کا عالم یہ تھا کہ اپنی اولاد اور خاندان کے بچوں کو ہمیشہ علم سیکھنے کی تلقین کرتے اور ترغیب دیتے تھے۔

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں

يَحُثُّ أَوْلَادَهُ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ فَقَد دَعَا بَنِيهِ وَبَنِيْ أَخِيْهِ فَقَالَ: يَا بَنِيَّ وَبَنِيْ أَخِيْ إِنَّكُمْ صِغَارُ قَوْمٍ يُوْشِكُ أَنْ تَكُوْنُوْا كِبَارَ آخَرِيْنَ فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ أَنْ يَّرْوِيَهُ أَوْ يَحْفَظَهُ فَلْيَكْتُبْهُ وَلِيَضَعْهُ فِيْ بَيْتِهِ [1]

---

[1] الطبقات الکبریٰ:1/292

Marfat.com

''اپنی اولاد کو طلبِ علم پر ابھارتے رہتے تھے، ایک دفعہ انھوں نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو بلایا اور کہا: اے میرے بیٹو اور بھتیجو! ابھی تم قوم کے چھوٹے ہو اور قریب ہے کہ تم بعد میں آنے والے کے لیے بڑے بن جاؤ، پس علم سیکھو اور ان میں سے جس کے پاس روایت کی استطاعت نہیں ہے یا وہ زبانی یاد رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ علم کی بات کو لکھ کر اپنے گھر میں محفوظ کر لے۔''

آج ہمیں بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اسوہ پر چلنا ہوگا ...... اپنے بچوں کو رونے رلانے، نوحہ کروانے اور ماتم سکھلانے کی بجائے ان کو علم کی دنیا میں لانا ہوگا، تبھی جا کر دین و دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے دین کے علم کا نور نصیب فرمائے۔ آمین!

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بے مثال سخاوت:

سخاوت اعلیٰ درجے کی عبادت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس قدر پسند ہے کہ جو شخص رزق حلال میں سے دل کھول کر اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مندوں پر خرچ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ دین و دنیا اور آخرت کے سب خزانے اس کے نام کر دیتے ہیں، سخی ہونے کے لحاظ سے جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت کو دیکھا جاتا ہے تو تمام اہل تاریخ کی ایک ہی صدا سننے کو ملتی ہے

فَقَدْ كَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَسْخَى أَهْلِ زَمَانِهِ [1]

[1] المحاسن والمساوی: 55

Marfat.com

''پس تحقیق حسن رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں بہت بڑے سخی تھے۔''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مقروض ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ بے قرار ہو گئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہا:

إِبْنُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلَيَّ دَيْنٌ مِقْدَارُهُ سِتُّوْنَ أَلْف دِرْهَمٍ وَلَا أَتَمَكَّنُ مِنْ رَدِّهٖ [1]

''اے رسول اللہ کے بیٹے! میرے ذمہ قرض ہے اور اس کی مقدار ساٹھ ہزار درہم ہے میں اس کو لوٹانے کی قدرت نہیں رکھتا۔''

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: آپ کا وہ قرض میں ادا کردوں گا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے، دعائیں دی اور فرمانے لگے: واقعۃً اللہ تعالیٰ رسالت کے لیے اعلیٰ نسل کا ہی انتخاب کرتے ہیں۔

اور آپ حیران ہوں گے کہ سخاوت میں بھی ایسی لطافت تھی کہ زمانہ بھر میں ایسی مثال نہیں ملتی...... سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ صدقہ وخیرات کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر مال جمع کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

إِنَّ ابْنَ أَخِيْكُمُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَدْ جَمَعَ مَالًا وَهُوَ يُرِيْدُ أَن يَّقْسِمَهُ بَيْنَكُمْ وَحَضَرَ النَّاسُ فَقَامَ الْحَسَنُ فَقَالَ: إِنَّمَا جَمَعْتُهُ لِلْفُقَرَاءِ، فَقَامَ نِصْفُ النَّاسِ، ثُمَّ

---

[1] المحاسن والمساوی: 57

Marfat.com

كَانَ أَوَّلُ مَنْ أَخَذَ مِنْهُ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ [1]

''بلاشبہ تمھارے بھائی کے بیٹے حسن بن علی نے مال جمع کیا ہے اور وہ اس کو تمھارے درمیان تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس لوگ حاضر ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میں نے یہ مال فقرا کے لیے مال جمع کیا تھا، چنانچہ آدھے لوگ کھڑے ہو گئے اور سب سے پہلے جس نے ان سے مال لیا وہ اشعث بن قیس تھے۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب میں ایک منفرد واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینے کے ایک باغ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہا تھا تو اس کے قریب ایک کتا آ کر بیٹھ گیا...... اب اس غلام نے کیا کیا......؟ اللہ اللہ...... غور فرمائیں!

يَأْكُلُ مِنْ رَغِيفٍ لُقْمَةً وَيُطْعِمُ كَلْبًا هُنَاكَ لُقْمَةً

وہ روٹی سے ایک لقمہ خود کھاتا اور وہاں سے کتے کو ایک لقمہ کھلاتا۔''

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھتے رہے اور بالآخر قریب جا کر پوچھتے ہیں کہ تو نے یہ ایسا کیوں کیا......؟ وہ کہنے لگا: شہزادے! مجھے شرم آ گئی کہ میں کھاتا رہوں اور میرے پاس کتا بھوکا رہے...... آخر وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔

غلام کے منہ سے یہ جملہ سننے کی دیر تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ایمان آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا...... آپ رضی اللہ عنہ اس کی انسانیت اور اس کے ایثار سے بہت

---

[1] الطبقات الکبریٰ: 1/ 278

Marfat.com

زیادہ خوش ہوئے، اس غلام کو اس کے مالک سے خریدا اور جس باغ میں وہ کام کرتا تھا وہ باغ بھی خرید لیا...... فَأَعْتَقَهُ وَمَلَّكَهُ الْحَائِطَ [1] اور اس کو آزاد کر کے باغ کا مالک بنا دیا......اللہ اکبر!

لیکن وہ غلام اس قدر اللہ والا اور آخرت پسند تھا کہ اس نے وہ باغ اللہ کی راہ میں خیرات کرتے ہوئے اللہ سے جنّت کا سودا کر لیا۔اللہ اکبر

سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ کیا ہمارے معاشرے میں مندرجہ بالا کردار موجود ہے؟ کیا ہمارے ہاں بھی کسی بھوکے ضرورت مند کا اسی طرح لحاظ رکھا جاتا ہے؟ کیا ہمارے معاشرے کے مال دار لوگ اسی طرح سخاوت کرتے ہیں؟

بہرصورت اختصار کے پیش نظر ہم نے تاریخ کے اوراق سے آپ کی سخاوت کے متعلق چند باتیں چنی ہیں، ورنہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور بے دریغ خرچ کرنا اس قدر مشہور ہو چکا تھا کہ جب بھی کوئی ضرورتمند مدینے میں آتا تو اس کو یہی آواز سننے کو ملتی:

عَلَيْكَ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہما

"ابوطالب کے پوتے، علی کے بیٹے حسن کو لازم پکڑو۔"

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ عبادت:

ہم یہ بات اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ آل رسول کی عزت وعظمت اور آل علی رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبے کو بیان کرنے میں وہی لوگ غفلت کا شکار ہیں

---

[1] البدایۃ والنہایۃ: 4/196

Marfat.com

جنھوں نے گہرائی سے ان کی سیرت اور ان کے کردار کا مطالعہ نہیں کیا...... وگرنہ اللہ کی قسم......! جو ایک مرتبہ ان کی عملی زندگی کا گہرائی سے مطالعہ کر لیتا ہے وہ عجیب لذت اور چاشنی محسوس کرتا ہے اور یہ سوچ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے کہ واقعۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد علم و فضل اور کردار کے لحاظ سے آسمان کی بلندیوں پر فائز ہے۔

عبادت کے حوالے سے بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے عظیم مرتبے پر فائز تھے، بلاشبہ ایک عارف باللہ انسان تھے، قیام اللیل، نمازِ تہجد، نفلی روزے اور حج وعمرے آپ کے معمول میں شامل تھے۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں:

فَكَانَ عَابِدًا بِمَعْرِفَةٍ ، مُقْبِلًا عَلَى اللهِ بِيَقِيْنٍ مُدْبِرًا عَنِ الدُّنْيَا وَشَوَاغِلِهَا بِرَضَا وَاطْمِنَانًا

''آپ پوری معرفت وبصیرت کے ساتھ عبادت کرنے والے، پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے، دنیا ودنیا کے مشاغل سے آپ نے پوری خوشی کے ساتھ پیٹھ پھیر لی تھی۔''

رات کا لمبا حصہ عبادت کرنے کے باوجود سورج نکلنے تک مسجد نبوی میں بیٹھے ذکر اذکار میں مصروف رہتے تھے۔

وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَجْلِسُ فِيْ مُصَلَّاهُ يَذْكُرُاللهَ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ مَنْ يَجْلِسُ مِنْ سَادَاتِ النَّاسِ يَتَحَدَّثُوْنَ عِنْدَهُ

Marfat.com

ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَدْخُلُ عَلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَرُبَمَا أَتحَفَنَهُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ إِلَى مَنْزِلِهِ [1]

''حسن بن علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں صبح کی نماز ادا کرتے تو سورج بلند ہونے تک مصلے پر بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے تھے، اسی دوران بعض قبائل کے سردار بھی آپ کے اردگرد جمع ہوجاتے اور آپ کے پاس علمی باتیں کرتے، پھر آپ کھڑے ہوتے، امّہات المومنین کے پاس جاتے، ان کو سلام کرتے اور کبھی کبھار ان کو تحائف بھی دیتے، پھر اسکے بعد اپنے گھر جاتے۔''

صبح وشام کے مکمل اذکار پوری یکسوئی اور پابندی کے ساتھ کیا کرتے تھے،

وَقَدْ لَازَمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مَا ثَبَتَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ مِنْ أَوْرَادٍ وَأَذْكَارٍ وَأَدْعِيَةٍ [2]

''اور تحقیق حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت شدہ اوراد، اذکار اور دعاؤں کو لازم کیا ہوا تھا۔''

مسنون اذکار کے ساتھ ساتھ اپنے الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کو بیان کرتے رہتے تھے۔

وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَقُوْلُ: إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

---

[1] البدایۃ والنہایۃ: 11/193-194

[2] عیون الاخبار: 3/5، الحسن وشخصیۃ: 230

Marfat.com

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِاللّٰهِ الْأَعْظَمِ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُوَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

جب سورج طلوع ہوتا تو حسن بن علی فرمایا کرتے تھے سننے والے نے بڑے اللہ کی تعریف کو سن لیا۔ جس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے۔ اور وہ ہر چیز ہمیشہ قدرت رکھنے والا ہے۔"

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِاللّٰهِ الْأَمْجَدِ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُوَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [1]

سننے والے نے بزرگی والے اللہ کی تعریف کو سن لیا۔ جس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے۔ اور وہ ہر چیز ہمیشہ قدرت رکھنے والا ہے۔

اور اسی طرح اہل تاریخ نے آپ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ بیت اللہ کا حج کیا، اہل تاریخ لکھتے ہیں: وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ كَثِيْرَ الْحَجِّ "حسن بن علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حج والے تھے" ایک تعداد کے مطابق آپ نے کم و بیش پچیس حج کیے، زیادہ تر آپ پیدل حج کیا کرتے تھے، سائل نے دریافت کیا کہ آپ سواری کی سہولت کے باوجود پیادہ حج کیوں کرتے ہیں......؟ آپ فرمانے لگے: ادنیٰ غلام اپنے عظیم مولا کے سامنے سوار ہو کر نہیں بلکہ پیادہ جاتا ہی اچھا لگتا ہے۔

---

[1] الطبقات الکبریٰ: 1/291

Marfat.com

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ

وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ كَثِيْرَ الْحَجِّ ، فَقَدْ قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ مَا نَدِمْتُ عَلٰى شَيْءٍ فَاتَنِيْ فِيْ شَبَابِيْ إِلَّا إِنِّيْ لَمْ اَحُجَّ مَاشِيًا وَلَقَدْ حَجَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ حَجَّةً مَاشِيًا وَإِنَّ النَّجَائِبَ لَتُقَادُ مَعَهُ [1]

''حسن بن علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حج والے تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنی جوانی میں کسی چیز کے رہ جانے پر پشیمان نہیں ہوا، سوائے اس بات کے کہ میں نے پیدل چل کر حج نہیں کیا اور البتہ تحقیق حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیدل چل کر کیے تھے اور جب کہ عمدہ سواریاں ان کے ساتھ ہوتی تھیں۔''

مندرجہ بالا کردار کی روشنی میں آپ باآسانی جان سکتے ہیں کہ جنّتی شہزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کس قدر عاجزی وانکساری کے پیکر اور اللہ والے عظیم انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی یہی کردار نصیب فرمائے۔ آمین!

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا شدید خوفِ خدا:

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمہ صفت موصوف انسانِ کامل تھے، والد اور نانا کی تربیت کا مزاج پر بڑا گہرا اثر تھا، ساری زندگی صدقات وحسنات میں بسر کردی، دنیا

[1] سیر اعلام النبلاء:3/260، الاصابہ:1/329

Marfat.com

کی محبّت کو قریب تک نہ پھٹکنے دیا۔ جی بھر کے اللہ کی عبادت کرنے والے جنّت کے یہ سردار اس قدر اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور قدرت سے لرزہ براندام رہتے تھے۔

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں :

وَلِهٰذَا كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ وَفَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ: حَقٌّ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّدْخُلَ عَلٰى ذِي الْعَرْشِ أَنْ يَّتَغَيَّرَ لَوْنُهُ [1]

''اور یہی وجہ تھی کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ وضو کرتے تھے اور اپنے وضو سے فارغ ہوتے تو ان کی رنگت تبدیل ہو جاتی، ان کو اس کے متعلق کہا گیا تو انھوں نے فرمایا: ہر اس بندے کے لیے لازم ہے جو عرش والے کے ہاں جائے یہ کہ اس کی رنگت تبدیل ہو۔''

یہاں ایک روحانی نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں اور آپ خود بھی غور فرمالیں کہ جن لوگوں کے وضو کی مندرجہ بالا کیفیت تھی ان لوگوں کے رکوع وسجود اور قیام کا کیا عالم ہوگا......؟ اور وہ کتنے عظیم لوگ ہوں گے۔ صلوۃ اللہ علیہم وسلامہ

اور اسی طرح طبقات ابن سعد میں ہے:

مَا رَأَيْتُ أَخْوَفَ مِنَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَأَنَّ النَّارَ لَمْ تُخْلَقْ إِلَّا لَهُمَا [2]

''میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ ڈرنے والا

---

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان: 79/2

[2] الطبقات الکبریٰ: 398/5

Marfat.com

شخص کوئی نہیں دیکھا (وہ تو ایسے ڈرتے تھے) گویا کہ آگ انھی دونوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔"

آج بعض احباب اہل بیت کے ساتھ محبّت وعقیدت کے بلند و بانگ دعوے تو کرتے ہیں مگر ان کی سیرت کی ایک جھلک بھی ان کے اندر نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو با کردار مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وفات کے قریب آپ کی حالت کو بیان کرتے ہوئے اہل علم نے لکھا ہے کہ

لَمَّا اشْتَدَّ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الوَجَعُ جَزِعَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا هٰذَا الْجَزَعُ ؟ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تُفَارِقَ رُوْحُكَ جَسَدَكَ فَتَقْدُمُ عَلٰى أَبَوَيْكَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَعَلٰى جَدَّيْكَ النَّبِيِّ ﷺ وَخَدِيْجَةَ وَعَلٰى أَعْمَامِكَ حَمْزَةَ وَجَعْفَرٍ وَعَلٰى أَخْوَالِكَ الْقَاسِمِ والطَّيِّبِ وَإِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى خَلَاتِكَ رُقَيَّةَ وَأُمِّ كُلْثُوْمٍ وَزَيْنَبَ قَالَ فَسُرِّيَ عَنْهُ [1]

جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی تکلیف بڑھ گئی اور انہوں نے گھبراہٹ محسوس کی تو اسی دوران ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے ابو محمد......! یہ گھبراہٹ کیا ہے......؟ ابھی آپ کے جسم سے روح جدا ہو گی تو سامنے اپنے والدین، علی و فاطمہ، اپنے نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نانی خدیجہ، اپنے چچا حمزہ وجعفر اپنے ماموں قاسم طیب اور ابراہیم، اپنی خالائیں رقیہ، امّ کلثوم اور زینب کو پائیں

[1] البدایہ والنہایہ: 11/210، بعض روایات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والے شخص کا نام حسین بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

گے۔ یہ سنتے ہی آپ کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔

فرزندانِ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کی تھیں، جہاں آپ خوبصورت تھے، وہاں حسب ونسب اور مال وحشمت کے لحاظ سے بھی بلند پایہ تھے اور اسی وجہ سے اہل اسلام کی خواتین جنّتی شہزادے کے نکاح میں آنا اپنے لیے سعادت سمجھتی تھیں۔

مجھے بہت حیرت ہوئی کہ ایک ناصبی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک کہہ اٹھا کہ حسن نے سوائے شادیوں کے اور کیا کیا ہے......؟ اناللہ وانا الیہ راجعون

نہ جانے ان بدنصیبوں کو ایسی بے تکی باتیں کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی......؟ کبھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے درپے ہوتے ہیں اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت کو داغدار کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

مشہور سیرت نگار امام اہل حدیث حضرت سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

①......زید	②......حسن مثنیٰ	③......حسین
④......طلحہ	⑤......اسماعیل	⑥......عبداللہ
⑦......حمزہ	⑧......یعقوب	⑨......عبدالرحمن
⑩......ابوبکر	⑪......قاسم	⑫......عمر

بیٹیوں میں

①......فاطمہ	②......ام سلمہ	③......ام عبداللہ

Marfat.com

④......ام الحسین رملہ ⑤......ام الحسن

امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسل چار فرزندوں یعنی زید، حسن مثنیٰ، حسین الاثرم اور عمر سے جاری ہوئی تھی، مگر حسین اور عمر کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب دنیا میں زید اور حسن مثنیٰ کی اولاد باقی ہے۔ اولادِ حسن علیہ السلام میں سے عمر اور قاسم اور عبد اللہ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ [1]

جنازہ وشہادت:

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ عراق میں گزارا تھا، لیکن آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بعد کوفہ چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے۔ جیسا کہ مورخین نے لکھا ہے:

تَرَكَ الْحَسَنُ الْكُوْفَةَ بَعْدَ تَنَازُلِهِ لِمُعَاوِيَةَ وَرَجَعَ بِمَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَبَنِيْ هَاشِمٍ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَاسْتَقَرَّ بِهَا [2]

”حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بعد کوفہ چھوڑ دیا تھا اور آپ اپنے تمام ساتھیوں اور بنی ہاشم سمیت مدینہ طیبہ لوٹ آئے تھے اور پھر وہیں ٹھہر گئے۔“

اپنے نانا کے شہر میں آنے کے بعد آپ نے نہایت پاکیزہ اور مبارک زندگی

[1] رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم 2/116، بحار الانوار: 173-163/44

[2] انظر: کتب التاریخ فی ذکر ترجمتہ

Marfat.com

بسر کی، مدینہ طیبہ میں آپ کے اردگرد ہر طرف عقیدت مندوں کا جھرمٹ ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فاطمہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ہر کوئی محبّت وعقیدت کے پھول نچھاور کرتا تھا، بالآخر آپ نے مدینہ طیبہ میں ہی سعادت اور عظمت کی شہادت پائی اور اس بارے میں تمام اہل علم اچھی طرح واقف ہیں کہ اگر کسی نیک انسان کو مدینہ طیبہ میں موت آجائے تو اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کی 47 بہاریں دیکھیں، مستند روایات میں ہے کہ

تُوُفِّيَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ ابْنُ سَبْعٍ وَأَرْبَعِيْنَ [1]

''سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ، (47) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔''

یہ تو حقیقت ہے کہ دنیا میں ہر شخص جانے کے لیے ہی آتا ہے، عام نیک لوگوں کے جنازوں پر خلق خدا سیلاب کی طرح امڈ آتی ہے لیکن جب نواسۂ رسول جگر گوشہ فاطمہ بتول، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہوگا تو یقیناً مدینہ اپنی وسعتوں کے باوجود تنگیٔ داماں ہی کا شکار ہوا ہوگا، آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً 49 یا 50 ہجری کو بوجہ زہر شہادت پائی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَبِالنِّسْبَةِ لِسَمِّ الْحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَنَحْنُ لَا نُنْكِرُ هٰذَا فَإِذَا ثَبَتَ أَنَّهُ مَاتَ مَسْمُوْمًا فَهٰذِهِ

---

[1] معجم الکبیر: 3/71، نمبر 2693، اس کی سند صحیح ہے۔ بعض روایات میں اڑتالیس سال کا ذکر بھی موجود ہے۔

Marfat.com

شَهَادَةٌ لَّهُ وَكَرَامَةٌ فِيْ حَقِّهِ [1]

''جہاں تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے کی بات ہے تو ہم اس کا انکار نہیں کرتے، جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ بلاشبہ انھوں نے زہر کی وجہ سے موت پائی تھی، پس یہ ان کے لیے شہادت ہے اور کرامت۔''

اسی طرح ماہر علم الرجال حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَاتَ شَهِيْدًا بِالسَّمِّ [2]

''وہ شہید فوت ہوئے زہر کے ساتھ''

معروف محقق، مؤرخ اور سیرت نگار، دکتور علی محمد صلابی بھی اسی مسئلہ میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَهٰكَذَا خَرَجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مِّنَ الدُّنْيَا شَهِيْدًا بِأَيْدِى الْغَدَرِ وَالْخِيَانَةِ [3]

''اور اسی طرح حسن بن علی رضی اللہ عنہ دنیا سے شہادت پا کر گئے، اہل غدر خیانت کے ہاتھوں۔''

---

[1] منہاج السنۃ: 42/4

[2] تقریب التہذیب، ترجمہ حسن

[3] امیر المومنین الحسن ابن علی شخصیتہ وعصرہ: 446

Marfat.com

یاد رہے......! سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زہر کی نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا قطعاً غلط بلکہ تہمت ہے۔ تفصیل کے لیے کتب تاریخ دیکھیں،

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ عالم الغیب نہیں تھے اگر غیب جانتے ہوتے تو زہر نگلتے......؟

ہمارے ہاں بعض لوگ عقیدت میں آ کر عقیدے کی حدود کو بھی پھلانگ جاتے ہیں، سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو عالم الغیب، مشکل کشا یا رافع البلا کہنا بلاشبہ شرکیات میں شامل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ خاندانِ رسالت کے عظیم چشم و چراغ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی بہت زیادہ مشابہت اور نسبت تھی، اس لیے جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی نمازِ جنازہ کے لیے اصحابِ رسول، تابعین کرام اور تبع تابعین عظام کا سیلاب امڈ آیا، ہر طرف لوگ ہی لوگ تھے، ہم نے دیکھا ہے کہ عام اہل علم جب دنیا سے جاتے ہیں تو ان کے جنازے میں لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ تھا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جگر گوشہ تھا......

وَقَدِ اجْتَمَعَ النَّاسَ لِجَنَازَتِه ، حَتّٰى مَا كَانَ الْبَقِيْعُ يَسَعُ اَحَدًا مِنَ الزِّحَامِ [1]

جنازے میں اتنے لوگ جمع تھے کہ بقیع کے قبرستان میں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

آپ کا جنازہ مدینہ کے گورنر سعید بن عاص نے پڑھایا، جس طرح کہ روایت میں موجود ہے ابو حازم کہتے ہیں:

---

[1] البدایہ والنہایہ ج12 ص211

Marfat.com

فَرَأَيْتُ الحسَيْنَ يَقُوْلُ لِسَعِيْدِ بْنِ عَاصٍ وَيَطْعَنُ فِيْ عُنُقِهِ تَقَدَّمْ فَلَوْلَا سُنَّةٌ مَا قُدِّمْتَ يَعْنِيْ فِي الصَّلَاةِ [1]

''میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ سعید بن عاص سے کہہ رہے تھے، گردن سے دھکیل کر کہ، آگے بڑھ...... اگر سنّت نہ ہوتی تو آگے نہ کیا جاتا، یعنی نمازِ جنازہ میں۔''

بالآخر مدینہ میں طلوع ہونے والا یہ سورج مدینہ میں ہی غروب ہوگیا۔

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقام اہل حدیث کی نظر میں:

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمارا یہ موقف ہے کہ آپ سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے پہلے بیٹے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نواسے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق ساری زندگی بسر کی ہے، آپ نیک نامی میں اپنی مثال آپ ہیں اور بلاشبہ جنتی جوانوں کے سردار بھی ہیں، آپ سے بغض رکھنا موجبِ لعنت ہے آپ سے عقیدت ومحبّت موجبِ رحمت ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور دکتور صلابی کا قول:

ہمارے اسلاف میں سے جس امام ومورخ نے بھی آپ کا ذکر شروع کیا تو مدح وستائش سے اس کا قلم جھوم اٹھا، ضیافتِ طبع کے لیے چند اقتباسات پیش خدمت

[1] مستدرک حاکم: 3/171، مسند احمد: 2/531 ، سنن البیہقی: 4/8

Marfat.com

ہیں۔علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں کہ

''آپ امام، سردار، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہکتے پھول، آپ کے نواسے، جوان جنتیوں کے سردار، ابو محمد، قرشی، ہاشمی، مدنی اور شہید فی سبیل اللہ ہیں۔'' [1]

ماہرِ رجال امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ اور انداز پر غور فرمائیں:

وَكَانَ هٰذَا الْأِمَامُ سَيِّدًا وَسِيْمًا ، جَمِيْلًا، عَاقِلاً، رَزِيْنًا ، جَوَّادًا ، مُمَدَّحًا ، خَيْرًا ، دَيِّنًا وَرِعًا مُحْتَشِمًا ، كَبِيْرَ الشَّأْنِ [2]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے امام، سردار، حسین وجمیل، عقل مند، سمجھدار، سخی، نا قابل تعریف، نیک سیرت، دیندار، پرہیزگار، صاحب وجاہت اور بڑی شان والے تھے۔

عظیم محقق اور مورخ ڈاکٹر علی محمد صلابی فرماتے ہیں:

''کہ خلفائے راشدین میں سے پانچویں ہیں۔'' [3]

اور ہمارے شیخ مکرم اثری صاحب حفظہ اللہ، حبیب الرحمان کاندھلوی دیوبندی کی حسنین دشمنی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ ہم اسے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے عداوت اور ناصبیت نہ کہیں

---

[1] السیر: 3/246

[2] السیر: 3/246

[3] الحسن بن علی شخصیتہ وعصرہ: 17

Marfat.com

تو اور کیا کہیں......؟ ''

مندرجہ بالا بیان کردہ تمام احادیث، واقعات اور صحابہ وتابعین کے اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں، ہمارے جنّتی سردار ہیں اور ہم ان کے ساتھ محبّت وعقیدت کو فرض سمجھتے ہیں

اللھم صلّ علیہ دائمًا اَبدًا

آمین ثم آمین

★★★★
★★★
★★
★

Marfat.com

سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

Marfat.com

مختصر تعارف

مکمل نام:	حسین بن علی بن ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہما
کنیت:	ابو عبداللہ
جائے پیدائش:	مدینہ طیبہ
تاریخ پیدائش:	شعبان 4 ہجری، 4 جنوری 626 م
حسن سے چھوٹے:	تقریباً ایک سال
آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں کتنی عمر کے تھے:	کم و بیش 6 سال
حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے رشتہ:	دوسرے بیٹے
اولاد:	چار بیٹے دو بیٹیاں
جائے شہادت:	ملک عراق میدانِ کربلا
تاریخ شہادت:	10 محرم 61 ہجری
کہاں دفن ہوئے:	سرزمین کربلاء

Marfat.com

نام حسین رضی اللہ عنہ بھی انتخابِ پیغمبر:

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر سے جب دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو پہلے کی طرح اس کا نام بھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک روایت کے مطابق حرب رکھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خداوندی کے مطابق پہلے نواسے کی طرح دوسرے کا نام بھی خود ہی تجویز فرماتے ہوئے ''حسین'' رکھا۔ آپ پڑھ چکے ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یقیناً یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ ہی کی طرف سے تھا۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی گڑتی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دی ہوئی ہوگی۔ جیسا عمومی دلائل سے معلوم ہوتا ہے۔

عقیقہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ، سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کم وبیش ایک سال چھوٹے تھے، جس طرح ولادتِ حسن رضی اللہ عنہ پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیقہ کیا، اسی طرح سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف سے عقیقہ کیا، جس کی وضاحت وصراحت تیسرے باب شان الحسنین علیہما السلام میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

نانا سے مشابہت:

خادمِ رسول سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کم وبیش دس سال آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گزارے، لمبا عرصہ دربارِ رسالت کی فیوض وبرکات کو اپنے دامن میں سمیٹتے رہے، اس قدر عالی مرتبت صحابی بیان فرماتے ہیں:

Marfat.com

أُتِيَ عُبَيْدُاللهِ بْنَ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ : كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ [1]

''جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس ایک طشت میں حضرت حسین علیہ السلام کا سر مبارک لایا گیا تو وہ (بدبخت) اس پر لکڑ سے مارنے لگا اور آپ کے حسن وخوبصورتی کے بارے میں کچھ کہا، اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ کا سر وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔''

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: بِقَضِيْبٍ فِيْ اَنْفِهِ وَيَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذا حُسْنًا لَمْ يُذْكَرْ قَالَ: قُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ [2]

''میں ابن زیاد کے پاس تھا جب اس کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ چھڑی کے ساتھ آپ کی ناک پر مارتے ہوئے (بطورِ تحکم) کہنے لگا: میں نے اس جیسا حسن نہیں دیکھا، اس کا ذکر کیوں ہوتا

---

[1] صحیح البخاری:3748،

[2] جامع الترمذی:3778

Marfat.com

ہے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یہ تو ان میں سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔"

حدیث صحیح سے واضح ہوا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے، عکس رسالت کی جھلک تھے، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے، عکسِ رسالت کی جھلک تھے، سیّدنا حسنین رضی اللہ عنہما کی مشابہت کا تذکرہ کرتے ہوئے سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى أَشْبَهِ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ عُنُقِهِ اِلَى وَجْهِهِ وَشَعْرِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى أَشْبَهِ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ عُنُقِهِ إِلَى كَعْبِهِ خَلْقًا فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ [1]

"جو چاہے کہ گردن، چہرہ اور بالوں کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ کسی کو دیکھے تو وہ حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے اور جو چاہے کہ گردن سے ٹخنوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ کسی کو دیکھے تو وہ حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔"

محبِّ حسین رضی اللہ عنہ سے اللہ محبت فرمائے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے، ایک موقع پر

[1] کتاب الشریعہ، باب الحسن والحسین: 5/2146

Marfat.com

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبّت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبّت فرمائیں گے، اسے اپنا محبوب بنالیں گے۔ سبحان اللہ!

سیّدنا حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى طَعَامٍ دُعُوْا لَهُ فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السِّكَّةِ قَالَ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَ الْقَوْمِ وَبَسَطَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَفِرُّ وَهٰهُنَا وَيُضَاحِكُهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهُ فَجَعَلَ إِحْدٰى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقَنِهِ وَالْأُخْرٰى فِيْ فَأْسِ رَأْسِهِ فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: حُسَيْنٌ مِّنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ [1]

”چند صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دعوت پر گئے، جس کے لیے مدعو کیے گئے تھے پس اچانک حضرت حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے تھے، صحابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے ہاتھوں کو پھیلایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ (نانا جان کو دیکھ کر) ادھر اُدھر اچھلنے، کودنے لگے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو ہنسا رہے تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو پکڑا اور اپنا

---

[1] ابن ماجہ: 1/15، صحیح سنن الترمذی: 4/204، سلسلہ احادیث صحیحہ: 3/229
مسند احمد: 17561۔ اور صحیح ابن حبان: 6971 میں مندرجہ ذیل ایمان افروز الفاظ ہیں: وَضَعَ فَاهُ عَلٰى فِيْهِ ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منہ مبارک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے منہ پر رکھا...... اللہ اکبر! سلام ہو ایسے چہرے پر

Marfat.com

ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے اور ایک سر کے پچھلی طرف رکھا اور (رخسار حسین پر) بوسہ دیا اور فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبّت کرے جو حسین سے محبّت کرتا ہے، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔"

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین ایسے جاندار اور شاندار جملے ارشاد فرمائے جس سے عظمتِ حسین رضی اللہ عنہ کی انتہا فرمادی۔

حُسَيْنٌ مِّنِّىْ وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْن

"حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔"

کیا مطلب......؟ یعنی حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں، جیسے ہم بھی فرطِ محبّت میں کہہ دیتے ہیں کہ تیرے اور میرے درمیان کیا فرق ہے......؟ آپ تو میرے اپنے ہیں اور یہ جملہ ہمیشہ اسی شخص کے لیے بولا جاتا ہے جس سے محبّت کی انتہا ہو اور سیرت کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے انتہا درجے کی والہانہ محبّت تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا

"حسین رضی اللہ عنہ سے محبّت کرنے والے سے اللہ محبّت فرمائے"

کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کا دل حب حسین سے سرشار ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا حقدار ہے اور کس قدر بدبختی اور بدنصیبی ہے اس

Marfat.com

شخص، اس مقرر، اس محقق اور اس مورخ کے لیے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص کے لیے ہمہ وقت سہاروں کی تلاش میں رہتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ

سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاط

''نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔''

اس حدیث کی شرح میں شارح سنن ابی ماجہ لکھتے ہیں کہ

''سبط کے معنی نواسہ ہیں مگر اس کا اطلاق قبیلے پر بھی ہوتا ہے، اس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ اکیلے ہی ایک قبیلے کی سی شان کے حامل ہیں جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ایک امت کی شان رکھتے ہیں۔ [1]

یہ جملہ بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کو چار چاند لگا دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے عظیم صحابیٔ رسول، نواسۂ رسول، جگر گوشۂ فاطمہ بتول کی دل وجان سے تکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے، مستدرک حاکم میں سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَامِلُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِي
وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ [2]

---

[1] سنن ابن ماجہ مترجم جلد 1 ص 204، طبع دار السلام

[2] مستدرک حاکم: 177/3

Marfat.com

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھائے فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبّت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبّت فرما۔''

جبریل علیہ السلام کہہ رہے ہیں حسین (رضی اللہ عنہ) تم پکڑو!

تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے میں اکثر اوقات فرشتوں کا آنا جانا رہتا تھا، جبریل آتے اور کبھی دیگر رحمت کے فرشتے اللہ کی رحمتوں کے پیغام لے کر اترتے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حسن درجے کی حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو پیار کر رہے تھے اور ان کا آپس میں مقابلہ کروا رہے تھے اور آپ کہہ رہے تھے:

حسن ایسے پکڑو، ...... حسین اس طرف سے پکڑو......

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف زیادہ جھکاؤ کر رہے ہیں تو سیّدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ حسن کی مدد کر رہے ہیں......؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا:

إِنَّ جِبْرِيْلَ يَقُوْلُ : خُذْ يَاحُسَيْنُ ... !

''بلاشبہ جبریل کہہ رہا ہے: اے حسین تم بھی پکڑو۔'' [1]

واہ سبحان اللہ......! قربان جائیں حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت پر کہ جن سے

---

[1] سیر اعلام النبلاء: 3/266

Marfat.com

آسمان کے فرشتے بھی پیار کرتے ہیں...... جن سے اظہارِ محبّت کرتے ہوئے جبریل بھی کہتا ہے: اے حسین تم بھی پکڑو......! اللہ، اللہ!

دنیا میں جنّت کا مہمان دیکھ لو:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنّت کی بشارت دی اور ان کے جنّتی ہونے کا اعلان فرمایا۔ انہی خوش نصیب اصحابِ رسول میں سیّد حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کہ جن کے جنّتی ہونے کی گواہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبانِ رسالت سے خود دی۔

حدیث صحیح میں سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ [1]

"جس کو پسند ہو کہ وہ اہل جنّت میں سے ایک آدمی کو دیکھے، پس حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔" سبحان اللہ!

قارئین کرام......! سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب اہل بیت میں سے ہیں جن کے جنّتی وبہشتی ہونے کی بشارت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود دی۔ اس سے بڑھ کر سعادت مندی وخوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے......؟ اللہ تعالیٰ مبشر بالجنۃ

---

[1] مجمع الزوائد: 9/192، امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رجالہ رجال الصحیح، مسند ابی یعلی: 3/397 المسند بتحقیق الاثری: 2/348، صحیح موارد الظمان: 2/368، سلسلہ احادیث صحیحہ: 7/1732

Marfat.com

سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر کروڑ ہا رحمتیں اور بخششیں نازل فرمائے اور ہمیں ان سے عقیدت رکھنے کی اور محبّت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

کاندھلوی صاحب کی خیانت:

شانِ حسنین رضی اللہ عنہما پر مشتمل احادیث پڑھ کر ایک سچے محبِّ رسول کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور بسا اوقات آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں مگر محرومیٔ قسمت کہ بعض ناصبی حضرات فضائل حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق وارد روایات کو برداشت نہیں کرتے بلکہ ان کی موشگافیاں پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان شہزادوں کی فضیلت میں آنے والی حدیث ان کے آنگن میں آگ لگا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی احادیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتے ہیں اور حضرات محدثین کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے بھی ذرّہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ یہاں پر سبطٌ من الاسباط کے حوالے سے میں اس تعصب وہٹ دھرمی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کا اظہار حبیب الرحمن صدیقی کاندھلوی نے اپنی کتاب ''مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت'' حصہ سوم میں کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

> ''قرآن میں اسباط نواسے کے معنی میں نہیں آیا بلکہ ہر مقام پر پوتے کے معنی میں آتا ہے، نیز ہر وہ روایت جس میں لفظ سبط نواسے کے معنی میں ہو شیعہ کی اختراع ہے اور اس میں تشیع کارفرما ہے اور اس لفظ کا وجود روایت کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔'' [1]

---

[1] مذہبی داستانیں: 3/599

Marfat.com

کاندھلوی صاحب کا یہ کہنا سراسر مبنی بر جہالت ہے یا تجاہل عارفانہ ہے وگرنہ لغتِ عرب میں سبط، پوتوں اور نواسوں دونوں کے لیے مستعمل ہے۔قرآن مجید میں اگرچہ نواسہ کے معنی میں نہیں آیا، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا یہ معنی ہے ہی نہیں۔ مشہور کتاب ''تاج العروس'' میں ماہر لغت عرب السیّد مرتضیٰ الزبیدی فرماتے ہیں:

كلامُ الأئمةِ صَرِيْحٌ أَنَّهُ يَشْمُلُ وَلَدَ الِابْنِ والِابْنَةِ

''لفظ سبط بیٹے و بیٹی دونوں کی اولاد کو شامل ہے بلکہ نواسوں پر اس کا اطلاق ہی زیادہ مشہور ہے۔

وَهٰذَا الْقَوْلُ الاخيرُ هُو الْمَشْهُوْر عِنْد العَامّةِ

مزید دیکھیں [1]

مشہور لغوی محمد بن مکرم الانصاری المعروف ابن منظور اپنی معروف زمانہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ سبط(ولد الابن والابنة)پوتوں،نواسوں دونوں کے لیے ہے۔ [2]

اور المعجم الوسیط:1/414 میں بھی یہی عبارت ہے کہ (السِبط ولدُ الابن والابنة) نیز یاد رہے کہ کتب تفسیر کا مطالعہ کرنے والے حضرات جانتے ہیں کہ نواسے بھی اپنے نانا کی اولاد میں شریک ہوتے ہیں۔

صحیح مسلم سمیت احادیث کی دیگر مشہور کتب میں اور تاریخ کے اوراق پر یہ

---

[1] تاج العروس:5/148

[2] لسان العرب:9/181

Marfat.com

بات بالکل واضح ہے کہ حجاج بن یوسف بہت بڑا ظالم، سفّاک اور خونخوار درندہ تھا، جہاں یہ شقی القلب ہے وہاں آل رسول اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بہت بڑا دشمن بھی تھا۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس ظالم کی مجلس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو اس نے کہا: لَمْ يَكُنْ مِنْ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ''وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے نہیں ہیں''...... ابھی یہ ناپاک بول اس کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ حضرت امام یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے: كَذَبْتَ أَيُّهَا الأَمِيْرُ ! [1] ''اے امیر! تو نے جھوٹ بولا ہے۔'' حجاج نے جب یہ بول سنا تو فوراً سٹپٹا اٹھا اور حسبِ عادت غضبناک، جابرانہ انداز میں کہنے لگا: میرے پاس دلیل لاؤ، ورنہ میں تجھے لازمی طور پر قتل کردوں گا...... تو امام یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ انعام کی آیت نمبر 85 تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد قرار دیا گیا ہے......

امام صاحب فرمانے لگے: بتلاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ یہ عالمانہ وفقیہانہ جواب سن کر ظالم حیران رہ گیا۔ لیکن اس کے باوجود اس ظالم نے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے امام یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ کو خراسان کی طرف جلاوطن کر دیا۔

اس واقعہ کو امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں نقل فرمایا ہے اور اسی طرح امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَعُدَّ عِيْسٰى مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيْمَ وَإِنَّمَا هُوَ ابْنُ

---

[1] المستدرک علی الصحیحین: 4/153 تحت رقم الحدیث: 4825

Marfat.com

الْبِنْتِ فَأَوْلَادُ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا ذُرِّيَّةُ النَّبِيِّ ﷺ وَبِهٰذَا تَمَسَّكَ مَنْ رَأَى أَنَّ وَلَدَ الْبَنَاتِ يَدْخُلُوْنَ فِيْ إِسْمِ الْوَلَدِ [1]

''عیسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ وہ بیٹی کے بیٹے ہیں، پس اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں شامل ہیں یہی ان حضرات کی دلیل ہے جو نواسوں کو اولاد میں شامل قرار دیتے ہیں۔''

مگر دعویٰ باطل کے مطابق مطلب کی عبارۃ نقل کرنا باقی تمام دلائل وقرائن اور حقائق وشواہد کو ہضم کر جانا کاندھلوی صاحب کی امتیازی خوبی اور عادت سیۂ ہے اور یاد رہے اسی مقام پر ہی نہیں کئی ایک مقامات پر کاندھلوی صاحب نے ذخیرہ حدیث کو داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور حسنین کریمین سے بغض وعناد ظاہر کیا ہے، اس مذموم کاوش کا مفصل تعاقب میرے مشفق بزرگ اور ممتاز عالم دین ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتاب ''احادیث صحیح بخاری ومسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش'' میں ملے گا۔

''سبط من الاسباط'' کا مفہوم بعض نے امت من الامم بھی کیا کہ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ خیر وبھلائی میں ایک امت ہیں یا آپ ﷺ حضرات انبیاء علیہم السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ [2]

---

[1] تفسیر الامام القرطبی تحت هذه الآیة

[2] النہایۃ لابن الاثیر: 3/153

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی پایہ تکمیل کو:

ذخیرہ حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سن 61ھ میں جس طرح بے دردی سے شہید کیا گیا اس کا تذکرہ سیّد المرسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ رسالت سے خود فرمایا اس ضمن میں کئی ایک احادیث مروی ہیں جو قوانین محدثین کے مطابق بالکل صحیح ہیں اور ائمہ محدثین نے انہیں صحیح تسلیم کیا ہے محض ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان صحیح احادیث کو تسلیم نہ کرنا یقیناً بہت بڑی جرأت و جسارت ہے۔ جس طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیگر پیش گوئیاں اپنے اپنے وقت پر سچ ثابت ہوئیں اسی طرح یہ پیش گوئی بھی برحق نکلی۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ بِيَدِهِ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ مَا هٰذَا...؟ قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَحَفِظْنَا ذَالِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدْنَاهُ قُتِلَ ذَالِكَ الْيَوْمَ [1]

''میں نے ایک دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس طرح

---

[1] مسند احمد: 2165، 2553، مسند احمد کے کبار محققین اس حدیث کی صحت کی اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسنادہ قوی علی شرط۔ ھدایۃ الرواۃ: 462/5۔ الشیخ البانی وصی، الشیخ زبیر علی زئی سمیت دیگر محدثین ومشائخ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سونے والا (خواب) دیکھتا ہے، پراگندہ اور خاک آلودہ پاؤں تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی بوتل تھی جس میں خون تھا میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے......؟ فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج چنتا رہا ہوں، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس دن کو یاد رکھا تو میں نے پایا کہ ان کو اس دن قتل کیا گیا۔"

امام اہل حدیث شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں:

"معلوم ہوا یہاں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رنج و غم و تکلیف ہوئی اس کا حال دریافت کر کے عالم ارواح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہوا اور مغموم ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد شمر اور خولی وغیرہ مردودوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رنج پہنچایا، پس مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی حرکت نہ کریں جس سے حضرت کے اہل بیت کو دنیا میں یا آخرت میں رنج پہنچے۔" [1]

اور اسی طرح ترجمان مسلک اہل حدیث علامہ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مخرج اور محقق کتاب "محبّت ہی محبّت" صفحہ: 105 پر اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین تھے۔"

---

[1] حاشیہ مشکوٰۃ مترجم، کتاب المناقب، مناقب اہل بیت، الفصل الثالث

Marfat.com

ایک روایت میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی کی طرف بایں الفاظ اشارہ کیا گیا حضرت عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ

سَارَ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰه عنہ وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ فَلَمَّا حَاذَى نِينَوى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّيْنَ فَنَادَى عَلِي رَضِيَ اللّٰه عنہ اصْبِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ إِصْبِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ بِشَط الْفُرَاتِ قُلْتُ: وَمَا ذَا ؟ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيْضَانِ قُلتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَغْضَبَكَ أَحَدٌ مَاشَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيْضَانِ قَالَ بَلٰى قَامَ مِنْ عِنْدِى جِبْرِيْلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِىْ أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِ الْفُرَاتِ قَالَ : هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ ، فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيْهَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا [1]

---

[1] مجمع الزوائد: 9/190، باب مناقب الحسین بن علی علیہما السلام، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
رواہ احمد وابویعلی والبزار والطبرانی ورجالہ ثقات۔ مسند ابی یعلی: 1/498، حدیث: 363، اس کی سند حسن ہے، واشار الشیخ الاثری الی کونہ حسنا۔ 1/206 حدیث: 358۔ کتاب الشریعۃ: 5/2175۔ باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقتل الحسین۔ الشیخ عبداللہ الدمیجی فرماتے ہیں اس کی سند حسن ہے، نیز الشیخ عبدالقادر جوندل والشیخ حسین سلیم احمد نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ ھامش المطالب العالیۃ: 8/249، باب مقتل حسین۔ محدث شہیر امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سلسلہ احادیث صحیحہ: 3/159، 1171 کے تحت ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے طہارت کا پانی اٹھاتے تھے وہ علی کے ساتھ سفر پر گئے اور صفین کو جاتے ہوئے جب مقام نینوی پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے ابوعبداللہ! اے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا، میں نے کہا یہ کیا بات ہوئی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے، رو رو کر آپ کی آنکھوں کی کیا حالت ہو چکی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: کیوں نہیں! ابھی جبرائیل میرے پاس سے گیا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا اور کہا: اگر آپ چاہیں تو میں وہاں کی مٹی آپ کو سونگھا دوں، میں نے کہا: ہاں! پس جبرائیل نے اپنے ہاتھ کو بڑھایا اور ایک مٹھی بھر مٹی پکڑی اور مجھے پکڑا دی، پس پھر میری آنکھیں قابو میں نہ رہیں حتی کہ آنسو بہہ نکلے۔''

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی خبر سن کر شدت غم و تاسف کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زاروقطار رو پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں قابو میں نہ رہیں۔

مگر افسوس......! کہ آج کا محقق ذکرِ شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی، سلطنت کا حریص اور خطا کار ثابت کرتا ہے اور اس المناک واقعہ

Marfat.com

پر افسردگی کی بجائے اس کے چہرے پر اس کے قلم سے گستاخی و بے ادبی کے جذبات اور جراثیم ظاہر ہوتے ہیں۔

یاد رہے...... ! سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق غیر مناسب رویہ ناصبی حضرات کا ہوتا ہے لیکن جہالت کی وجہ سے وہ اہل حدیث کے ذمہ ڈال دیا جاتا ہے۔ الحمدللہ کوئی ثقہ اہل حدیث عالم آپ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا، انہی نواصب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا تفضیل احمد ضیغم لکھتے ہیں:

''شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر بعض نام نہاد تحقیق نگاروں اور ناقدین نے اپنے قلم تیشے کی طرح استعمال کر کے عظمتِ حسین رضی اللہ عنہ کی بلند عمارت میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح بعض افسانہ نگاروں نے اسے داستانوں میں بدل دیا ہے۔'' [1]

امام العصر محدث الدھر شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ نے دیگر روایات کو بھی نقل فرمایا ہے جن میں دو مختصر درج ذیل ہیں:

أَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ أُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا (يعنى الحسين) فَقُلْتُ أَهٰذَا ؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَأَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ [2]

''میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب

---

[1] ہمیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟:78

[2] سلسلہ احادیث صحیحہ:2/464

Marfat.com

میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی میں نے کہا: کیا اس کو؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں! اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی لے کر آیا۔"

اسی طرح ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا فَقَالَ لِيْ: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُوْلٌ وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ بِهَا [1]

"میرے گھر میں ایک ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا اس نے کہا: یقیناً تمہارا بیٹا حسین قتل کردیا جائے گا اور اگر تو چاہے تو میں تجھے اس زمین کی مٹی دکھلاؤں جہاں پر قتل ہوگا۔"

اس ضمن میں عمارہ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جس روز حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو ہم خالد بن عرفطہ کے پاس تھے تو خالد نے ہمیں بیان کیا:

هٰذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِنَّكُمْ سَتُبْتَلُوْنَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ مِنْ بَعْدِ [2]

"یہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میرے بعد میرے اہل بیت کے معاملے میں آزمائے جاؤ گے۔"

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 2/465۔

[2] رواہ الطبرانی والبزار، مجمع الزوائد: 9/194۔ اس کی سند صحیح ہے۔

Marfat.com

حضرات محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق ان احادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی خبر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ فرشتہ دی گئی تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے ہی بے اختیار رو پڑے اور شدت غم کا اظہار فرمایا۔

پھول سا چہرہ بھی مرجھایا شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر
تو بے فکر کرتا ہے ذکر مسکراتے ہوئے
(راسخ)

اور یاد رہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری صحیح روایات میں پیش گوئیاں بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"ایک وقت آئے گا ظالم لوگوں کی حکمرانی ہوگی اور میری امت کی تباہی، قریش کے چھوکروں کے ہاتھ سے ہوگی۔"

اسی لیے تو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، 60 ھ کے بعد والے فتنوں اور ظلموں سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ [1]

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمارے اسلاف کا موقف:

ہم تو کسی ادنیٰ صحابی کی ادنیٰ سی توہین کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے...... چہ جائیکہ ہم قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو اچھا سمجھیں......کون ہے......؟ جو مسلمان بھی ہو اور نواسہ رسول جنتی جوانوں کے سردار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے محبّت رکھتا ہو......؟ ہمارا یہ ایمان ہے کہ ایک دل میں یہ دو چیزیں قطعاً نہیں سما سکتیں۔ بعض احباب شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ہم قاتلین حسین سے خیر خواہی کرتے ہوئے ان کا دفاع

[1] صحیح بخاری، کتاب الفتن: 7058، مع فتح الباری

Marfat.com

کرتے ہیں حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔

اللہ کی قسم......! ہمیں تو علامہ ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قاتلوں سے شدید نفرت ہے، ہم انھیں لعنتی اور جہنّمی سمجھتے ہیں، جنھوں نے ہمارے قائد پر بم چلائے......

اللہ کے بندو......!

حسین رضی اللہ عنہ تو ہمارے شہزادے ہیں، وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہے...... جنّتی سردار ہے، ہم ایسی پاکباز ہستی کے قاتلوں سے کیسے محبّت رکھ سکتے ہیں......؟ خوب اچھی طرح جان لیں......! ہمارے نزدیک قاتلین حسین سے بغض رکھنا فرض ہے۔ تمام اہل حدیث قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں البتہ بعض تاریخی روآیات کے پیش نظر ہم حتمی طور پر آپ کی شہادت میں ملوث تمام مکروہ چہرون کا تعین نہیں کر سکتے اور اسی وجہ سے ہم کسی معین شخص پر لعنت نہیں کرتے اور معین شخص پر لعنت کرنا شریعت کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق درست نہیں۔ البتہ اجمالی طور پر قاتلین حسین سے ہم کُلی طور پر براءت ونفرت کرتے ہیں اور وہ ہمارے نزدیک لعنتی ہے، مشہور محدث وفقیہ امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

لَوْ كُنْتُ فِيْمَنْ قَاتَلَ الْحُسَيْنَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ
لَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ [1]

---

[1] المعجم الکبیر طبرانی: 3/112، روایت: 28-29۔ اس کی سند حسن ہے۔ الاصابہ: 2/17

Marfat.com

"اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنہوں نے حسین سے لڑائی کی پھر میں جنّت میں داخل ہوجاتا البتہ میں شرم محسوس کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھوں"

اوراس بات میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی بدنامی کے ساتھ ساتھ جب قاتلین حسین حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے تو ان کو ذلت ہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔اور اسی طرح آل رسول، اہل بیت اور بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے مقام و مرتبے سے گرانے والے بھی یقیناً شرمسار اور پشیمان ہوں گے۔

امام شہیر، محدث کبیر محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مِائَةُ أَلْفِ أَلْفِ لَعْنَةٍ عَلَىٰ قَاتِلِ الْحُسَيْنِ [1]

"قاتل حسین رضی اللہ عنہ پر لاکھوں لعنتیں ہوں۔"

شیخ الاسلام امام اہل حدیث حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت سے محبّت وعقیدت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

مُحَبَّتُهُمْ عِنْدَنَا فَرْضٌ وَاجِبٌ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ [2]

"اہل بیت سے محبّت لازمی فرض ہے، جس پر اجر دیا جاتا ہے۔"

سرخیلِ مسلکِ محدثین فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی محبّت فرض اور باعثِ اجر

---

[1] کتاب الشریعۃ: 5/2183

[2] فتاوی: 4/478

Marfat.com

بھی ہے۔ اور باعثِ اجر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور زکوۃ دینے پر ہر مسلمان مومن کو ثواب ملتا ہے اسی آل رسول اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبّت کرنے پر بھی اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔

اب بھی کوئی اہل حدیث یا محدثین کو اہل بیت کا مخالف سمجھے یا کہے تو یہ بہت بڑی تہمت ہے۔ کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا

شیخ الاسلام قاتلین حسین رضی اللہ عنہ پر لعنت کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلٰى قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِذَالِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

”جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا اس کے قتل پر مدد کی یا قتل پر راضی ہوا ایسے (ذلیل) پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ (ایسے ظالموں) کی فرض ونفل کوئی عبادت قبول نہ کرے۔“

جس طرح قاتلین حسین کو ہمارے اسلاف نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے ہم اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

امام ابن عمادؒ اپنی معروف کتاب شذرات الذھب میں لکھتے ہیں کہ

وَنُقِلَ الْاِتِّفَاقُ اَيْضًا عَلٰى تَحْسِيْنِ خُرُوْجِ الْحُسَيْنِ [1]

اور اسی طرح حضرت حسین کے خروج کی تحسین پر اتفاق نقل کیا گیا ہے۔

---

[1] شذرات الذھب ج1 ص275

Marfat.com

اوراسی طرح قاتلین حسین کے متعلق لکھتے ہیں کہ

وَاَمَّا حُكْمُ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ اَوْ اَمَرَ بِقَتْلِهِ مِمَّنِ اسْتَحَلَّ ذَالِكَ فَهُوَ كَافِرٌ وَانْ لَمْ يَسْتَحِلَّ فَهُوَ فَاسِقٌ وَفَاجِرٌ وَاللهُ اَعْلَمُ (1)

''اور جہاں تک اس شخص کا حکم جس نے حضرت حسین کو شہید کیا یا آپ کی شہادت کا حکم دیا اس کو حلال جانتے ہوئے پس وہ کافر اور اگر اس نے حلال نہیں جانا تو پس وہ فاسق و فاجر ہے۔ واللہ اعلم''

اوراسی طرح النبراس شرح العقائد میں قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا دوٹوک الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقُوْا عَلٰى جَوَازِ اللَّعَنِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَمَرَ بِهِ أَوْ اجازَهُ أَوْ رَضِىَ بِهِ (2)

''اہل سنّت والجماعت نے بالاتفاق ہر اس شخص پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے جس نے آپ کو قتل کیا یا قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کو جائز قرار دیا یا اس سے راضی ہوا۔''

اور ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے بڑی صراحت کے ساتھ یہ موقف واضح کیا ہے کہ اجمالی طور پر قاتلین حسین پر لعنت کرنے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ (3)

---

(1) شذرات الذھب ج1 ص279

(2) النبراس شرح العقائد:133

(3) شرح فقہ اکبر:87

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بد دعا:

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ ہم ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے میں نے ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنی وہ حضرت ام سلمہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

قَدْ فَعَلُوْهَا مَلأَ اللهُ بُيُوْتَهُمْ نَارًا وَوَقَعَتْ مَغْشِيًا عَلَيْهَا وَقُمْنَا [1]

''کیا انہوں نے ایسا کیا ہے......؟ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے! یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گئیں اور ہم واپس آ گئے۔''

قارئین کرام......!

ہمیں کسی عام باکردار شخص کے متعلق یہ خبر پہنچے کہ اس کو ظالموں نے شہید کر دیا ہے تو بے ساختہ ہماری زبان سے کلمہ بد دعائیہ نکل جاتا ہے وہ تو آخر نواسۂ رسول اور اللہ کی زمین پر آپ کی نشانی تھے۔

اور اسی طرح عجب حیرت کی بات ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مقبول سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے

سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوْحُ عَلَى الْحُسَيْنِ [2]

---

[1] تاریخ دمشق: 14/229، تہذیب التہذیب: 1/430، اس کی سند حسن ہے۔

[2] المعجم الکبیر: 3/121، روایت: 2862، فضائل صحابہ امام احمد: 2/776، اس کی سند حسن ہے۔

Marfat.com

''میں نے جنوں کو حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر روتے ہوئے سنا۔''

اسی طرح شارح حدیث اور امام اہل حدیث عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں وارد حدیث کے تحت قاتلین حسین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ ظالموں نے ان کے لختِ جگر کو شہید کر دیا، یقیناً وہ دنیا میں بھی بدتر انجام کو پہنچے وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ اور آخرت کا عذاب ان کے لیے زیادہ سخت ہے۔ [1]

ترجمانِ مسلک اہل حدیث علامہ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محقق اور مخرج کتاب ''محبت ہی محبت'' صفحہ 108 پر قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنا موقف واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آخر میں ان لوگوں پر لعنت ہے جنہوں نے سیّدنا ومحبوبنا وامامنا الحسین بن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا شہید کروایا یا اس کے لیے کسی قسم کی معاونت کی۔ اے اللہ! ہمارے دل سیّدنا الامام، المظلوم، الشہید حسین بن علی رضی اللہ عنہ تمام اہل بیت اور تمام صحابہ کی محبّت سے بھر دے۔''

گستاخِ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا انجام:

اہل حدیث کے نزدیک اللہ کے کسی ولی اور سچے بزرگ سے بغض رکھنا اللہ سے جنگ لڑنے کے مترادف ہے، چہ جائیکہ کوئی شخص سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھرانے کے بارے میں توہین آمیز جذبات رکھے، بلکہ اہل بیت سے بغض رکھنے

[1] تحفۃ الاحوذی، شرح جامع الترمذی: 10/251

Marfat.com

والا یا ان کی شان میں گستاخی کرنے والا اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا اور دہکتی آگ جہنّم میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُبْغِضُنَا أَھْلَ الْبَیْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارِ [1]

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے......! جو کوئی بھی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اس کو ضرور جہنّم داخل کرے گا۔"

یہ اخروی انجام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا، بسا اوقات اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کی دنیا میں ہی پکڑ کر لیتے ہیں۔ اندازہ فرمائیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی توہین کرنے والا گستاخ کس طرح اپنے انجام کو پہنچا۔

جامع الترمذی میں صحیح سند سے روایت ہے حضرت عمارہ بن عمیر بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا جِيْئَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَّأَصْحَابِهٖ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحْبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ جَآءَتْ قَدْ جَآءَتْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَآءَتْ تَخَلَّلُ الرَّؤُوْسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِيْ مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ

[1] مستدرک حاکم: 4717،3/150 سلسلہ احادیث صحیحہ: 2488

Marfat.com

فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوْا قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلَتْ ذَالِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ❶

''جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر مسجد میں لا کر رکھ دیئے گئے جو رحبہ نامی مقام میں تھی تو میں وہاں گیا اور لوگ اچانک کہنے لگے وہ آیا وہ آیا اور وہ ایک سانپ تھا جو لوگوں میں سے ہو کر آیا اور عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں تھوڑی دیر گھسا رہا پھر نکلا اور چلا گیا اور غائب ہو گیا، پھر لوگوں نے کہا: وہ آیا وہ آیا وہ پھر گھسا اور اس طرح تین بار یا دو بار کیا۔''

علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری اپنی مشہور سلفی الفکر تشریح تحفہ الاحوذی میں اس حدیث کے تحت بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم وفاسق کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اہانت پر دنیا میں ہی سزا دی اور اس کا مکروہ انجام لوگوں کو دکھلا دیا

اس حدیث کی توضیح میں مولانا تفضیل احمد صاحب لکھتے ہیں:

''گویا وہ سانپ زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قاتلو! تمہارے چہروں پر لعنت بھیجتا ہوں، تمہاری سزا یہی ہے کہ تم مرنے کے بعد بھی لوگوں کے لیے تماشۂ عبرت بن جاؤ، تمہارا نام بھی لوگ نفرت وحقارت سے لیں گے اور حسین رضی اللہ عنہ سے غیر مسلم بھی یوں محبّت کا اظہار کریں گے۔ ❷

❶ جامع الترمذی:3780

❷ ہمیں حسین سے محبت کیوں ہے؟:90

Marfat.com

مشہور جلیل القدر معروف ثقہ تابعی حضرت ابو رجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

لَا تَسُبُّوْا عَلِيًّا وَلَا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فَإِنَّ جَارًا لَنَا مِنْ بَلْهُجَيْمٍ قَالَ: قَدْ أَتَى عَلَيْنَا مِنَ الْكُوْفَةِ قَالَ: أَمَا تَدْرُوْنَ إِلَى هٰذَا الْفَاسِقِ ابْنِ الْفَاسِقِ قَتَلَهُ اللّٰهُ فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِيْ عَيْنَيْهِ فَذَهَبَ بَصَرُهُ ❶

''علی اور اہل بیت میں سے کسی کو برا بھلا نہ کہو (بلهجیم) کا ہمارا ایک پڑوسی ہمارے پاس کوفے آیا اور اس نے کہا کیا تم اس فاسق کے بیٹے فاسق کی طرف نہیں دیکھتے (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں میں دو ستارے پھینکے اور اس کی آنکھیں ضائع ہو گئیں، یعنی یہ بدبخت دنیا میں ہی اندھا ہو گیا۔''

اور اسی طرح ربیع بن منذر ثوری اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ يُبَشِّرُ النَّاسَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فَرَأَيْتُهُ أَعْمٰى يُقَادُ ❷

''ایک آدمی لوگوں کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خوشخبری دینے کے لیے آیا اور بعد

---

❶ معجم الکبیر: 3/112 مجمع الزوائد: 9/199 تہذیب التہذیب: 1/430۔ سند صحیح۔
❷ تہذیب التہذیب: 1/429

Marfat.com

میں مَیں نے دیکھا وہ اندھا ہو گیا اور لوگ اس کو پکڑ کر چلاتے تھے۔''

بہر صورت اہل بیت کا احترام اور بالخصوص محبّتِ حسین جزو ایمان ہے اور جہاں ان کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہنا گمراہی ہے اسی طرح ان کی محبّت میں غلو بھی قطعاً درست نہیں۔

میدانِ کربلا میں عظیم کردار:

واقعہ کربلا کے حوالے سے قصہ خواں حضرات لوگوں کو رُلانے اور اپنی جیب گرمانے کے لیے عجیب قسم کی موشگافیاں کرتے رہتے ہیں، ایسے افراد کی تقریر سنیں یا تحریر پڑھیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ لوگ کیمرہ لیے ہوئے میدانِ کربلا میں کھڑے تھے اور ایک ایک منظر کو محفوظ کر رہے تھے۔

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ بھی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''افسوس یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تاریخ کا اتنا مشہور اور عظیم تاثیر رکھنے والا واقعہ بھی تاریخ سے کہیں زیادہ افسانہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔'' [1]

بہر صورت واقعہ کربلا میں حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کا عظیم کردار کسی صورت بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے قدم قدم پر ذاتِ کبریا کو یاد رکھا اور اپنے اہل و عیال کو صبر کی تلقین فرماتے رہے۔ جس کا آپ مندرجہ ذیل مراحل سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں......

[1] شہید اعظم اور اسوۂ حسین رضی اللہ عنہ:5

Marfat.com

اور یاد رہے! واقعہ کربلا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہم تک خبرِ تواتر کے ساتھ پہنچی ہے۔تواتر کا مطلب یہ ہے کہ اس مظلومانہ شہادت کو صحابہ کرام سے لے کرامّت کے ہر سچے امام اور مؤرخ نے بیان کیا۔ہماری نگاہوں میں کوئی ایسی ثقہ امام یا عالم نہیں جس نے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ یا واقعہ کربلا کے واقع ہونے کا انکار کیا ہو، البتہ میدانِ کربلا کے جن سات مراحل کا ہم نے تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض کا ذکر امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تاریخ الامم والملوک'' میں ہے اور اکثر کا ذکر تقریباً تمام شیعہ مؤرخین نے کیا ہے...... ان مراحل کا من وعن ثبوت اگرچہ کسی صحیح سند کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچا، البتہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسے عظیم توحید پرست اور صابر وشاکر شہزادے سے ایسی استقامت اور جرأت کا ہی گمان کیا جاسکتا ہے اور بالخصوص ان مراحلِ سبعہ کو بیان کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے، چونکہ میدانِ کربلا کے تمام مراحل کتبِ شیعہ میں موجود ہیں...... اہل تشیع حضرات کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کردار کو سامنے رکھ کر اپنی مروجہ رسومات کا جائزہ لینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ شہدائے کربلا کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے...... ! آمین ثم آمین!

مدینہ سے میدانِ کربلا تک:

سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینے میں رہائش پذیر تھے اور آپ کا مقام ومرتبہ اہل مدینہ میں بہت نمایاں تھا۔ساٹھ ہجری کے آخر میں آپ مدینہ منورہ سے نکلے اور تقریباً پانچ دن کا سفر کرنے کے بعد آپ مکہ مکرمہ میں پہنچے، وہاں آپ نے تقریباً چار

Marfat.com

ماہ قیام کیا اور بالآخر کبار کوفی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کی خواہش کے مطابق آپ وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ سے کربلا تک کی جو مسافت آپ نے طے کی تھی وہ تقریباً 1470 کلومیٹر بنتی ہے اور آپ نے یہ مسافت کم وبیش 23 دنوں میں مکمل فرمائی، آپ رضی اللہ عنہ ، 2 محرم الحرام کو کربلا میں پہنچے، وہاں تقریباً آٹھ دن قیام فرمایا، یہاں تک کہ 10 محرم الحرام کو کائنات کے بدترین ظالموں نے اہل اسلام کے پیارے شہزادے اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نواسے کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ کی شہادت نہایت مظلومانہ ہے اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے دیگر اہل خانہ کی شہادت بھی نہایت دکھ بھری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام شہدائے کربلا کے درجات بلند فرمائے اور ان پر تیر، تلوار اور نیزوں کی بارش کرنے والے ظالموں کو ان کے انجام تک پہنچائے اور اس وقت ان ظالموں کی پشت پنائی کرنے والے نام نہاد محقق اہل اسلام میں جو ناصبیت کا زہر پھیلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین!

پہلا مرحلہ: صبر کی تلقین:

سب سے پہلے سفر عراق پر جاتے ہوئے جب ''زرود'' مقام پر آپ پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کے متعلق اطلاع ملی کہ عبید اللہ بن زیاد گورنر کوفہ نے اسے قتل کر دیا ہے، تو آپ نے جزع وفزع کا اظہار کیا؟ نہیں، بلکہ آپ نے سنا تو بار بار یہی پڑھتے رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور یہی قرآن کریم نے اہل صبر کی تعریف میں فرمایا ہے:

Marfat.com

وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ [1]

''صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو یہ لوگ ہیں جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

دوسرا مرحلہ: اللہ پر توکل:

جس وقت ابن زیاد کی بھیجی ہوئی فوجوں نے جو ہزار ہا کی تعداد میں تھیں، آپ پر آپ کے رفقا پر حملے کے لیے اقدام کیا، اس وقت حضرت امام کے رفقا کی کل تعداد 72 تھی اور دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں دشمن تھا، موت سامنے نظر آ رہی تھی لیکن اس وقت بھی آپ نے صبر و توکل اور اعتماد علی اللہ کا کیسا ثبوت پیش کیا، اس وقت کی دعا یہ تھی:

''الٰہی......! ہر مصیبت میں تو ہر میرا ملجا و ماویٰ ہے، ہر تکلیف میں تجھی پر اعتماد و توکل ہے، کتنی مصیبتیں پڑیں کہ تدبیر نے جواب دے دیا: دوست نے بے وفائی کی، دشمن نے خوشیاں منائیں، مگر میں نے تجھ ہی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی، آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے تو ہی احسان والا اور ہر نعمت کا مالک ہے۔''

---

[1] البقرہ:155-156

Marfat.com

قارئین کرام......!

اندازہ فرمائیں کہ تنگی وخوف کے عالم میں بھی سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کس طرح آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر بنے اور اپنے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدے وسیرت کو سینے سے لگایا۔ اور الحمدللہ دعوتِ اہل حدیث بھی یہی ہے، ہم یہی کہتے ہیں:

لوگو......! عقیدت میں ڈوب کر عقیدہ نہ خراب کرو۔ اہل بیت سے محبّت ضرور کرو مگر دین کے دائرہ میں رہ کر، جس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے غمی وخوشی میں ایک اللہ ہی کو پکارا اور اسی کے سامنے اپنے سر کو جھکایا اسی طرح ہمیشہ ایک ہی اللہ کو پکارو اور اسی کے سامنے اپنی گردن جھکا دو۔ مگر افسوس کہ آج ہم نے اسلام کے عظیم شہید کی شہادت کی یاد میں تمام اسلامی تعلیمات واقدار کو فراموش کر دیا ہے جو کہ سچے محبین کی شان کے سراسر خلاف ہے۔

تیسرا مرحلہ: نوحہ وماتم سے روکنا:

جب جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے تو حضرت امام اس سے چند منٹ پیشتر اپنے خیمے میں تشریف لاتے ہیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہیں: سب اہل بیت کو جمع کرو، سب حاضر ہوتے ہیں تو آپ ان سب کو مخاطب کر کے یہ وصیت فرماتے ہیں:

أُوْصِيكُنَّ إِذَا أَنَا قُتِلْتُ فَلَا تَشُقُّنَّ عَلَيَّ جَيْبًا وَلَا تَلْطُمْنَّ عَلَيَّ خَدًّا وَلَا تَخْدَشْنَ عَلَيَّ وَجْهًا

"تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میں جس وقت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں تو میرے ماتم میں نہ گریبان چاک کرنا، نہ اپنے رُخساروں پر

Marfat.com

طمانچے مارنا، نہ اپنے منہ کو زخمی کرنا۔“

یقیناً سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ جانتے تھے کہ اسلام نے بے صبری و ماتم کو قطعاً پسند نہیں فرمایا بلکہ سختی سے منع فرمایا اور آپ کو اپنے نانا محترم کا یہ فرمان اچھی طرح یاد تھا کہ

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ❶

”جس نے رُخساروں کو پیٹا، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے وہ ہم میں سے نہیں۔“

سلام ہو عظمتِ حسین رضی اللہ عنہ پر کہ آپ نے آخر دم تک نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا پاس رکھا اور اپنے اہل بیت کو صبر و استقامت کی تلقین کرتے ہوئے قیامت تک کے مسلمانوں کے سامنے عظیم نمونہ پیش کیا۔

چوتھا مرحلہ: تڑپتے ہوئے لاشوں پر صبر کی تلقین:

جس وقت حضرت امام علیہ السلام میدانِ کربلا میں قاسم بن حسن کی لاش اٹھا کر اپنے خیمے کے سامنے لائے اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹا دیا تو اہل بیت کے رونے کی آوازیں آپ کو سنائی دیں، آپ نے اس وقت بھی یہی ارشاد فرمایا:

صَبْرًا يَا أَهْلَ بَيْتِيْ صَبْرًا يَّا ابْنَا عَمُوْمَتِيْ لَا رَأَيْتُمْ هَوَانًا بَعْدَ ذَالِكَ

❶ صحیح البخاری: 1294

Marfat.com

"اے اہل بیت صبر کرو......! اپنے چچاؤں کی اولاد صبر کرو، اس کے بعد تمہیں کوئی ذلت اور تکلیف آنے والی نہیں۔"

پانچواں مرحلہ: خیر کی امید:

جس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے اپنے چچا امام حسین علیہ السلام پر تلوار کے وار کو روکا تو ان کا داہنا ہاتھ شانہ سے کٹ کر جدا ہو گیا تو حضرت امام نے اپنے خاندان کے اس نوجوان کو اپنی چھاتی سے لگایا اور فرمایا:

إصْبِرْ ...! عَلٰى مَا نَزَلَ بِكَ وَاحْتَسِبْ فِیْ ذَالِكَ الْخَیْرَ فَإنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یُلحِقُكَ بِأبَآئِكَ الصَّالِحِیْنَ

"بھتیجے! جو مصیبت اس وقت تم پر آئی ہے، اس پر صبر کر......! اور اس پر اللہ سے ثواب کے امیدوار رہو، اب بہت جلد اللہ تم کو تیرے صالح باپ دادوں سے ملا دے گا۔"

چھٹا مرحلہ: استقامت کی دعا:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ حضرت علی اصغر چھ ماہ کا بچہ جب شدّت پیاس سے تڑپنے لگا تو آپ اس کو گود میں اٹھا کر لائے اور دشمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا: تمہیں مجھ سے تو دشمنی ہو سکتی ہے لیکن اس معصوم بچے کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس کو تو پانی دو کہ شدت پیاس سے دم توڑ رہا ہے اس کے جواب میں دشمن کی طرف سے ایک تیر آیا اور اس بچے کے حلق میں پیوست ہو گیا اور اس نے اسی جگہ جان دے دی،

Marfat.com

حضرت امام علیہ السلام نے اس قدر ہوش ربا سانحہ پر کمالِ صبر واستقامت کے ساتھ کچھ کیا تو یہ کیا کہ اس کے خون سے چُلو بھر کر آسمان کی طرف پھینکا اور فرمایا:

اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيَّ مَا نَزَلَ بِيْ إِنَّهُ لَا يَكُوْنُ أَهْوَنُ عَلَيْكَ مِنْ فَصِيْلٍ

''یا اللہ......! جو مصیبت اس وقت مجھ پر نازل ہے اس کو تو آسان کر! مجھے امید ہے کہ اس معصوم بچے کا خون تیرے نزدیک حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے بچے کے قتل سے تو کم نہیں ہوگا۔''

ساتواں مرحلہ: اللہ کی قضا پر رضا کا اظہار:

میدانِ کربلا کے سارے واقعات کو لکھنا اور ان میں حضرت امام کا اسوۂ حسنہ دیکھنا تو زیادہ تفصیل کا طالب ہے، اب آخر میں آپ خود حضرت امام علیہ السلام کے واقعہ شہادت کو دیکھئے کہ جب آپ کا جسم زخموں سے چور ہو گیا اور آپ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے تو اس وقت بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پرورش پانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر سواری کرنے والے، نوجوانانِ جنّت کے سردار حسین بن فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے اگر کچھ کلمات نکلے تو یہی نکلے:

صَبْرًا عَلٰى قَضَائِكَ يَارَبِّ لَآ إِلٰهَ سِوَاكَ

''تیرے فیصلے پر میں صابر اور راضی ہوں، اے میرے رب......!

Marfat.com

تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔" [1]

شہادت کے بعد کے مراحل:

جن ظالموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ہو ان سے کسی رحم و کرم اور خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ تمام اہل تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ کربلا میں جو زندہ بچے تھے ان کو قید کر لیا گیا اور نہایت ظالمانہ سلوک کیا گیا اس سلسلے میں تفصیل سے جاننے کے لیے تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں اور بالخصوص مجمع الزوائد اور معجم کبیر طبرانی میں شیخ الاسلام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد بیان کردہ حالت کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ [2]

سانحہ کربلا اور سچّے مسلمان کا کردار:

شہادت کی سعادت ہو یا موت کی حقیقت ہو ہر ایک شکل میں ورثاء و احباب کو صبر کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ شہید یا فوت ہونے والے کے لیے بلندئ درجات کی دعا کرے اور اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ یوم شہادت یا روزِ وفات کو مخصوص کرتے ہوئے اس دن آہ و بکا اور ماتم کی محافل بپا کرنا دین اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ کیونکہ دین کی تمام تعلیمات صبر و حلم اور رضا و تسلیم کے اردگرد گھومتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اصحابِ محمد یا آل محمد صلوٰت اللہ علیہم میں سے جو بھی شہید ہوا یا فوت ہوا اس نے

---

[1] یاد رہے......! مندرجہ بالا تمام واقعات اہل تشیع و اہل سنت کی تمام بنیادی تاریخی کتب میں تفصیل سے موجود ہیں ہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عقیدہ اور آپ کی استقامت کو بیان کرنے کے لیے خلاصہ پیش کیا ہے۔

[2] مجمع الزوائد ج9 ص312 حدیث نمبر 15148 یاد رہے امام لیث بن سعدؒ اہل حق کے عظیم سرخیل ہیں وہ بلا تحقیق من گھڑت اور فضول باتوں کو بیان نہیں فرما سکتے۔

Marfat.com

اپنے ورثا کو بڑی سختی سے صبر اور دعائے خیر کی وصیت فرمائی۔

واقعہ کربلا کے حوالے سے یوم عاشورا کو ماتمی جلوس یا مجلسیں بپا کی جاتی ہیں اس ضمن میں ہم اپنے اسلاف کی ایک مختصر اور جامع عبارت باترجمہ نقل کرنا چاہتے ہیں جس سے اہل حدیث کا منہج اچھی طرح واضح ہو جائے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے:

فَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يُحْزِنَهُ هٰذَا الَّذِيْ وَقَعَ مِنْ قَتْلِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعُلَمَآءِ الصَّحَابَةِ وَابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ الَّتِيْ هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِهِ وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًا وَلٰكِنْ لَا يَحْسُنُ مَا يَفْعَلُهُ الشِّيْعَةُ مِنْ إِظْهَارِ الْجَزَعِ وَالْحُزْنِ الَّذِىْ لَعَلَّ أَكْثَرَهُ تَصَنُّعٌ وَرِيَاءٌ وَقَدْ كَانَ أَبُوْهُ أَفْضَلَ مِنْهُ فَقُتِلَ وَهُمْ لَا يَتَّخِذُوْنَ مَقْتَلَهُ مَأْتِمًا كَيَوْمِ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ فَإِنَّ أَبَاه قُتِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِيْ السَّابِعِ عَشَرَ مِنْ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ وَكَذَالِكَ عُثْمَانُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عَلِيٍّ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَقَدْ قُتِلَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فِيْ دَارِهِ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ مِنْ شَهْرِ ذِى الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ

Marfat.com

وَقَدْ ذُبِحَ مِنَ الْوَرِيْدِ إِلَى الْوَرِيْدِ وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ قَتْلِهِ مَأْتَمًا وكَذالِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ قُتِلَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ الْمِحْرَابِ صَلَاةَ الْفَجْرِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ قَتْلِهِ مَاتَمًا وكَذالِكَ الصِّدِّيْقُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْهُ [1]

''ہر مسلمان کے لائق ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شہید کردیا جانا اس کے لیے باعثِ غم اور افسوس ہو، بلاشبہ وہ مسلمانوں کے سرداروں اور علما صحابہ میں سے تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے تھے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ عابد وزاہد، بہادر ونڈر اور سخی وفیاض تھے، لیکن شیعہ حضرات نے جزع وفزع اور غم کا اظہار کرنے کے لیے جو انداز اختیار کیا ہے وہ اچھا نہیں، شاید کہ وہ دکھلاوے اور ریا کی بنا پر کرتے ہیں؟ یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ان سے افضل تھے، انہیں بھی شہید کردیا گیا، لیکن شیعہ حضرات ان کی شہادت والے دن اس انداز سے ماتم نہیں کرتے جس انداز سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت والے دن کرتے ہیں اور ان کو جمعہ کے دن فجر کی نماز پڑھانے جاتے ہوئے شہید کیا گیا تھا، اسی طرح اہل

[1] تعلیق صحیح تاریخ طبری: 71/4، البدایہ والنہایہ: 11/579

Marfat.com

سنت والجماعت کا موقف ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے، ان کو 36 ہجری ماہ ذوالحجہ ایام تشریق کے دنوں میں شہید کیا گیا اور اس بے دردی سے شہید کیا گیا کہ آپ کی شہ رگ کو کاٹ دیا گیا، لیکن لوگوں نے ان کی شہادت والے دن ماتم نہیں کیا اور اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں ان کو محراب میں نمازِ فجر کی قراءت کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا لیکن لوگوں نے ان کی شہادت والے دن ماتم نہیں کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام سے افضل تھے، لیکن لوگوں نے ان کی وفات کو یوم ماتم نہیں بنایا۔"

غرض اہل حدیث کا موقف ہے کہ حبِ حسین رضی اللہ عنہ کے اظہار کے لیے یوم عاشورہ کا ماتم قطعاً درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے خانوادہ کے عظیم آئمہ نے بھی آپ کا ماتمی تہوار نہیں منایا، اسی لیے آج ہم بھی ایسی رسومات نہیں کرتے، کیونکہ ہم آل رسول کے سچے پیروکار ہیں۔

اللہ کے حضور دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں صبر وشکر والی زندگی عطا فرمائے اور اللہ اس امت مسلمہ کو اعتدال کی راہ پر گامزن فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆

Marfat.com

سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل حدیث کا موقف:

ہم آپ کے متعلق نازیبا انداز اور توہین آمیز کلمات کو قطعاً برداشت نہیں کرتے کیونکہ آپ بلاشبہ حق پر تھے اور آپ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں اور آپ جنتیوں کے سردار بھی ہیں، آپ سے محبّت کرنے والا محبوبِ رسول ہی نہیں محبوبِ خدا بھی ہے اور الحمدللہ ہم نے یہ عقیدت و محبّت ورثہ میں پائی ہے، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبّت وعقیدت رکھتے ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا سلوک کرتے:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فطرۃً محبت تھی، کیونکہ جن نفوس قدسیہ نے آپ کے اشاروں پر اپنی جانوں کو قربان کر دیا وہ آپ کے اہل خانہ اور شہزادوں کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی کیسے کر سکتے ہیں۔

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّ عُمَرَ جَعَلَ لِلْحُسَيْنِ مِثْلَ عَطاءِ عَلِيٍّ خَمْسَةُ آلَاف [1]

''بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے پانچ ہزار درہم مقرر فرمائے۔''

ہمارے ہاں بیانات میں غیر ثابت تاریخی واقعات کا سہارا لے کر عمومی طور پر لوگوں کو یہ تصور دیا جاتا ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آل رسول کے قدردان نہیں تھے......

---

[1] سیر اعلام النبلا: 3/285

Marfat.com

جب یہ بات سراسر جھوٹ اور تہمت ہے۔سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آل رسول اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اعلیٰ درجے کی محبّت اور عقیدت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ آل علی رضی اللہ عنہ کی نسل میں آگے جا کر بے شمار بزرگوں نے اپنے بیٹوں کے نام حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کے ناموں پر رکھے۔

بحار الانوار سمیت روافض کی دیگر اہم کتب میں یہ نام موجود ہیں جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر تمام آل علی رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ کے حب دار قدردان تھے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا:

ایک دفعہ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے سائے تلے تشریف فرما تھے

رَأى الْحُسَيْنَ فَقَالَ هٰذَا اَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَآءِ الْيَوْمَ [1]

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمانے لگے: اس وقت آسمان والوں کے ہاں یہ سب اہل زمیں سے زیادہ محبوب ہیں۔"

قارئین کرام......!

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کس قدر محبّت، مودّت، الفت، چاہت بلکہ عقیدت رکھتے تھے۔اللہ

---

[1] تاریخ دمشق: 14/181، سیر اعلام النبلا: 3/285۔اس کی سند حسن ہے۔

Marfat.com

ہمیں بھی اس عظیم شہزادے اور اپنے جنتی سردار کی عزت وقدر اور توقیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سلام اللہ علیہ وعلی من یوقرہ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: خوش آمدید!

رزین بن عبیداللہ کہتے ہیں: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو آپ کے پاس زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو لایا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَرْحَبًا بِالْحَبِيْبِ بْنِ الْحَبِيْبِ [1]

''پیارے کے پیارے بیٹے خوش آمدید''

یاد رہے......! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ کبار تابعین عظام اور صغار تابعین کرام وتبع تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے عقیدت ومحبّت بھرے اقوال کو ذکر کیا جائے تو شاید اس کے لیے ایک مستقل ضخیم کتاب معرض وجود میں آجائے۔ لیکن ہم بڑے اختصار سے یہ بات گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد آج تک تمام طبقات اہل سنت والجماعت نے حسنین کریمین علیہما السلام کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ایسے پھول نچھاور کیے ہیں کہ جن کی خوشبو سے تاریخِ اسلام کے روشن اوراق معطر ہیں۔ مورخ شہیر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الْإِمَامُ الشَّرِيْفُ الكَامِلُ سِبْطُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

---

[1] کتاب فضائل الصحابہ: 1377، اسنادہ صحیح۔

Marfat.com

وَرَيْحَانَتُهُ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَحْبُوْبُهُ [1]

''آپ صاحبِ عز وشرف وکمال امام، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے، دنیا میں آپ کے مہکتے پھول اور آپ کے پیارے ہیں۔''

اسی طرح ائمہ اہل حدیث میں سے جس نے بھی آپ کی سیرت کو اپنی کتاب کی زینت بنایا اس نے آپ کی عزت وعظمت کو چار چاند لگا دیئے۔

معروف سیرت نگار سرتاج اہل حدیث قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ آل فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیّدہ فاطمہ کو اپنی ہمشیروں پر بھی یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں ان ہی کی ذریت چلی اور ان ہی کی ذریت سے ائمۃ العظام ہوئے، جن کی شان میں اسلام میں نہایت ارفع واعلیٰ ہے، سیّدہ کے بطن اطہر سے حضرت حسن، حضرت حسین، سیّدہ ام کلثوم اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہم اجمعین پیدا ہوئیں۔'' [2]

امام المناظرین شیخ الاسلام حافظ ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بلاشبہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا قصد اعلائے کلمۃ اللہ ہی تھا اسی بنا پر اس بیعت سے انکار کیا تھا جو ایک فاسق اور مجاہر کے ہاتھ پر...... [3]

---

[1] السیر: 3/280

[2] رحمۃ للعالمین، ج2 ص101

[3] فتاویٰ ثنائیہ: 2/632

Marfat.com

اسی طرح امام اہل حدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اموی خلفا میں......☆...... 1 جیسے مستبد اور غیر شورائی امرا تختِ خلافت کی زینت بنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی راہیں مسدود ہو گئیں 2

امام اہل حدیث کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا اقدام برحق تھا وہ حضرات جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قصوروار اور باغی کہتے ہوئے ذرّہ بھر شرم محسوس نہیں کرتے، ان کو سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر غور کرنا چاہیے۔ روحانیت کے امام اور ذکر وفکر کے عظیم پیکر، خاندانِ غزنویہ کے عظیم چشم وچراغ واقعہ کربلا کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں کہ

"شہیدانِ حق کی دنیا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقام ایک اعتبار سے بہت ابھرا ہوا ہے، کسی نے حق کی خاطر خود زہر کا پیالہ پی لیا، کوئی قید ومحن کی سختیاں زندگی بھر جھیلتا رہا، کوئی تنہا پھانسی پر لٹک گیا مگر حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ان سب سے مختلف ہے، اس نے اپنے گھرانے کا ایک ایک فرد

---

1 حضرت سلفی رحمہ اللہ نے یہاں پر تین لوگوں کے ناموں کا ذکر کیا ہے، شائقین مطالعہ اور بالخصوص ناصبی حضرات اصل کتاب کی طرف ضرور رجوع فرمائیں۔

اور اگر موقعہ ملے تو شیخ الکل فی الکل کے فتاوی نذیریہ جلد سوم صفحہ 445 پر کتاب مناقب صحابہ بھی مطالعہ فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو منہج اسلاف پر ہی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

2 مجموعہ رسائل: از امام سلفی۔ ص: 286۔ تحقیق وتخریج: حافظ شاہد محمود

Marfat.com

اپنی آنکھوں کے سامنے کٹوا دیا، اس نے اپنے بچوں کے لاشے خاک وخون میں تڑپتے ہوئے دیکھے۔ اس کی پیاسی اور بلکتی ہوئی بچیوں کی آوازیں اس کے سامعہ سے ٹکرا رہی تھیں مگر وہ صبر انضباط کا پیکر، وہ استقلال کا ہمالیہ، وہ عزت وناموس کا سراپا دشمن اس کے سامنے گردن جھکانے پر امادہ نہ ہوا، وہ دشمنوں کے جم غفیر میں تنہارہ گیا مگر اس کے صبر ووقار کا دامن یکسر بے داغ رہا۔ وہ دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑا اور بے جگری سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر [1]

یورپ کے علامہ، جمعیت اہل برطانیہ کے ناظم اعلیٰ، اسلامی شریعت کونسل کے جنرل سیکرٹری اور مجلس تحفظ مقامات مقدسہ کے کنوینئر حضرت مولانا مفتی محمود احمد میر پوری رحمۃ اللہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنا ہرگز جائز نہیں بلکہ ان کے مقام ومرتبے کے لحاظ سے توہین اور گستاخی ہے۔ ایسے شخص کو اللہ کا خوف کرنا چاہیے اور اس طرح کے الفاظ زبان پر لانے سے ڈرنا چاہیے ...... اللہ تعالیٰ ہمیں ان پاکیزہ ہستیوں کا صحیح احترام کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ [2]

ہمارے مشفق شیخ اور محقق ومصنف مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] خطبات ومقالات: طارق اکیڈمی: 364

[2] فتاویٰ صراط مستقیم: 369

Marfat.com

"حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل میں احادیث نقل کرنا اور ان سے محبّت کا اظہار کرنا اگر شیعیت ہے تو سوائے ناصبیوں اور خارجیوں کے سب شیعہ ہیں۔" [1]

مناظرِ اسلام، ترجمان مسلکِ اہل حدیث، حضرت مولانا عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ جو ساری زندگی مسلک حقہ کا پرچار کرتے رہے فرماتے ہیں:

"حسنین رضی اللہ عنہما سے محبّت تو ہمارا عقیدہ ہے، ان سے محبّت رکھنا جزو ایمان ہے اہل حدیث حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت کے قائل اور انکے خادم ہیں مگر محبّت کا طریقہ شرعی اختیار کرنا چاہیے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو شخص منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑا ہو کر اور مصلی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھائے یہ بھی اگر حسنین رضی اللہ عنہما کا گستاخ ہے تو وہ ایمان میں ناقص ہے اور وہ کفر کا کام کرتا ہے۔" [2]

قارئین کرام......! نصوصِ شرعیہ پر غور کیا جائے تو محبّتِ حسنین رضی اللہ عنہما کا معاملہ حد درجہ اہمیت طلب ہے۔

① ...... وہ صحابی رسول ہیں۔

② ......وہ آل رسول ہیں۔

③ ......آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں۔

---

[1] احادیث بخاری و مسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش: 34

[2] خطباتِ حافظ عبداللہ شیخوپوری، موضوع فضائل حسنین رضی اللہ عنہما

Marfat.com

④.....اہل بیت سے بغض رکھنے والے کو جہنمی قرار دیا۔

⑤.....حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبّت کرنے کا حکم دیا۔

⑥.....ان سے نفرت کرنے والے سے خود نفرت فرمائی۔

⑦.....ان کو جنّتی جوانوں کا سردار قرار دیا۔

ایسی برگزیدہ اور عظیم شخصیات کے متعلق آپ کے حکم اور تمام ارشادات کی پاسداری نہ کرتے ہوئے ان کی شان میں گستاخی کرنے والا مومن کیسے ہو سکتا ہے؟

ویسے بھی اہل اسلام کی محبوب نیک شخصیات کی گستاخی کوئی زندہ ضمیر مسلمان تو نہیں کر سکتا۔

ناصبیت کی روک تھام کے لیے:

ناصبی فتنہ اس وقت بہت عروج پر ہے اور اس وقت بعض عاقبت نا اندیش اہل حق بھی بری طرح اس کی زد میں ہیں۔

اور یاد رہے.....! ناصبی شخص کے سر میں نئے سینگ نہیں ہوتے بلکہ ناصبی شخص کی پہچان یہی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تاریخ کے جھوٹے سہارے لے کر عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نیچا کرنے کی کوشش کرے.....ان کو قصوروار ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے.....جو گستاخانہ لہجے میں کہے کہ حسین کوفہ میں لینے کیا گئے تھے.....؟ وہ سلطنت کے حریص تھے.....اور اسی طرح ہر وہ شخص ناصبی ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں اور مخالفوں کا دفاع کرے اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو گرائے۔

Marfat.com

مجھے ایک دفعہ محرم میں ''قاتل کون......؟'' کے موضوع پر ایک حضرت صاحب کے بیان کو سننے کا موقع ملا تو انہوں نے سواڈیڑھ گھنٹہ صرف اور صرف ایسے دلائل دیئے جن کا چند الفاظ میں خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ نہایت جذباتی شخصیت کے مالک تھے، عقل وبصیرت سے بہت دور تھے، عہدے کے بہت زیادہ حریص تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام درست نہیں تھا اور آپ کے مدمقابل حضرات نے جو کچھ کیا وہ درست کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کیسی بے حمیتی ہے کہ حسین کے نانا کے منبر پر بیٹھ کر یہ لوگ انہی مقدس ہستیوں کی تنقیص کرتے ہیں اور محض روافض کی مخالفت میں ان عظیم لوگوں کو ان کے مقام ومرتبے سے گراتے ہیں۔

یاد رکھو......! روافض کی مخالفت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنا کسی طرح بھی درست نہیں، جن لوگوں نے آل رسول اور بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص پر قلم اٹھایا ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے اور ان کے بے بنیاد دلائل کے رد کے لیے اہل علم نے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

ناصبیت کی روک تھام کے لیے سب سے پہلا اور کرنے والا کام یہ ہے کہ اپنے اسلاف کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ذہبی، امام ابن کثیر اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم سمیت دیگر کبار ائمہ عظام کہ جن کی کتابوں کا شروع سے ہمارا اعتماد چلا آرہا ہے......ان کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے ......ہمیں یہ بات نہایت افسوس سے لکھنا پڑ رہی ہے کہ ہمارے موجودہ دور کے بڑے بڑے اہل علم بھی ناصبی زہر کے علمبردار محمود عباسی اور فیض عالم کی کتابوں پر تو اعتماد کرتے ہیں اور اسلاف کے بارے میں مندرجہ ذیل جملہ بول کر اپنی جھولی

Marfat.com

جھاڑ دیتے ہیں......"جی، وہ بھی اس مسئلہ میں شیعیت کے پراپیگنڈے کا شکار ہو گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اسی طرح ہم ماضی قریب کے چند علمائے کرام کے نام ہم تحریر کرتے ہیں آپ ان کی تصانیف سے مستفید ہوتے رہیں:

☆......محدث زمان حافظ امام زبیر علی زئی رحمۃ اللہ کی کتب میں سے بالخصوص "فتویٰ علمیہ جلد 2 صفحہ 256_257، مقالات: جلد 1 ص 305، مقالات: 388/6 کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

☆......محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتب میں سے "پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ" صفحہ 31_36_41_47_51 وغیرہ کا ضرور مطالعہ کرتے ہوئے آپ کے "مقالات" جلد 1 سے صفحہ 228_229 کا مطالعہ فرمائیں۔

☆......آبروئے سلفیت، سلطان المناظرین حضرت مولانا حافظ محمد عمر صدیق صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ من کل شر وشریر) حق کے داعی ہیں نہایت جرأت مند ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ تقویٰ ہیں، آپ کے بیانات میں سے جو بیان بھی اس موضوع پر میسر ہو وہ حد درجہ غنیمت ہے کیونکہ آپ کی گفتگو نہایت مدلل اور عالمانہ ہوتی ہے۔

☆...... ممتاز عالم دین ابو جابر عبداللہ دامانوی (کراچی)

☆...... فاضل جلیل، مولانا عبدالجبار (سینئر ریسرچ سکالر دارالسلام)

☆...... ماہر علم الرجال، الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری......

☆...... نوجوان محقق اور نہایت باعمل شخصیت مولانا عمر دراز صاحب

Marfat.com

سینئر ریسرچ سکالر (مکتبہ اسلامیہ) کی تحقیقات

☆...... ترجمان مسلک اہل حدیث مولانا سیّد سبطین شاہ نقوی صاحب کے اس موضوع پر بیانات سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

☆...... علمائے دیو بند میں سے علامہ عبدالرشید نعمانی [1] کی اس موضوع پر کتب نہایت مدلل ہیں اور اسی طرح مولانا محمد طیب صاحب کی واقعہ کربلا پر کتاب نہایت علمی و تحقیقی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ صاحب توحید، عمل و کردار کے عظیم پیکر تھے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے صاحبِ توحید اور با کردار تھے، آج کل ہمارے معاشرے میں نامِ حسین لے کر جس کر شرک اور ماتم کیا جاتا ہے اس کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت اور شخصیت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔

☆......آپ نے ساری زندگی اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کیا۔

☆......آپ نے ساری زندگی کبھی غیر اللہ کی نذر و نیاز نہیں دی۔

☆......آپ نے ساری زندگی کسی قبر یا دربار پر چڑھاوا نہیں چڑھایا۔

---

[1] چند کتب کے نام درج ذیل ہیں: ''ناصبیت تحقیق کے بھیس میں'' ''شہداء کربلا پر افترا؟'' ''ناصبیوں کے بارہ شبہات کے جوابات'' (الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی)

یاد رہے ہمارے اسلاف میں سے کسی نے بھی شان حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ادنیٰ سی گستاخی کا بھی سوچا تک نہیں......! لکھنا تو بہت دور کی بات ہے۔ لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض ہمارے ساتھی اور علما ناصبی فتنے سے متاثر ہو رہے ہیں اور ان کا صرف ایک ہی کام ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو غلط اور قصوروار ٹھہرائیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

☆.....آپ نے ساری زندگی کبھی تعویذ پہنا نہ ہی کسی گھوڑے کی تعظیم کی۔

☆ .....آپ نے ساری زندگی اللہ کے علاوہ کسی کو مدد کے لیے نہیں پکارا۔

☆.....آپ نے ساری زندگی اپنے باپ کی شہادت پر کبھی ماتم نہیں کیا۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں ہم یہ بات پوری سچائی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اہل حدیث ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سچے وارث اور حقیقی قدردان ہیں اور اسی طرح آپ یقیناً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جنّت کی سرداری عطا فرمائی اور اگر آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو یقیناً دل بھی یہی گواہی دیتا ہے کہ ایسے باعمل اور باکردار متقی نوجوان کو یقیناً سردار ہی ہونا چاہیے۔اصحابِ سیر لکھتے ہیں:

كَانَ الْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ كَثِيْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَأَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعًا

"سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بکثرت نماز روزہ، حج اور تمام نیکی کے اعمال کرنے والے تھے۔"

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ صاحب علم وفضل، دین دار بکثرت روزے رکھنے والے، نوافل کے شائق اور حج کے دلدادہ تھے۔" [1]

راتوں کا جاگنا اور شوق سے نمازِ تہجد پڑھنا آپ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا، تاریخ

---

[1] الاستیعاب:173

Marfat.com

والوں نے لکھا ہے:

وَكَانَ الْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہ يَأْخُذُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ❶

''حسین رضی اللہ عنہ رات کے آخری حصے میں عبادت کرتے تھے۔''

پھر عظیم گھرانے کے عظیم فرزند ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری اور تواضع کے ایسے عظیم پیکر تھے کہ ایسی مثال کم دیکھنے کو ملتی ہے۔ایک دفعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مساکین وغربا کے پاس سے گزرے وہ اپنے دسترخوان پر بیٹھے کھانا کھار ہے تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا: (هَلُمَّ يَاابْنَ رَسُوْلِ اللهِ) اے رسول! کے بیٹے ہمارے پاس تشریف لاؤ، چنانچہ آپ فوراً انکے ساتھ بیٹھ گئے اور بغیر کسی عار اور جھجک کے بے تکلفی کے ساتھ غربا کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی قرآن کی آیت پڑھی۔ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اکڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

کھانا کھانے کے بعد آپ فرمانے لگے کہ میں نے تمہاری دعوتِ قبول کی ہے اب تمہارا بھی فرض بنتا ہے کہ تم میری دعوت قبول کرو، چنانچہ غربا کو اپنے ساتھ ہی لیا اور گھر تشریف لے آئے اور تمام غربا کی تجوریوں اور جھولیوں کو غلے سے بھر دیا۔'' ❷

آج کل بڑے بڑے صاحبِ تقویٰ لوگ بھی غربا ومساکین کی دعوت

---

❶ کتاب الزہد: امام ابن حبان:171

❷ الامام الحسین رضی اللہ عنہ:96، بحار الانوار:189/44

Marfat.com

مجلس سے گریز کرتے ہیں اوران کے ساتھ میل جول رکھنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، مگر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے معصوم نانا کی طرح مساکین سے حددرجہ محبّت فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلسل جس پاکیزہ گود میں پرورش پائی اور پروان چڑھے اس کا آپ پر بڑا گہرا اثر تھا، خداخوفی اورتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کوکہا گیا کہ آپ پروردگارِعالم سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

لَا يَأْمَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ خَافَ اللهُ فِي الدُّنْيَا

''قیامت کے دن وہی امن میں رہے گا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا۔''

حضراتِ گرامی قدر......! حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو وہ تھے کہ جنہوں نے کربلا کے ٹیلوں پہ نماز کو نہ چھوڑا مگر ہم نے مسجد کے قالینوں پرنماز کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے نیزے کی دھار پربھی قرآن کی تلاوت کی مگر ہم نے کلامِ الٰہی کوالماریوں میں بند کر دیا اس قدر عملی تضاد کے باوجود کیا...... ہمیں حُبِ حسین رضی اللہ عنہ کا دعویٰ کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی......؟؟؟

بلاشبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ صبروتحمل اور بردباری کے عظیم پیکر تھے۔ ایک دفعہ آپ کو بتایا گیا کہ ایک شخص آپ کے خلاف باتیں کرتا ہے تو آپ نے یہ سن کر اس قدر عظیم کردار ادا کیا جو قیامت تک کے صلحا کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ ساری زندگی مخالفوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہے، چغل خوروں اور مخالفوں کو بھی خیر پہنچاتے رہے۔ اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ

بَلَغَهُ عَنْ رَجُلٍ كَلَامٌ يَكْرَهُهُ فَأَخَذَ طَبَقًا مَمْلُوْءًا

Marfat.com

مِنَ التَّمْرِ وَحَمَلَهُ بِنَفْسِهِ إِلَى دَارِ ذَالِكَ الرَّجُل فَنظَرَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَمَعَهُ الطَّبَقُ فَقَالَ مَا هٰذَا! يَابْنَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ خُذْهُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ أَهْدَيْتَ إِلَيَّ حَسَنَاتِكَ فَقَابَلْتُكَ بِهٰذَا [1]

''آپ کو ایک شخص کے متعلق خبر پہنچی کہ وہ آپ کے بارے میں ناپسندیدہ کلام کرتا ہے، چنانچہ آپ نے کھجوروں کا بھرا ہوا طشت اٹھایا اور خود لے کر اس آدمی کے گھر پہنچ گئے، جب اس نے حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ وہ طشت اٹھائے آرہے ہیں تو اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! یہ کیا ہے......؟ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے اپنی نیکیوں کا مجھے تحفہ بھیجا ہے تو میں اس کے بدلے تمہیں دے رہا ہوں۔''

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حاسدوں اور چغل خوروں کا مقابلہ برابر جواب دے کر کبھی نہیں کیا جاسکتا اور ویسے بھی کسی باکردار صالح شخص کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ کسی چغل خور اور حاسد کی سطح پر اتر کر جواب دے۔ اس کا بہترین مقابلہ اسی کردار میں ممکن ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیش کیا، یا تو چغل خور اور حاسد کو سو فیصد نظر انداز کر دیا جائے یا اس کی ہدایت کے لیے دعا کی جائے یا پھر اللہ کی رضا اور اس کے شر سے بچنے کے لیے اس کے منہ میں تھوڑی ہڈی ڈال دی جائے۔

---

[1] خیر الاقوال والافعال فی زمن الاحوال: 206

Marfat.com

آغوشِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تقریباً سات سال:

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھی گودِ رسالت میں کھیلنے، کودنے اور صدرِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹنے کا موقع ملا۔ آپ جب بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو آپ انہیں اٹھا لیتے، چومتے، سونگھتے اور گلے لگا لیتے اور یہ سعادتِ کبریٰ تقریباً سات سال تک آپ کو حاصل رہی۔ سبحان اللہ!

مؤرخین حضرات اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

كَانَ الْحُسَيْنُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ طِفْلًا وَأَقَامَ مَعَهُ سِتَّ سَنِيْنَ وَسَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَسَبْعَةَ أَيَّامٍ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قُبِضَ فِيْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ رَبِيْعُ الْأَوَّلِ سَنَةَ 11ھ [1]

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بچے تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ 6 سال 7 ماہ اور سات دن رہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقتِ چاشت بروز پیر ربیع الاوّل سن 11 ہجری کو فوت ہوئے تھے۔"

اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالنَّبِيُّ ﷺ مَاتَ وَلَمْ يُكْمِلِ الْحُسَيْنُ سَبْعَ سِنِيْنَ [2]

---

[1] غصن الرسول، الحسین بن علی: 29

[2] منہاج السنۃ النبویۃ: 5/45

Marfat.com

"ابھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مکمل سات سال نہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تقریباً پچاس، اکاون سال زندہ رہے اور اس طرح آپ کی کل عمر تقریباً 58 سال تھی اور آپ نے اپنی زندگی کی اٹھاون بہاریں دیکھیں جن کی تفصیل قدرے یوں ہے۔

كَانَ عُمَرُ الْحُسَيْنِ حِيْنَ انْتَقَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَى الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى سَبْعَ سِنِيْنَ لِأَنَّ مَوْلِدَهُ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَوَفَاةُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ أَوَّلِ الْحَادِيَةَ عَشَرَةَ وأَقَامَ مَعَ أَبِيْهِ بَعْدَ جَدِّهِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً إِذْ كَانَتْ وَفَاتُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْبَعِيْنَ وَأَقَامَ مَعَ أَخِيْهِ الْحَسَنِ بَعْدَ أَبِيْهِمَا عَشَرَ سِنِيْنَ وَعَاشَ بَعْدَ أَخِيْهِ إِحْدٰى عَشَرَةَ فَتِلْكَ مُدَّةُ حَيَاتِهِ 58 سَنَةً [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً سات سال تھی کیونکہ آپ 4 رضی اللہ عنہ ھجری کو پیدا ہوئے تھے اور آپ کی وفات سن 11 ھجری کے آغاز میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ تقریباً 30 سال رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات سن 40 ہجری کو ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

[1] فتح الباری: 95/8، غصن الرسول: 25

Marfat.com

بعد 10 سال حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تقریباً 11 سال اور زندہ رہے۔ اسی طرح یہ کل مدتِ حیات (آپ کی زندگی و عمر تقریباً 58 سال ہے۔"

فرزندان حضرت حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں پانچ شادیاں کیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے۔ علی اکبر اور علی اصغر [1] آپ کے ساتھ ہی کربلا میں شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوگئے۔ البتہ علی اوسط جو کہ علی زین العابدین کے نام سے مشہور و معروف ہیں ان کی نسل کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

مشہور اہل حدیث قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ علی زین العابدین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسم مبارک علی ہے، عبادت کی وجہ سے زین العابدین، سجاد لقب پڑ گیا، کربلا میں عمر مبارک 23 سال تھی، 38 ہجری میں پیدا ہوئے 95 ہجری میں وفات پائی۔" [2]

نیز آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں جن میں سے فاطمہ بنت حسین اور سکینہ

---

[1] یہاں یہ بات یاد رہے کہ بیٹوں کے اصل نام خلفا کے نام پر تھے، لیکن بعد والوں نے خلفا سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اصل نام چھپا لیے اور علی اکبر، علی اصغر اور علی اوسط جیسے نام متعارف کروائے۔

[2] رحمۃ للعالمین: 2/121۔ زین العابدین رحمہ اللہ کی سیرت کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے لیے ہماری کتاب "ترجمان الخطیب" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

بنتِ حسین زیادہ مشہور ہیں۔

شہادت:

شہادت بہت بڑی سعادت ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کے لیے پسند کرتے ہوئے ان کی جان کو اپنی راہ کے لیے پسند کرلیتا ہے، قرآن وحدیث میں شہداء کرام کے جو فضائل اور جو اعزازات بیان ہوئے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ بدرجہ اتم ان کے مصداق ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کو ملکِ عراق سرزمین کربلا پر سن 61ھ 10 محرم کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شارح حدیث احافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقُتِلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ بِكَرْبَلَاءَ مِنْ أَرْضِ الْعَرَاقِ [1]

''دس محرم سن اکسٹھ ہجری میں ملک عراق کی سرزمین کربلا پر آپ کو شہید کیا گیا۔''

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مقامِ شہادت کے حوالے سے دو باتوں کا ذکر نہایت ضروری ہے۔

1 ...... آپ رضی اللہ عنہ کو ظالم عبیداللہ بن زیاد کے لشکروں نے اس قدر بے دردی سے شہید کیا کہ آپ کے پاکیزہ جسم کے دو ٹکڑے ہوگئے، سر الگ اور دھڑ مبارک الگ، آپ رضی اللہ عنہ کے دھڑ کو میدانِ کربلا میں ہی دفن کیا گیا اور جہاں تک آپ

---

[1] فتح الباری: 121/7

Marfat.com

کے سر مبارک کا تعلق ہے تو اس میں مورخین کا اختلاف ہے، بعض کی رائے کے مطابق آپ کے سر مبارک کو مدینے میں اور ایک تحقیق کے مطابق دمشق میں دفن کیا گیا۔ اور یہی بات راجح محسوس ہوتی ہے۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں:

وَدُفِنَتْ جُثَّتُہٗ بِکَرْبَلَاء [1]

''اور آپ کا جثہ کربلا میں دفن کیا گیا۔''

اسی طرح مدینہ منورہ کے قاضی، ممتاز عالم دین اور میرے قریبی دوست عبدالرحمن بن سعد الشثری اپنی ایک عظیم محقق کتاب میں اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ

وَاَمَّا بَدَنُ الْحُسَیْنِ فَبِکَرْبِلَاءَ بِالْاتفاق [2]

''جہاں تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بدن کا تعلق ہے وہ بالاتفاق کربلا میں ہی دفن کیا گیا ہے۔''

اور مصر کے دارالخلافہ قاہرہ میں جو آپ کے سر مبارک کا مزار ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَنَّ ھذَا الْمَشْھَد اَلَّذِیْ بِقَاھِرَۃِ مِصْرَ الَّذِیْ یُقَالَ لَہٗ مَشْھَدُ الْحُسَیْن بَاطِلٌ لَیْسَ فِیْہِ رَاْسُ الْحُسَیْن وَلَا شَیْءُ مِّنْہُ [3]

---

[1] تاریخ الدولۃ العلیۃ العثمانیۃ:34

[2] التذکرہ فی احکام المقبرۃ العقدیۃ والفقھیۃ:206

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں: کہ وَاَمَّا بَدَنُہٗ فَھُوَ بِکَرْبِلَاءَ باتفاقِ النَّاسِ ''جہاں تک ان کے بدن کا تعلق ہے وہ بالاتفاق کربلا میں ہے۔ جامع المسائل لابن تیمیہ:4/156

[3] مجموع الفتاویٰ:4/508-510

Marfat.com

"وہ مزار جو مصر کے شہر قاہرہ میں ہے جس کو مشہد حسین کہا جاتا ہے وہ بالکل باطل ہے، اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے نہ ہی وجود کا کوئی حصہ۔"

2 ...... مقامِ کربلا، بیابانِ عراق میں اس جگہ کا نام ہے جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور کربلا بغداد سے جنوبی غربی طرف ہے اور نجف کربلا سے جنوبی شرقی طرف ہے اور اس وقت کوفہ شہر بہت زیادہ آباد ہو چکا ہے اور میدان کربلا اور اس کا ارد گرد بھی بستی کی شکل اختیار کر چکا ہے، مقام کربلا کوفہ سے تقریباً 25 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ شُھَداءِ کربلاء

آمین ثم آمین

Marfat.com

سادتنا حسنین رضی اللہ عنہما

Marfat.com

Marfat.com

سیّدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے مراد حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں، بسا اوقات اہل علم دونوں شہزادوں کا اکٹھا ذکر کرتے ہوئے حسنین یا حسنان تحریر فرماتے ہیں، اہل لغت لکھتے ہیں کہ ''الحَسَنَانِ'' اس سے مراد سیّدنا حضرت امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ①

اور اس بات سے آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ دونوں پیارے نام اللہ تعالیٰ اور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسنِ انتخاب ہیں۔ آنے والی سطور میں اہم ایسی روایات تحریر کریں گے جن میں دونوں پھولوں، کلیوں اور موتیوں کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب و سنّت کے مطابق ان کی توقیر، عزت اور احترام کرنے کی ہمت، توفیق اور سعادت مرحمت فرمائے۔ آمین

شہزادوں کی ولادت:

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے تقریباً 1 سال بڑے تھے، سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ، 3 ہجری کو رمضان المبارک میں پیدا ہوئے اور سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ، 4 ہجری کو شعبان المعظم میں پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كَانَ مَوْلِدُ الْحَسَنِ فِيْ رَمَضَانَ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ عِنْدَ الأَكْثَرِ وَكَانَ مَوْلِدُ الْحُسَيْنِ فِيْ

---

① المنجد عربی، اردو مادہ حسن:209

شَعْبَانَ سَنَةَ أَرْبَعٍ فِيْ قَوْلِ الْأَكْثَرِ ❶

''سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت اکثر مورخین کے نزدیک ماہ رمضان 3 ہجری میں ہوئی اور سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت اکثر مورخین کے مطابق ماہِ شعبان 4 ہجری میں ہوئی۔''

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل فرمایا ہے:

بَيْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فِي الْحَمْلِ طُهْرٌ وَاحِدٌ ❷

''حسن اور حسین کے درمیان ایک طہر کا فرق تھا۔''

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق بھی دونوں کی ولادت میں سال کا فرق ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تین ہجری ماہِ رمضان اور حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ چار ہجری ماہِ شعبان میں پیدا ہوئے۔ ❸

معروف سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ ''امام حسین علیہ السلام سبط النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف رمضان 3 ہجری میں پیدا ہوئے اور امام حسن کے برادرِ خورد امام حسین علیہ السلام سبط الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 5 شعبان 4 ہجری کو پیدا ہوئے۔'' ❹

---

❶ فتح الباری:7/95، تہذیب التہذیب:2/296، الاصابہ:2/11، الاستیعاب: 1/139 تہذیب الاسماء:1/158، تاریخ اسلام ذہبی: 2/33، الکامل لابن اثیر:2/166

❷ سیر اعلام النبلاء:3/280 ترجمۃ الحسین الشہید ابوعبداللہ

❸ فتح الباری:7/121

❹ رحمۃ للعالمین:2/113،118

Marfat.com

(سن عیسوی کے مطابق سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ، 625ء کو پیدا ہوئے
اور 669ء کو شہادت پائی۔
اور سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ، (626) کو پیدا ہوئے۔
اور 680ء میں شہادت پائی)

عقیقہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما:

دین اسلام میں عقیقہ کا تصور یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بیٹا دے تو دو مینڈھے اور اگر رب تعالیٰ بیٹی عطا فرمائیں تو ایک مینڈھا، ساتویں دن اللہ کی راہ میں ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت اعزا و اقربا و زملا، اصدقا اور مساکین میں تقسیم کیا جائے۔

شارح حدیث امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَ إِسْمٌ لِمَا يُذْبَحُ عَنِ الْمَوْلُوْدِ [1]

اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرماتے ہوئے آفات و حوادث اور کئی آزمائشوں سے محفوظ فرماتے ہیں، عقیقہ کو اہمیت نہ دینا اسے مکروہ کہنا سنتِ مبارکہ کے سراسر خلاف ہے۔ یہاں ہم صرف حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ کا ذکر کریں گے، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہما
بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ [2]

---

[1] فتح الباری: 3/9
[2] نسائی: 2/180، السنن الکبریٰ: 9/299، مسند ابی یعلیٰ: 4/301

Marfat.com

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا اور دو مینڈھے ذبح کیے۔''

اور ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا ❶

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔''

اور اسی سے استدلال کرتے ہوئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایک مینڈھے کے قائل ہیں لیکن یہ درست اور راجح نہیں، بچے کی طرف سے دو اور بچی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا چاہیے۔ صاحب عون المعبود لکھتے ہیں:

إِسْتَدَلَّ بِهِ مَالِكٌ عَلٰى أَنَّهُ يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ الْحَافِظُ وَلَاحُجَّةَ فِيْهِ فَقَدْ أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِلَفْظِ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ ❷

وَوَقَعَ فِيْ عِدَّةِ أَحَادِيْثَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ

---

❶ السنن مع العون: 3/66

❷ عون المعبود، باب العقیقہ: 3/66

Marfat.com

الْجَارِيَةِ شَاةٌ ①

''اور کئی احادیث میں وارد ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے گا۔''

جو مسلمان بھی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے تو اس پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے وہی تعلق تھا جو ایک باپ کا اپنے بیٹوں سے ہوتا ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے بیٹے بچپن ہی میں فوت ہو چکے تھے، اس لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹوں والی تمام محبتیں حسنین کریمین کو دیں اور ان سے بیٹوں جیسا ہی پیار کیا بلکہ کئی ایک صحیح روایات میں صریح الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ آپ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنا بیٹا قرار دیا۔

اور بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی '' يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰه '' کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے۔

مسلمان بھائیو.....! ایسا شخص کتنا بدنصیب اور بدبخت ہے جو رسول

---

① فتح الباری:3/9۔ یہاں یہ مسئلہ بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ عقیقہ میں اونٹ یا گائے کو ذبح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت نہیں، اس لیے یہ درست بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت ہی کی موافقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سلسلے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موقوف روایت بالکل واضح ہے۔ مفتی مکہ امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے عفیفہ کائنات کی موجودگی میں کہا:

لَوْ وَلَدَتِ امْرَأَةُ فُلَانٍ نَحَرْنَا عَنْهُ جَزُوْرًا قَالَتْ: عائشة! لَا، السُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَاحِدَة . مصنف ابن ابی شیبہ:8/51، سلسلہ صحیحہ: 2720

اگر فلاں عورت نے بچہ جنم دیا تو ہم ان کی طرف سے اونٹ ذبح کریں گے، سیّدہ عائشہ نے کہا نہیں! اور لیکن سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری بطورِ عقیقہ ذبح کی جائے۔

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ بھی پڑھے اور آپ کے پیارے شہزادوں اور بیٹوں کے متعلق توہین آمیز لب ولہجہ بھی رکھے۔

یہ تو میرے اہل بیت ہیں:

قارئین کرام......!

موقع کی مناسبت سے ضروری ہے کہ اہل بیت کے متعلق چند اہم باتیں تحریر کردی جائیں تاکہ اہل بیت کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوجائے تو اہل بیت مرکب اضافی ہے اوراس کا معنی ہے ''گھر والے''

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت 3 قسم کے ہیں۔

① ...... اہل بیت سکنیٰ، اس سے مراد وہ ہیں جو گھر کی چاردیواری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، یعنی ازواج مطہرات (آپ کی بیویاں رضی اللہ عنہن) اور اگر آپ بائیسویں پارہ سورۂ احزاب آیت 28 تا 34 بغور پڑھیں تو یقیناً یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ یہاں اہل بیت سے مراد آپ کی ازواج مطہرات ہیں۔

② ......اہل بیت نسب، یعنی وہ افراد واشخاص جو اعتبار نسب آپ کے اہل بیت میں شمار ہوتے ہیں اور اس سے مراد تمام بنو ہاشم ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

③ ......اہل بیت ولادت، یعنی آپ کے بچے، بچیاں، نواسے، نواسیاں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

اس کے علاوہ اگر کسی کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اہل بیت میں شمار کیا تو یہ خاص الگ اعزاز ہے، بعض ناداں لاعلمی کے پیش نظر یہاں تک کہتے اور بیان کرتے

Marfat.com

ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعزازی طور پر اہل بیت میں شامل کیا ہے وہ حقیقۃً اہل بیت میں سے نہیں، حالانکہ یہ حددرجہ جہالت وسفاہت ہے۔

اور یادر ہے......! اہل بیت سے محبّت جزوایمان ہے اور ان کی محبت میں غلو یہ تباہی ایمان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط کی بجائے راہِ اعتدال نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

صدیقہ کائنات سیّدہ عائشہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتی ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت نکلے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کالی چادر تھی، جس پر کجاووں کی تصویریں تھیں، پس حسن بن علی رضی اللہ عنہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چادر میں داخل کرلیا پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور ساتھ داخل ہوگئے پھر فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما آئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بھی چادر

---

[1] مسلم، فضائل الصحابۃ، مناقب الحسنین: 2/283

Marfat.com

میں داخل فرمایا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔''

اور مسلم شریف میں دوسری جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ نَدْعُ ابْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اهْلُ بَيْتِيْ

''جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور کہا: اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔''

جامع ترمذی شریف میں ہے حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ **إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا** فِى بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ أَهْلُ بَيْتِيَ فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا

Marfat.com

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ أَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ [1]

''جب یہ آیت (انما یرید اللہ لیذھب عنکم) نازل ہوئی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان کو ایک چادر اوڑھائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی پیٹھ کے پیچھے تھے تو ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے پلیدی دور کر دے اور ان کو پاک کر دے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھلائی پر ہے۔''

مندرجہ بالا حدیث کساء سے جہاں سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خصوصی عظمت اور شان واضح ہوئی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی بالاولیٰ اہل بیت میں ہے۔ یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر آپ کی زواجات، آپ کے اہل بیت میں شامل ہیں تو پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی چادر میں کیوں نہ لیا......؟

اس بارے میں دو باتیں ذہن میں رکھیں:

① ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے

---

[1] سنن الترمذی: 3787

Marfat.com

بعد سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی چادر میں ایک طرف شامل ہو گئیں تھیں۔ [1]

②......جو احباب ہماری اس پہلی توجیح کو نہیں مانتے تو ان کی خدمت میں پھر عرض ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غیر محرم ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر محرم کے ساتھ اپنی زوجہ کو ایک چادر میں اکٹھے ایک ساتھ کیسے لے سکتے تھے......؟

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ایک مرتبہ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک ظالم شخص نے آپ سرین پر خنجر سے وار کر دیا جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور کافی مہینے بیمار رہے، جب آپ صحت یاب ہوئے تو منبر پر خطبہ دیا اور کہا اے عراق والو ہمارے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ ہم تمہارے امراء اور مہمان ہیں اور ہمارا تعلق ایسے گھرانے سے ہے کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا [2]

اللہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے آلودگی کو دور رکھے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرماتے رہے اور دوران خطبہ کوئی ایسا شخص نہیں تھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر نہ ہوئی ہوں۔ سب حاضرین زار و قطار رو رہے تھے۔

---

[1] مسند احمد: 26550۔ فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل: 1170، 1392 وسندہ حسن عند الامام زبیر علی زئی رحمہ اللہ

[2] مجمع الزوائد ج 9 ص 273 حدیث نمبر 15010

Marfat.com

قابل احترام مسلمان بھائیو ......!

ہم تو عام نمبردار یا چوہدری خاندان کی فیملی کا بڑا ادب کرتے ہیں اور چوہدری صاحب کی طرف نسبت وقرابت ہونے کی وجہ سے ان کا خصوصی خیال رکھتے ہیں اور ان کا دفاع کرتے ہیں۔ کیا پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانہ میں ایسی جھلک نظر نہیں آنی چاہیے؟ یقیناً ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کو عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان سے محبّت رکھیں۔ اللہ ہمیں اہل بیت کی چاہت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون شامل ہیں......؟

درودِ ابراہیمی میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر بھی دُرود ہو۔ یہاں لفظِ آل میں کون کون شامل ہیں......؟ اس بارے میں دو قسم کی رائے ہیں۔

① ......صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان اور آپ کی اولاد میں سے جن جنھیں اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔

② ...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت پوری امّت

ہمیں واضح اور صریح دلائل کی روشنی میں یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان، ازواج اور اولاد ہے، کیونکہ دُرودِ ابراہیمی کے بعض الفاظ میں لفظِ آل کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی بیان کر دی ہے، اس میں صرف آپ کی ذرّیت اور ازواج کا تذکرہ ہے، اسی طرح مشہور حدیث ہے کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صدقہ حلال نہیں...... اور اسی طرح بعض صحیح روایات

Marfat.com

میں پوری صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آل محمد علیہ السلام نے بہت زیادہ فقر وفاقے برداشت کیے ہیں...... مندرجہ بالا تمام دلائل کی روشنی میں ہمارے ہاں پہلی رائے ہی زیادہ درست ہے۔ واللہ اعلم

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پشت مبارک پر:

چھوٹے بچوں سے جتنا مرضی پیار ہو انسان کبھی نہ کبھی اکتا ہی جاتا ہے اور اکتاہٹ میں آکر بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ بھی پلا دیتا ہے...... مگر قربان جائیں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے پیار پر...... کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو کبھی بھی نہیں ڈانٹا...... حتی کہ عین نماز کی حالت میں بھی اگر وہ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ تو لمبا کر لیتے...... لیکن شہزادوں پر سختی نہیں کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ

قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْعِشَاءِ فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهِ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيْقًا فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ فَإِذَا عَادَ عَادَا حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْعَدَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَرُدُّهُمَا فَبَرَقَتْ (اى برقت السماء برقة فاضاءت المسجد والطريق حتى لا يخاف الحسنان) بَرْقَةٌ فَقَالَ لَهُمَا إِلْحَقَا بِأُمِّكُمَا قَالَ فَمَكَثَ ضَوْءُهَا

Marfat.com

حَتّٰی دَخَلَا [1]

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ رہے تھے کہ اچانک حسنین آ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت پر چڑھ گئے۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سر مبارک اٹھاتے تو پیچھے سے ان دونوں کو بڑے پیار سے پکڑ لیتے اور زمین پر رکھ دیتے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے وہ سوار ہو جاتے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز مکمل کی اور ان دونوں کو اپنی ران مبارک پر بٹھایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور کہا کہ میں انہیں گھر چھوڑ آتا ہوں اتنے میں اچانک تیز بجلی چمکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ پھر اس وقت تک روشنی رہی کہ وہ گھر میں داخل ہو گئے۔''

شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیثِ مبارکہ کو بالفاظ دیگر یوں نقل فرمایا ہے:

كَانَ يُصَلِّيْ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ وَيَقْعَدَانِ عَلٰى ظَهْرِهِ فَأَخَذَ الْمُسْلِمُوْنَ يُمِيْطُوْنَهُمَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ذَرُوْهُمَا بِأَبِيْ وَ أُمِّيْ مَنْ أَحَبَّنِيْ فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ [2]

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے تھے اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک پر کھیلتے کودتے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت پر بیٹھ

---

[1] مسند امام احمد: 10659

[2] سلسلہ احادیث صحیحہ: ج7 ج3، حدیث: 4002

Marfat.com

جاتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دونوں کو ہٹانے کی کوشش کی، جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام پھیرا تو فرمایا: ان کو چھوڑ دو (میرے ماں باپ قربان جائیں) جو مجھ سے محبّت رکھتا ہے وہ ان دونوں سے ضرور محبّت رکھے۔"

اہل دل......! اس سے بڑھ کر محبّت اور کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالتِ نماز میں بھی ان کا خیال رکھا، نرمی سے پکڑا، اٹھایا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹا نہیں کہ تو ان کو نماز کے وقت میرے پاس کیوں بھیجتی ہے بلکہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ جنہوں نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو ہٹانے کی کوشش کی آپ نے ان کو مخاطب کر کے کہا: ان کو کچھ نہ کہو! چھوڑ دو اور فرمایا کہ میں تمہارے لیے اور بعد میں آنے والے سب مسلمانوں کے لیے یہ اعلان عام کر رہا ہوں کہ جس کو مجھ سے محبّت ہے، چاہت ہے، عقیدت ہے وہ ان دونوں شہزادوں سے ضرور ضرور پیار کرے اور ان کا خیال رکھے۔ اللہ ہمیں حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شہزادے کبھی گرتے، کبھی اٹھتے:

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بچپن ہی سے اپنے شہزادوں کی نیک تربیت فرمائی، جونہی شہزادے چلنے کے قابل ہوئے تو ان کا رُخ مسجدِ نبوی کی طرف کر دیا۔ آپ علیہا السلام اکثر اپنے پیاروں کو نہلا پہنا کر نانا کی مسجد کی طرف روانہ کر دیتیں اور بسا اوقاوت کم سنی کی وجہ سے جنتی شہزادے ٹہلتے مہلتے گر جاتے۔

Marfat.com

سیّدنا حضرت ابی بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيهِمَا قَمِيْصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللهُ (إِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا ❁

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آ گئے ان دونوں نے سرخ رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھیں وہ چلتے ہوئے گر پڑتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اترے ان دونوں کا اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا دیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ (تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں) میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے خطبہ روک کر انہیں اٹھایا''

جس پیغمبر نے ان شہزادوں کو گرتے ہوئے دیکھ کر اپنا منبر چھوڑ دیا اور ان کو خود اٹھایا اور اپنے پاس لے آئے تو جس ہستی سے ان کا گرنا برداشت نہ ہوا وہ ان کا کٹنا کیسے برداشت کر سکتے ہیں......؟

❁ جامع الترمذی:3474

Marfat.com

اوراسی طرح حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَسْعَيَانِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْاٰخَرِ فَجَعَلَ يَدَهُ فِيْ رَقْبَتِهٖ ثُمَّ ضَمَّهُ إِلَى إِبِطِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ هٰذَا ثُمَّ قَبَّلَ هٰذَا وَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ مَجْهَلَةٌ [1]

"حسن و حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑتے ہوئے آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے آیا، پس آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھا اور اپنی بغل کے ساتھ ملا لیا، پھر اس کا بوسہ لیا اور دوسرے کا بوسہ لیا اور فرمایا: میں ان دونوں سے محبّت کرتا ہوں پس تو بھی ان دونوں سے محبّت کر! پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے لوگو! اولاد بخیل، بزدل اور جذباتی بنا دینے والی ہے۔"

ایک شہزادہ آگے اور ایک پیچھے:

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات شہزادوں کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے اور وہ کیسا حسین نظارہ اور دل ربا منظر ہوگا، جب سیّدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہوں گے۔ سبحان اللہ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف صحابی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] مسند احمد: 17562، مستدرک حاکم: 3/164، سیر اعلام النبلاء: 3/255

Marfat.com

لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضی الله عنهما بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجرة النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ [1]

''میں نے اس سفید خچر کو چلایا جس پر رسول اللہ ﷺ اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے یہاں تک کہ ان کو حجرہ نبوی تک لے گیا، ایک صاحبزادہ آپ کے آگے تھا اور ایک پیچھے۔''

یہ حدیث مبارک بھی اس بات پر واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دونوں شہزادوں سے حد درجہ محبّت تھی کیونکہ آدمی اپنے اسی بچے کو اپنے ساتھ سوار کرتا ہے جس سے گہری محبّت ہو اور اس سے پیار کرتا ہو۔

شارحِ حدیث امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

فِيهِ دَلِيْلٌ لِجَوَازِ رُكُوبِ ثَلٰثَةٍ عَلٰى دَابَّةٍ إِذَا كَانَتْ مُطِيقَة [2]

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ چوپائے پر تین آدمی سوار ہو سکتے ہیں جب وہ چار پایہ اتنا بوجھ اٹھا سکتا ہو۔''

قارئین کرام......!

کبھی یہ شہزادے رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ ان کو لے کر باہر نکلتے۔ خلیفۃ المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] صحیح مسلم:2/283 ح:2423، ترمذی:2775

[2] شرح النووی تحت الحدیث المذکور۔

Marfat.com

رَأَيْتُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلٰى عَاتِقَي النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ : نِعْمَ الْفَرَسُ تَحْتَكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَنِعْمَ الْفَارِسَانِ [1]

”میں نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر سوار تھے، میں نے کہا: تمہارے نیچے کتنی اچھی سواری ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اگر سواری اچھی ہے تو) سوار ہونے والے (دونوں پھول) بھی اچھے ہیں۔“

حضرات......! جن پیاروں کو رسول اللہ ﷺ بھی اچھا کہیں ان جیسا اور اچھا کون ہوسکتا ہے......؟

اس چادر کی اوڑھ میں کیا ہے......؟

رسول اللہ ﷺ ہر طرح ان شہزادوں کا خیال رکھتے تھے، روحانی اور جسمانی ہر اعتبار سے ان کی نگرانی کرتے اور ان کو اپنے پاس اور ساتھ رکھتے۔ سیّدنا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

طرقتُ النَّبِيَّ ﷺ ذاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الحاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ: مَا

[1] مجمع الزوائد:185/9

Marfat.com

هٰذَا الَّذِیْ أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا [1]

''میں ایک رات کسی حاجت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے چادر اوڑھی ہوئی تھی میں نہیں جانتا تھا کہ اس چادر کے نیچے کیا ہے، جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو عرض کیا اس چادر کے نیچے کیا ہے، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے چادر اٹھائی تو آپ کے دونوں کولہوں (میں سے ایک پر) حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور (دوسرے کولہے پر) حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبّت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبّت فرما اور ہر اس شخص سے محبّت فرما جو ان دونوں سے محبّت رکھے۔''

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں توہین آمیز یا گستاخانہ انداز رکھنے والا، جذبات رکھنے والا کبھی محبوبِ خدا نہیں بن سکتا بلکہ محبوبِ خدا بننے اور تکمیل ایمان کے لیے اہل بیت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبّت رکھنا فرض ہے۔

---

[1] جامع الترمذی:200-201/4

Marfat.com

بُغضِ حسنین رضی اللہ عنہما بُغضِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے بغض رکھنا، ان کے مخالفوں، دشمنوں اور قاتلوں سے محبّت رکھنا اور پھر یہ بھی گمان کرنا کہ میں محبِّ رسول ہوں، یہ نفس کا بہت بڑا دھوکہ ہے...... ایسا شخص کسی صورت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبّ اور آپ کا پیارا نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس معاملے میں دوٹوک الفاظ کے ساتھ فیصلہ کر دیا کہ

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ [1]

''جس نے حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

اور اسی طرح مستدرک حاکم کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ [2]

''جس نے ان دونوں سے محبّت کی پس تحقیق اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا پس تحقیق اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

اسلام کی روشنی میں کسی بھی باکردار، نیک اور صالح انسان سے بغض رکھنا جائز نہیں...... چہ جائے کائنات کی چنیدہ، برگزیدہ اور پسندیدہ شخصیات کے متعلق دل

---

[1] صحیح سنن ابن ماجہ: 2/29

[2] المستدرک علی الصحیحین: 4/164 ح: 4852 صححہ الحاکم ووافقہ الذہبی، انظر النسخۃ الہندیۃ: 3/171

Marfat.com

میں انقباض رکھا جائے، ایسا انقباض اور بغض سراسر ہلاکت کا سامان ہے۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین!

حسنین رضی اللہ عنہما تو دنیا میں میرے پھول ہیں:

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کتنے نرم اور شیریں جذبات رکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل میں حدیث شریف میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان شہزادوں کو پھولوں سے تشبیہ دی ہے اور بالکل اسی طرح ان کو سونگھا اور چوما کرتے تھے جس طرح کسی کلی یا پھول کو سونگھا جاتا ہے، پھر جس طرح پھول کلی کو سونگھ کر آدمی راحت محسوس کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح ان پیاروں کو سونگھ اور چوم کر راحت وفرحت اور قلبی سکون محسوس فرماتے۔

ابن ابی نعم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَ سَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ : أَهْلُ العِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا إبْنَ إبْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هُمَا رَيْحَانَتَاى مِنَ الدُّنْيَا [1]

''میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ کہتے ہیں: میرے خیال میں انہوں نے مکھی کے متعلق پوچھا تھا، اگر اسے محرم مار دے (تو کیا کفارہ وغیرہ

---

[1] صحیح البخاری:3753

Marfat.com

ہوگا) تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں، حالانکہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر چکے ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔"

اور جامع الترمذی کے الفاظ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ العراقِ سأل إبْن عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ ؟ فَقَالَ إبْنُ عُمَر: أُنْظُرُوْا إِلَى هٰذا يَسْأَلُ عَن دَمِ البَعُوْضِ وَقَدْ قَتلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ الله ﷺ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يقُوْلُ: إنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَاى من الدُّنْيا [1]

"عراقیوں سے ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص کی طرف دیکھو، مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ہے حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کو شہید کیا اور بے شک میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔"

ایک اور روایت میں ہے سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] جامع الترمذی:3770 سلسلہ صحیحہ:2/102

Marfat.com

رأَيْتُ الْحَسَنَ والْحُسَيْنَ يَثِبَانِ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَيُمْسِكُهُمَا بِيَدِهِ حَتّٰى إِذَا اسْتَقَرَّ عَلَى الْأَرْضِ تَرَكَهُمَا فَلَمَّا صَلّٰى أَجْلَسَهُمَا فِيْ حِجْرِهِ ثُمَّ مَسَحَ رُؤُسَهُمَا ثُمَّ قَالَ: إِنَّ ابْنَيَّ هٰذَيْنِ رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا [1]

"میں نے حسنین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک پر اُچھل کود رہے ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے تھے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے جب آپ زمین پر بیٹھ جاتے تو آپ انہیں چھوڑ دیتے جب آپ نے نماز پڑھ لی تو دونوں کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور سر پر (پیار) سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا: یہ میرے دونوں بیٹے دنیا کے پھول ہیں۔"

اس حدیث کے آخری ٹکڑے پر غور فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں شہزادوں کو اپنا بیٹا قرار دیا ہے جو کہ بہت زیادہ اعزاز اور پیار کی بات ہے۔

محدث شہیر امام نورالدین علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ عَلَى بَطْنِهِ فَقُلْتُ: أَتُحِبُّهُمَا يَارَسُوْلَ اللهِ ؟

---

[1] کتاب الشریعۃ: 5/2156 المعجم الکبیر: 4/156

Marfat.com

فَقَال: وَمَالِيَ لَا أُحِبُّهُمَا وَهُمَا رَيْحَانَتَايَ [1]

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو حضرت حسنین رضی اللہ عنہ آپ کے پیٹ پر کھیل رہے تھے میں نے کہا: آپ ان سے محبت فرماتے ہیں؟ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: کیسے محبت نہ کروں! یہ میرے پھول ہیں۔''

ہمارے پیارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ان کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی ان کو محبت بھرے انداز میں یاد کرنے۔ شہزادوں کا ذکر سن کر لہلہانے اور مسکرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شہزادوں کو روتے دیکھا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام بے قرار ہو گئے:

سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں سخت بیمار ہوئے تو آپ کے پاس مروان بن الحکم الاموی آیا۔

تو مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا جب سے ہم اکھٹے ہوئے ہیں میں نے آپ میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی محبت کے علاوہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں پائی، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم راستہ طے کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی کہ وہ رو رہے ہیں، پس آپ

---

[1] البحر الزخار المعروف مسند البزار: 3/287، حدیث: 1078، مجمع الزوائد: 9/184

Marfat.com

نے تیز چلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے میرے بیٹوں کو کیا ہوا ہے؟ تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگی: پیاس کی وجہ سے رو رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پرانی مشک کی طرف متوجہ ہوئے اس میں سے پانی لینے کے لیے اور ان دنوں پانی کم تھا اور لوگ پانی کی تلاش میں تھے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکار کر کہا: کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر ہر شخص نے اپنی مشک میں سے پانی تلاش کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر کسی کو ایک قطرہ نہ ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: فاطمہ! ان میں سے ایک کو مجھے پکڑا دو! اس نے پردے کے نیچے سے ایک آپ کو پکڑا دیا، جب انہوں نے بچہ پکڑا دیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کو پکڑ لیا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا اور وہ رو رہا تھا چپ نہیں کر رہا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان نکالی تو بچہ اس زبان کو چوسنے لگا اور اس طرح وہ بچہ چپ ہو گیا اور اس نے رونا بند کر دیا اور دوسرا بچہ بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑ ایا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے کی طرح کیا تو دونوں چپ ہو گئے، پھر میں نے ان کی آواز نہیں سنی، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: چلو! تو پھر ہم سوار عورتوں کی وجہ سے دائیں بائیں ہو کر بکھر کر چلے یہاں تک کہ پھر راستہ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملے۔ (جب میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ برتاؤ دیکھا تو میں ان سے محبّت کیسے نہ کروں......؟) ❁

❁ مجمع الزوائد:9/183، تہذیب التہذیب:2/298، المعجم الکبیر:2656

Marfat.com

حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے والہانہ عقیدت کی ایک جھلک آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہاں بھی آپ نے ان کی محبّت کا ایک دوسرا پہلو دیکھا ہے کہ وہ کتنی جرأت کے ساتھ مروان کے سامنے ہوئے اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا دلائل سے دفاع کیا......اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جس مجلس میں حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا تنقیص کی جائے یا ان کے متعلق تنگ ظرفی کا مظاہرہ کیا جائے ......ہاں کسی مصلحت کی پروا کیے بغیر دوٹوک الفاظ میں جنّتی شہزادوں کا دفاع کرنا، امام حدیث، امام اہل حدیث حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سنّت ہے اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کے سینے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبّت سے سرشار ہیں، ان کی شان میں غلو کرتے ہیں نہ ہی کسی قسم کی تنقیص۔ بلکہ ان کی محبّت کا معیار وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

سچی بات ہے آج ہم جب کسی ناصبی کو شانِ حسین رضی اللہ عنہ میں ذرہ بھر تنقیص کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کلیجے منہ کو آتے ہیں، طبیعت بے چین اور بے قرار ہو جاتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں یہ سچی محبّت اور کامل ایمان کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سمیت تمام آل رسول کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

فرطِ محبّت وعقیدت کا اظہار:

جس طرح آپ نے مذکورہ حدیث میں پڑھا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان کو شہزادوں کے منہ میں داخل کیا اور وہ اس کو چومنا شروع ہو گئے اسی

Marfat.com

طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بسا اوقات فرطِ عقیدت و محبّت میں ان پیاروں کی زبان کو بھی چوسا کرتے تھے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأيْتُ رَسُوْل اللهِ ﷺ يَمُصُّ لِسَانَهُ اَوْ قَالَ شَفتَهُ يعنى الحسَنَ بنَ عَلِيٍّ صلواتُ الله عَلَيْهِ وَإِنَّه لَنْ يّعذّبَ لِسانٌ اَوْ شَفتَانِ مَصَّهُمَا [1]

"میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹوں کو چوس رہے تھے اور اللہ ایسی زبان یا ہونٹ کو کبھی عذاب نہیں دے گا۔"

یقیناً حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے یہ بہت بڑی شرف و عزت کی بات ہے کہ جن کے ہونٹوں اور زبان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ اور زبان چوستے رہے۔

ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ کے شاگرد مولانا تفضیل احمد ضیغم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس بوسہ کی اہمیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

"اگر مسلمانوں نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجر اسود کا بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی بھی وہ حجر اسود کو بوسہ نہ دیتے، اس لیے کہ حج بھی اطاعتِ مصطفیٰ کا نام ہے، کیا ہمارے لیے یہی کافی نہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جن پیارے نواسوں کو بوسے دے کر ہمیں ان سے محبّت کی دعوت دی ہے ہم اس نبی کی خاطر اپنی تحقیق کے بکس بند کر

---

[1] مسند احمد: 16848 مجمع الزوائد: 180/9، البدایۃ والنہایۃ: 836

Marfat.com

کے اپنے دل میں حسین رضی اللہ عنہ کی محبّت کو جگہ دیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر اس اختلاف کو ترک کر کے کہ کون حق پر تھا اور کون نہیں تھا؟ محبّت اہل بیت کو اپنے دامن میں بھرلیں اور ان کی مدح سرائی میں اپنی قلم کو جنبش دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثنا خوانوں میں اپنا نام لکھوالیں، شاید یہی ہماری سابقہ زندگی کے تاریک دنوں کا کفارہ بن جائے۔" [1]

حسنین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرح ان کی نگرانی کرتے، حقیقی بیٹوں سے کہیں زیادہ اُنس رکھتے جب بھی باہر تشریف لاتے تو فوراً ان شہزادوں کی حالت ضرور دریافت کرتے، اس سب کچھ کے باوجود بھی ان موتیوں کو مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔

سیّدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

أُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ [2]

"میں تم دونوں کو ہر قسم کے شیطان، زہریلے جانور اور لگنے والی ہر آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔" سبحان اللہ!

اہل فکر! یقیناً میرے رب نے ان شہزادوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھا وہ

---

[1] ہمیں حسین رضی اللہ سے محبّت کیوں؟:70

[2] صحیح البخاری:3371

Marfat.com

پھول کہ جنہیں پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھ کر اللہ کی پناہ میں دیتے ظاہری، باطنی اور روحانی وجسمانی ہر لحاظ سے ان پر نظر کرم رکھتے تھے۔ آج ہمیں سنت رسول پر چلتے ہوئے ان پیاروں کا دفاع کرنا چاہیے اور جو ناپاک شخص ان کی ذات میں کیڑے نکالے اور ان کی عیب جوئی کرے یا اندازِ حقارت سے ان کا تذکرہ کرے اس کا ہر طرح سے منہ بند کیا جائے اور اس کے قلم کو توڑا جائے اور جو عقیدت میں غلو سے کام لیں انہیں بھی بطریق احسن سمجھایا جائے تاکہ راہِ اعتدال پہ چل کر ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔ آج بھی ایسے خوبصورت بچے جنہیں نظر بد لگ جانے کا خدشہ ہو انہیں یہ مسنون دعا پڑھ کر دم کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہر آفت سے محفوظ فرمائیں گے۔

حسنین رضی اللہ عنہما اور ان سے محبّت رکھنے والے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین علیہما السلام اور ان کے چاہنے والوں کی شان وشوکت اور عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سبھی قیامت کے روز بلند مقام پر فائز ہوں گے۔ اس حدیث کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَنَا نَائِمٌ عَلَى الْمَنَامَةِ فَاسْتَسْقَى الحَسَنُ اَوِ الْحُسَيْنُ قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى شَاةٍ لَنَا بَكِيءٍ فَحَلَبَهَا فَدَرَّتْ فَجَاءَ الْحَسَنُ فَنَحَّاه النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! كَانَّه أَحَبُّهُمَا إِلَيْكَ؟ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ اسْتَسْقَى قَبْلَه ثُمَّ قَالَ: إِنِّيْ وَإِيَّاكِ وَهٰذَيْنِ وَهٰذَا الرَّاقِدُ فِيْ مَكَانٍ

Marfat.com

وَّاحِدٍ يَّوْم الْقِيَامَةِ [1]

''میں بستر پر سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، حسن یا حسین رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری کم دودھ دینے والی بکری کی طرف کھڑے ہوئے، پس آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا دودھ دھویا تو اس نے کافی دودھ دیا، حسن رضی اللہ عنہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پرے ہٹا دیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: گویا آپ کو دونوں میں سے یہ زیادہ محبوب ہے......؟ فرمایا: ایسا نہیں! لیکن پہلے پانی حسین رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تھا، پھر اسی موقع پر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک میں اور تو بھی اور یہ دونوں اور یہ سونے والا قیامت کے روز ایک مقام پر ہوں گے۔''

بلکہ دوسری روایت کے لفظ یوں ہیں کہ

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّنِيْ وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [2]

---

[1] مسند احمد: مسند علی: 2/792، سلسلہ صحیحہ: 3319

[2] مسند احمد: مسند علی: 2/2، یہاں یہ بات یاد رہے! کہ بعض اہل تحقیق نے سند کے اعتبار سے ان احادیث پر نقد کیا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ مندرجہ بالا روایات درجۂ قبول پر ہیں اور یہ دونوں روایات معنی و مفہوم کے اعتبار سے بھی قرآنی آیات اور صحیح احادیث نبویہ کے عین مطابق ہیں۔ ان دونوں احادیث کے مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین...... اور حدیث: المرء مع من احب' کا گہرائی سے مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ آل رسول سے پیار کرنے والا، اصحاب رسول سے محبّت کرنے، قیامت کے روز اور اللہ کی جنّت میں ان کے ساتھ ہوگا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس نے مجھ سے محبّت کی اور ان دونوں سے محبّت کی اور ان کے والد اور والدہ سے محبّت کی وہ روزِ قیامت میرے ساتھ میرے درجہ پر ہوں گے۔“

یاد رہے......! محبّت کا معیارِ شریعت ہے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ ان کی محبّت کی آڑ میں شریعت کی حدود کو پامال کیا جائے، بلکہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہی ان شہزادوں سے محبّت والفت رکھنی چاہیے جس طرح تنقیص گمراہی ہے اسی طرح غلو بھی تباہی ہے۔

شہزادے جنتی جوانوں کے سردار ہیں:

دنیا میں بے شمار صلحاء کو اعزازات سے نوازا جائے گا لیکن اس سے بڑھ کر اور بلند اعزاز کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے کوئی خوش نصیب جنتی جوانوں کا سردار بن جائے گا۔ سیّد الرسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دنیا کے ان پھولوں کو جنّت کے جوانوں کا سردار بنایا اور سیّدا شباب اہل الجنۃ کے عظیم منصب پر فائز کیا۔
سیّدنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الحسنُ والحسینُ سَیِّدا شبابِ أَھْلِ الْجَنَّةِ [1]

”حسنین رضی اللہ عنہما اہل جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔“

جامع ترمذی شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

---

[1] مسند احمد: 11537، مجمع الزوائد: 9/186، مستدرک حاکم: 3/166

Marfat.com

عَنْ حذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلَتْنِيْ أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ ؟ تَعْنِيْ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: مَالِيْ بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَنَالَتْ مِنِّيْ فَقُلْتُ لَهَا : دعِيْنِى أَتِي النَّبِيَّ ﷺ فَأُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَّسْتَغْفِرَلِيْ وَلَكِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِيْ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: مَا حَاجَتُكَ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ؟ قَالَ: إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ اللَّيْلَةِ إِسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ [1]

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کب کے ملے ہو......؟ میں نے کہا: اتنی مدت ہو چکی ہے کہ میں ملاقات نہیں کر سکا، وہ اس پر ناراض ہو گئیں اور مجھے برا بھلا کہا۔ میں نے کہا: مجھے اجازت دیں میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتا ہوں اور عرض کروں گا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے لیے اور آپ کے لیے بخشش

[1] جامع الترمذی:3781

Marfat.com

کی دعا فرما دیں، چنانچہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مغرب کی نماز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پڑھی (پھر میں وہیں ٹھہرا رہا) حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر کی طرف چل پڑے تو میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے چل پڑا، آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: کون، حذیفہ ہے......؟ میں نے عرض کی، ہاں! فرمایا: کیا کام ہے......؟ اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری والدہ کو معاف کرے اور فرمایا: یہ فرشتہ ہے جو آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھ پر سلام عرض کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہے اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنّت کے سردار ہیں۔"

اور بعض روایات میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ حَسَنًا وَحُسَيْنًا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا ابْنَيْ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَم وَيَحْيٰ بْن زَكَرِيَا عَلَيْهِمَا السَّلَامِ [1]

---

[1] مجمع الزوائد: 9/185 کتاب الشریعۃ: 5/2144۔ عرب کے ایک معروف مصنف الشیخ العثمان الخمیس اپنی کتاب "الاحادیث الوارد بشأن السبطین: 211" میں فرماتے ہیں: انه رُوِيَ عن سِتَّ عَشْرَ صحَابِيًا "حسنین کریمین کی سرداری والی حدیث سولہ صحابہ سے روایت کی گئی ہے۔

Marfat.com

''حضرت عیسیٰ ابن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے علاوہ باقی تمام جنت والوں کے جوانوں کے سردار ہیں۔''

بعض روایات میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی ہیں کہ وَاَبُوْھُمَا خَیْرٌ مِّنْھُمَا ''ان دونوں کا باپ ان دونوں سے زیادہ بہتر ہے۔

قارئین کرام......!

جنت میں جن شہزادوں کی سرداری میں ہم رہیں گے اور جو جوان ہمارے سردار ہوں گے ہمیں دنیا میں ان کا احترام اور عزت کرنی چاہیے۔ چند تاریخی غیر معتبر باتیں لے کر انکے خلاف زبان درازی نہیں کرنی چاہیے اور کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس سے ان کی توہین کا پہلو نکلتا ہو کیونکہ ان کی شان، عظمت، جلالت اور رفعت احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ بلکہ ہمیں تو ان کا دفاع کرتے ہوئے ان سے دلی محبّت رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب وسنّت کے مطابق اہل بیت سے محبّت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بوڑھوں کے سردار شیخین کریمین رضی اللہ عنہما:

خلیفہ بلافصل، امام المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم امام المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ کسی کلمہ گو سے پوشیدہ نہیں۔ آپ امت مسلمہ کے سب سے اونچے لوگ ہیں اور جنّتی مہمان ہونے کے ساتھ ساتھ جنت میں بوڑھوں کے سردار ہوں گے۔

جس طرح زبانِ رسالت سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنّت کے جوانوں کی

Marfat.com

سرداری ملی ہے اسی زبان سے یہ بھی ارشاد پاک ہے:

سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ [1]

''جنت میں دنیا کے تمام اگلے پچھلے بوڑ بوڑھوں کے سردار ابوبکر اور عمر ہوں گے، سوائے انبیاء ورسل علیہم السلام کے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنّت میں سب جوان ہوں گے، کوئی بھی بوڑھا نہیں ہوگا لیکن جولوگ دنیا میں بڑھاپے کی عمر میں فوت ہوئے تھے ایسے جنتیوں کی سرداری شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے پاس ہوگی۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما بلاشبہ سو فیصد سرداری کے حقدار بھی ہیں، کیونکہ اسلام کے لیے ان کی ایسی گرانقدر خدمات ہیں کہ جن کا انکار سوائے ہٹ دھرم اور ضدی کے کوئی معتدل مزاج نہیں کرسکتا...... آل علی کے چشم و چراغ حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام باقر اور حضرت سیّدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہم سمیت تمام شہزادے ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام ہستیوں کو جنّت میں اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔ آمین!

میں اب خوش ہوا ہوں:

میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سادتنا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے حد درجہ محبّت کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان

---

[1] ابن ماجہ: 95 ترمذی: 3664 ، سلسلہ احادیث صحیحہ: 2/487

Marfat.com

شہزادوں، شاہینوں، شہبازوں اور جنّت کے سرداروں کی قدر کا حق ادا کر دیا۔

ایک دفعہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیٹوں کو کپڑے پہنائے تو ان میں سے کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جو سادتنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے شایانِ شان ہو۔

فَبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ فَأُتِيَ بِكِسْوَةٍ لَهُمَا فَقَالَ: الآنَ طَابَتْ نَفْسِيْ [1]

"آپ رضی اللہ عنہ نے (قاصد کو) یمن بھیجا وہ وہاں سے ان کے لیے (عمدہ و نفیس) کپڑے لے کر آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا ہے۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

وقَدْ ثَبَتَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب كَانَ يُكْرِمُهُمَا وَيُعْطِيْهُمَا كَمَا يُعْطِيْ أَبَاهُمَا [2]

"اور یہ بات صحیح ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور ان دونوں کے والد کی طرح ان کو عطیات دیتے تھے۔"

اب اگر کوئی اہل نظر کہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت کا خیال نہ رکھتے تھے یہ سراسر جھوٹ اور ناانصافی ہوگی۔ خلفاراشدین سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انہیں حد درجہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ کے گھرانے کا دل وجان سے احترام کرتے۔

---

[1] سیر اعلام النبلا: 3/285

[2] البدایۃ والنہایۃ: 8/226

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو وصیت:

بعض حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ غلو بھری، مبالغہ آمیز محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ہم نے انھیں حضرات کی مشہور ومعروف کتاب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آخر عمر کی چند وصیتیں نقل کی ہیں جو انھوں نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر کی تھیں......اپنے ملک کی فضا کو پُر امن بنانے کے لیے اور دنیا وآخرت کی بہتری کے لیے......وہ بعض حضرات بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آخری وصیتوں پر غور فرمائیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُوْصِيكُمَا بِتَقْوَى اللهِ وَأَنْ لَّا تَبْغِيَا الدُّنْيَا ...

''میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں، اللہ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہش مند نہ ہونا اگر چہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کُڑھنا جو تم سے روک لی جائے، جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔ میں تم کو اپنی تمام اولاد کو اپنے کنبے کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز، روزہ سے افضل ہے۔ (دیکھو!) یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کے کام ودہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ وبرباد نہ ہوجائیں، اپنے ہمسائیوں کے

Marfat.com

بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حد تک ان کے لیے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں سبقت لے جائیں، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے۔ جان و مال اور زبان سے راہِ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم پر لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی طرف پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بدکردار تم پر مسلط آجائیں گے، پھر دعا مانگو تو قبول نہ ہوگی۔'' [1]

بلاشبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیتوں کا ایک ایک حرف موتیوں سے

---

[1] نہج البلاغہ: 642...... یہاں یہ بات یاد رہے کہ ہماری تحقیق کے مطابق نہج البلاغہ کی نسبت خلیفۂ چہارم، دامادِ رسول، پدرِ حسنین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف درست نہیں، لیکن چونکہ بعض حضرات کے ہاں اس کتاب کا بہت زیادہ مقام و مرتبہ ہے۔ ہم نے اصلاحِ احوال اور اصلاحِ آخرت کے لیے چند باتیں بطورِ اتمامِ حجت نقل کر دی ہیں۔ من الكتب التى ساهمت فى تشويه تاريخ الصحابة بالباطل كتاب نهج البلاغة ، فهذا الكتاب مطعون فى سنده ومتنه ، فقد جُمع بعد أمير المؤمنين بثلاثة قرون ونصف بلا سند ، وقد نسبت الشيعة الرافضة تأليف نهج البلاغ ألى الشريف الرضى وهو غير مقبول عند المحد ثين

Marfat.com

زیادہ روشن اور قیمتی ہے اور یقیناً پیارے شہزادوں نے بھی ان موتیوں کو اپنے گلے کی مالا بنایا تھا اور ہر آن، ہر گھڑی تعلیماتِ اسلامیہ کے مطابق ہی بسر کی تھی، مگر آج افسوس یہ ہے کہ ہم حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبّت کے بلند و بانگ دعوے تو کرتے ہیں مگر ہمارا کردار ان کی سیرت وصورت اور مشن کے سراسر خلاف ہوتا ہے۔ جبکہ عمل وقول کا اس قدر تضاد تباہی کا موجب ہے۔

آیئے......! صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ عمل سے اور اچھے کردار سے اہل بیت سے محبّت کا ثبوت دیں اور رضائے الٰہی کے لیے ہر قربانی پیش کریں۔

بابائے حسنین رضی اللہ عنہما کی حکمت بھری باتیں:

شیعہ حضرات کے ہاں نہج البلاغہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبات تصور کرتے ہیں ہم اسی کتاب سے چند نصیحت آموز باتیں تحریر کرتے ہوئے اپنی کتاب کا اختتام کرتے ہیں تاکہ عقیدہ کی اصلاح اور اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا ہو سکے۔

① ...... سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَبَاهِتٌ مُفْتَرٌ قَالَ الرَّضِيُّ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَال [1]

"میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاکت کا شکار ہوں گے، ایک

---

[1] نہج البلاغہ: 823

Marfat.com

محبّت میں حد سے بڑھ جانے والا اور دوسرا جھوٹ وافترا باندھنے والا،

سیّد رضی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد اس کی مانند ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوئے ایک محبّت میں غلو کرنے والا اور دوسرا دشمنی وعناد رکھنے والا۔"

فائدہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی روشنی میں ہم اہل حدیث بڑی خوشی سے یہ بات کہتے ہیں کہ ہم ہلاکت سے محفوظ ہیں، آپ کی شان میں غلو کرتے ہوئے آپ کو خدا، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں اور نہ ہی آپ کی تنقیص کرتے ہوئے آپ کی شان اور خلافت کے منکر ہیں۔ بلکہ آپ ہمارے ہاں شجاع، متقی، جبلِ علم وعمل، دامادِ مصطفیٰ اور چوتھے برحق خلیفہ تھے اور جنتی جوانوں کے سردار حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی قدر ہیں۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ضَعْ فَخْرَكَ وَاحطُطْ كِبْرَكَ وَاذْكُرْ قَبْرَكَ [1]

"فخر وسربلندی کو چھوڑ دو، تکبر وغرور کو مٹاؤ اور قبر کو یاد رکھو۔"

فائدہ:

آپ رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت پر عمل کرنے سے تمام مذہبی لڑائیاں ختم ہوسکتی ہیں اور امن وسکون کی فضا قائم ہوسکتی ہے۔ کیونکہ فخر وغرور اور انجام کی بے خبری ہی بدعقیدہ، بدعمل اور بدکردار بناتی ہے۔

---

[1] صفحہ: 806

Marfat.com

③...... آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ أَحَدٍ سُوْءًا وَأَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مُحْتَمَلًا ❶

''کسی کے منہ سے نکلنے والی بات میں اگر اچھائی کا پہلو نکل سکتا ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرنا۔''

فائدہ:

آج تو اچھے بھلے مفہوم کو بگاڑ کر دوسرے پر مسلط کرنا علمی و تحقیقی میدان کی معراج سمجھا جاتا ہے بے بنیاد، سنی سنائی اور موضوع و مردود باتوں کو لے کر بڑی جرأت و دلیری سے کفر و شرک کے فتوے صادر کیے جاتے ہیں، آپ کے اس فرمان کی روشنی میں ہمیں اپنے اس جاہلانہ رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

④...... آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللَّجَاجَةُ تَسُلُّ الرَّأْيَ

''ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔''

فائدہ:

اور آج بھی حق ماننے کا حوصلہ پیدا ہو جائے تو سارے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں، مگر اکثر مولوی حضرات اپنی جھوٹی چودھراہٹ کے لیے ہٹ دھرمی اور ضد کو ختم نہیں کرتے اور ساری زندگی اپنی جھوٹی شہرت کی خاطر لوگوں کو اندھیرے میں رکھتے ہیں اور اپنی عاقبت کھوٹی کرتے ہیں۔

---

❶ ص:796

Marfat.com

⑤......آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِہٖ فَلْیَدَعُ الْمُرْاءَ

''جسے اپنی عزت وآبرو عزیز ہو وہ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہے۔''

فائدہ:

مگر افسوس آج لڑائی جھگڑا ہی عزت وآبرو کا معیار بن چکا ہے۔ مذہبی لڑائی جھگڑے اپنی فتح کے نشان سمجھے جاتے ہیں، زیادہ گالیاں دینے والا، زیادہ نقصان کرنے والا اور زیادہ قتل وغارت کرنے والا گروہ اپنے آپ کو باعزت اور کامیاب سمجھتا ہے۔ جب کہ ایسے گروہ کی عزت وعظمت اللہ کے ہاں، اللہ کے فرشتوں کے ہاں اور اللہ کے نیک بندوں کے ہاں ذرّہ برابر نہیں رہتی۔

یہ عظیم نصیحتیں کہ جن سے کتب کے اوراق روشن ہیں، اللہ کے ان کے ذریعے ہمارے سینے بھی روشن فرمادے اور بغض وحسد اور جہالت ونفاق اور ہٹ دھرمی وغلو سے محفوظ فرما کر ایک نیک سیرت سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیری سی کاوش کو میرے لیے میرے جدّین، والدین، اساتذہ اور مخلص ساتھیوں کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، جنہوں نے مجھے دعاؤں میں یاد رکھا اور قیمتی تجاویز اور آرا سے نوازا اور ہر معاملے میں میرے ساتھ حسن سلوک کیا۔

☆☆☆

Marfat.com

قارئین و واعظین کی خدمت میں نہایت ادب سے:

شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا، یہ ظالم بڑا ماہر نفسیات ہے، اس لعنتی نے بڑے بڑے اہل علم اور صاحبِ تقویٰ لوگوں کو نیک شخصیات کی محبّت میں غلو کا جال بچھا کر شکار کیا...... اور سچی بات یہ ہے کہ اس وقت فرقہ واریت کی سب سے بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ لوگ اپنے اپنے اکابرین کی محبّت میں غلو کا شکار ہیں اور ان کو نبیوں پیغمبروں کا درجہ دیے ہوئے ہیں جب کہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

اہل علم اور خطبا حضرات اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور قوم کی صحیح صحیح رہنمائی کریں اور مندرجہ ذیل دو باتیں ملحوظِ خاطر رکھیں۔

① ...... عقیدت میں عقیدے کا ضرور خیال رکھیں۔ یہ کوئی مسلمانی نہیں کہ انسان آل رسول کا نام لے کر شرک کی پگڈنڈیوں پر چل نکلے۔

احادیثِ صحیحہ اور چند آثارِ مستندہ کی روشنی میں آپ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت، شان، منزلت وعلو مرتبت، رفعت، جلالت اور بلند مقام کا تذکرہ پڑھ چکے ہیں۔

الحمدللہ! اب ہمیں ان شہزادوں کی شان کے لیے ضعیف، متروک اور موضوع روایات وواقعات بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعض احباب شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کی عظمت میں موضوع احادیث یا من گھڑت واقعات نہ سنائے جائیں تو ان کی شان بیان نہیں ہوتی اور مجمع نہیں تڑپتا۔

یہ محض ان کی خام خیالی ہے اور قرآن وحدیث سے تجاوز ہے جو کہ باعثِ

Marfat.com

ہلاکت ہے۔ جب صحیح ذخیرہ حدیث سے اس قدر بلند شان واضح ہے تو پھر عقل و نقل اور عقیدے کے خلاف غیر ثابت شدہ احادیث و قصص بیان کرنا یقیناً غلو اور ناانصافی ہے۔ ویسے بھی کوئی ایسی بات کہنا جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح ثابت نہ ہو تو یہ شرعاً جائز نہیں۔ لیکن صد افسوس! کہ اس موضوع پر تحریر یا تقریر کرتے وقت صحت قصہ یا حدیث کا قطعاً خیال نہیں رکھا جاتا۔ اور آج کل منبر و محراب پر آل رسول کی شان کا نام لے کر شرک کی دعوت دی جاتی ہے اور توحید کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو غلو سے محفوظ فرمائے اور صحیح معنوں میں کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

②...... کسی پر تہمت لگانا، بغیر تحقیق کے کسی عالم کے متعلق نامعقول رائے قائم کرنا بڑا کبیرہ گناہ ہے اور آج کل اس کبیرہ گناہ میں بڑے بڑے علمائے کرام، خطبائے عظام اور اہل علم گرفتار ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف غیر ثابت باتیں منسوب کرنا معمول بنتا جا رہا ہے اور کئی مہربان تو ایسے ہیں جو ہمیں بھی معاف نہیں کرتے، حالانکہ ہم نے اپنی اس کتاب میں کوئی ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہیں لکھا، قرآن و حدیث کے بعد جو شان و عظمت اور مقام و مرتبہ ہمارے اسلاف نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا بیان کیا ہے بس وہی درج کیا ہے۔

با قاعدہ ہر بات کا حوالہ موجود ہے ہم ناصبی حضرات کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ ہمارے خلاف پراپیگنڈہ کرنے کی بجائے دیانتداری سے اس موضوع کا مطالعہ کریں اور اپنے دلوں کو ہمہ وقت آل رسول کی محبّت سے سرشار رکھیں۔ آل رسول اور اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بیان کرنا عیب نہیں بلکہ بڑے

Marfat.com

اعزاز کی بات ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اگر اہل بیت کی محبت میں لکھنا شیعیت ہے تو تمام جن وانس یہ بات جان لیں......! میں رافضی ہوں!

ہمارے شیخ اور مشہور محقق ومصنف مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل میں احادیث نقل کرنا اور ان سے محبت کا اظہار کرنا اگر شیعیت ہے تو بجز ناصبیوں اور خارجیوں کے سب شیعہ ہیں۔" [1]

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو ممتاز، باعمل علمائے کرام کی قیادت نصیب کرے جو کہ منبر ومحراب اور اسٹیج کی زینت بنتے ہوئے صحیح معنوں میں دین اسلام کی خدمت کریں۔

افسوس......!

اس وقت جہلا خطبا وواعظین کا غلبہ ہے، جو بے راہ روی کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ علم کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اور امت کو جہالت وگمراہی کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔ اور حیرت اس بات پر ہے کہ کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں اور نہ ہی کوئی ان کی اصلاح کرنے والا ہے...... بس وہ اسٹیج پر آئیں، جو من میں آئے بیان کریں، جیسی چاہیں زبان استعمال کریں...... جاہل عوام کا کام صرف واہ واہ کرنا ہے یا پھر ہاہاہا کرنا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

[1] احادیث بخاری ومسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش: 34

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں ہمارے دلوں میں آخرت کی فکر تازہ کرے، جس سے ہم اپنے اعمال اور کردار کا محاسبہ کرتے رہیں۔

اللّٰھم احْفَظْنَا بالْاِسْلَام قائمًا

واحْفَظْنَا بالاسلام قاعدا

واحْفَظْنَا بالاسلام راقدًا

ولا تشمت بنا عدوا ولا حاسدا

اللهم انا نسئلك من الخير كله خزائنه بيدك

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آلِ رسول اور اصحابِ رسول ﷺ کا سچا خادم

العبدالفقیر الی اللہ الحنّان

عبدالمنان بن عبدالرحمن راسخ بن حاجی نیک محمد

خادم السنة النبوية الشريفة

Marfat.com

تعارف

راسخ اکیڈمی

والدِ گرامی حضرت مولانا حکیم عبدالرحمٰن راسخ رحمۃ اللہ علیہ ، بہترین مبلغ ، مؤثر خطیب، دینِ حق کے بے لوث داعی، مہمان نواز، ملنسار، خوش گفتار، بااخلاق اور باعمل عالمِ دین تھے۔ آپ حکمت وخطابت کے ساتھ ساتھ شوقِ تصنیف وتالیف سے بھی سرشار تھے۔ آپ نے علمی موضوعات ومقالات کی اشاعت کے لیے راسخ اکیڈمی قائم کی اور اس کے تحت مولانا صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقالات اور شاعرِ اسلام سعید الفت کے شعری کلام کو شائع کیا۔ مستقبل میں آپ کئی علمی وتحقیقی اور تربیتی واصلاحی کتب کو شائع کرنے کا پروگرام رکھتے تھے کہ اللہ کا پیغام آگیا اور آپ دنیا فانی سے رحلت فرمائے گئے۔ اللهم اغفرله واجعل قبره روضة من رياض الجنة آمين!

الحمدللہ......! میں نے والدِ گرامی کے اس نیک مشن کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے راسخ اکیڈمی کی نشاۃِ ثانیہ کی ہے۔ وقتاً فوقتاً راسخ اکیڈمی کے تحت علمی وتحقیقی کتب آپ کے پیشِ خدمت ہوں گی اور والدِ گرامی کے خطبات ومقالات کو بھی عنقریب شائع کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اور برادرِ اصغر مولانا منیب الرحمن راسخ کو والدِ گرامی کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہم سب کو دین، دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

عبدالمنان راسخ

ڈائریکٹر راسخ اکیڈمی فیصل آباد

Marfat.com

دورانِ تحریر زینت مطالعہ بننے والی کتب

القرآن الکریم

کلام رب العالمین نزل به الروح الامین علی رسوله النبی الکریم

ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل

تالیف الامام شیخ الاسلام محمد ناصر الدین الالبانی المتوفی 1420ھ الطبعة الاولی 1979م المکتب الاسلامی بیروت

الاستیعاب فی معرفة الاصحاب

ابن عبدالبر ، دائرة المعارف جنوبی الهند ، مدینة الحیدرآباد

اسد الغابة فی معرفة الصحابة

للامام ابن اثیر المکتبة الاسلامیة تهران

الاصابة فی تمییز الصحابة

لابن حجر المطبة الشرقیة 1907

البحرالزخار المعروف مسندالبزار

طبعة محقق طبع من دارالعلوم والحکم والمؤسسة

بحار الانوار، الجامعة لدرر اخبار الائمة الأطهار

محمد باقر ، دار الاحیاء التراث العربی

تاج العروس

للامام البغوی السید محمد مرتضی الزبیدی طبعة دار لیبیا للنشر والتوزیع بنغازی

تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام

للامام محمد بن عثمان الذهبی، دارالکتاب العربی بیروت لبنان

Marfat.com

تاریخ بغداد أو مدینة السلام

اکبر شاہ خان نجیب آبادی نفیس اکیڈمی لاہور طبع ہفتم 1970م

تحفة الاحوذی

للامام عبدالرحمن المبارکفوی دارالکتاب العربی بیروت لبنان

تفسیر القرآن العظیم

للحافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر المتوفی 774 مکتبة طیبة للنشر والتوزیع بیروت

تقریب التہذیب

ابن حجر الطبع القدیم من الکنوء

تہذیب التہذیب

للامام ابی الفضل احمد بن علی بن حجر المتوفی 752ھ الطبعة الاولی مجلس دائرة المعارف النظامیة الکائنة فی الہند

تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری

ازعلامہ وحید الزماں نعمانی کتب خانہ وتاج کمپنی لاہور

خیرالاقوال والافعال فی زمن الاہوال

محمد فالح العجمی طبعة کویت

رحمة للعالمین ﷺ

از قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز چوک انار کلی لاہور، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد، لاہور

سلسلة الاحادیث صحیحة

للامام العلامة ناصر الدین البانی مکتبة المعارف للنشر والتوزیع

سنن ابن ماجہ: للامام ابن ماجة القزوینی بترقیم محمد فؤاد عبدالباقی

Marfat.com

سنن ابی داؤد مع العون

دارالکتاب العربی بیروت

السنن الکبریٰ

للامام المحدث احمد بن الحسین البیہقی المتوفی 458ھ نشر السنۃ ملتان اسلامی جمہوریۃ باکستان

سنن النسائی

للامام احمد بن شعیب النسائی المتوفی 303ھ المکتبۃ السلفیۃ بلاہور باکستان

سیر اعلام النبلاء

للامام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی المتوفی 1374م مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

سیرت النبی ﷺ

ازعلامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ سیّد سلیمان ندوی، اعلیٰ ایڈیشن ادارہ اسلامیات پبلشرز بک سیلرز لاہور

شذرات الذہب فی اخبار من ذہب لابی الفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی ، دار ابن کثیر

صحیح بخاری (مترجم)

ترجمہ وتشریح محمد داؤد راز رحمہ اللہ طبعۃ الاولی2001 مکتبۃ قدوسیۃ لاہور

صحیح تاریخ طبری محقق ومخرج دار ابن کثیر دمشق بیروت

صحیح سنن الترمذی مترجم

Marfat.com

للامام المحدث البانی رحمہ اللہ وترجمہ گوندلوی الطبعة الاولیٰ
1421ھ جامعة تعلیم القرآن سیالکوٹ

صحیح المسلم : ناشر نور محمد اصح المطابع کراچی

صحیح موارد الظمان الی زوائد ابن حبان

للامام الکبیر ناصر الدین البانی طبعة دارا الصمیعی للنشر والتوزیع ریاض

عون المعبود شرح سنن ابی داود

للشیخ المحدث شمس الحق ڈیانوی دارالکتاب بیروت لبنان

غصن الرسول

تقدیم الدکتور محمد بن فتح اللہ بدران بقلم فواد علی رضا مؤسسة المعارف بیروت لبنان طبعة 1998م

کتاب الشریعة

للامام المحدث محمد بن الحسین الاجری المتوفی 620 دار الوطن الریاض المملکة العربیة السعودیة

کتاب الفضائل الصحابة

للامام احمد بن حنبل المتوفی 231ھ دار ابن الجوزی الریاض

وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان لابن خلکان

فتاویٰ ابن تیمیہ طبعة المملکة السعودیة علی نفقة اصحاب الخیر

فتح الباری بشرح البخاری

تالیف الحافظ شهاب الدین ابی الفضل العسقلانی المعروف بابن حجر طبعة شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی بمصر 1959م

Marfat.com

فتاویٰ ثنائیة:

شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری ، مکتبہ ثنائیہ النور اکیڈمی سرگودھا

فتاویٰ صراطِ مستقیم: مولانا محمود احمد میر پوری

الفتح الربانی لترتیب مسندالامام احمدبن حنبل الشیبانی

تالیف احمد عبدالرحمن بن البنا الشہیر بالساعاتی دارالحدیث القاہرہ

لسان العرب

لابن منظور محمد بن مکرم الانصاری المتوفی 711ھ طبعة الدار المصریة للتالیف

اللؤلووالمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان امام المحدثین

تالیف محمدفواد عبدالباقی الطبعة الاولی 1994م جمعیة إحیاء التراث الاسلامی

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی 807ھ طبعة 1986م من منشورات موسسة المعارف بیروت

المستدرک علی الصحیحین

لابی عبداللہ الحاکم النیساپوری مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب

مسند ابی یعلی الموصلی

للامام احمد بن علی بن المثنی التمیمی بتحقیق حسین سلیم دار الماعون للتراث وبتحقیق احمد محمد شاکر دارالمعارف للطباعة والنشر بمصر

مصنف ابن ابی شیبہ

للامام عبداللہ الکوفی المتوفی 235ھ الدار السلفیة الہند

المعجم الکبیر

Marfat.com

للحافظ ابی القاسم سلیمان احمد الطبرانی المتوفی 360ھ مطبعة الوطن العربی

معجم ما یخص آل البیت النبوی

تالیف الدکتور عبدالکریم بن ابراهیم بن محمد آل غضیة المتوفی 1420ھ بالمدینة المنورة دار ابن الجوزی السعودیة

المعجم الوسیط

للاساتذة ابراهیم مصطفیٰ واحمد حسن الزیات وحامد عبدالقادر ومحمد علی النجار المکتبة العلمیة طهران

منتقی حیاة الصحابة:محمد یوسف الکاندهلوی دار الفیحاء بیروت

المنجد جدید عربی ، اردو:ناشر دار الاشاعت کراچی طبعة 1975م

میزان الاعتدال فی نقد الرجال

تالیف ابن عبدالله محمد بن احمد بن عثمان الذهبی تحقیق علی محمد البجاوی دارالمعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان

مجموعہ رسائل :

مولانا اسماعیل سلفی ،تحقیق وتخریج حافظ شاہد محمود طبع جدید

النهایة فی غریب الحدیث والاثر

للامام مجدالدین مبارک الجزری 606ھ دار الفکر بیروت لبنان

نہج البلاغہ:ترجمہ وحواشی مفتی جعفر حسین معراج کمپنی لاہور

هامش المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانیة

للامام المحدث الماهر بعلم الرجال ابن حجر العسقلانی الطبعة للدار العاصمة 2000م

هدایة الرواة الی تخریج احادیث المصابیح والمشکاة

لابن حجر دار ابن قیم دار ابن عفان طبع مصر

Marfat.com